قرآن میں بین الاقوامی تعلقات

تألیف

ڈاکٹر امیری ☆ زہرا امیری

ترجمہ

خان محمد صادق

تقدیم

م.ر.ع

تصحیح

مولانا سید مصطفی حسین Yی اسیف جائسی

ناشر

نور ہدایت فاؤنڈیشن
حسینیہ حضرت غفران مآب، چوک، لکھنؤ-۳ (ہندوستان)

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
پیش لفظ	۸
مقدمہ مترجم	۹
بین الاقوامی تعلقات اور اسلام کی تقدیم میں......	۱۱
تاریخ ترجمہ	۳۳
مقدمہ: موجودہ تحقیق کا دائرہ کار	
۱۔ تحقیق کے مسئلے کا بیان	۳۴
۲۔ موجودہ نظریات اور لٹریچر کا جائزہ	۳۷
۳۔ موجودہ تحقیق کا مقصد	۳۹
۴۔ عملیاتی تعریف	۴۰
۵۔ موضوع پر موثر عناصر	۴۰
۶۔ تحقیق کے Aیت	۴۱
۷۔ Aیت کو جانچنے کا طر i	۴۲
۸۔ Aیت کی جانچ	۴۲
۹۔ تحقیق کا Âم	۵۳
۱۰۔ تحقیق کا طر i کار	۵۴
پہلا باب — قرآن اور بین الاقوامی تعلقات	۵۵

قرآن ۔۔۔۔۔ ۵۶
تعریف ۔۔۔۔۔ ۵۶
قرآنی قوا 2 کی ہم گیری ۔۔۔۔۔ ۵۸
جہان آفرینش (عالم مخلوقات) میں Kن کی منز ـ ۔۔۔۔۔ ۶۳
اسلام ۔۔۔۔۔ ۶۷
لفظ اسلام کے مشتقات ۔۔۔۔۔ ۶۷
لفظ اسلام کے معانی ۔۔۔۔۔ ۶۸
اسلام کے سلسلے میں آیتیں ۔۔۔۔۔ ۷۱
دین اسلام ۔۔۔۔۔ ۸۳
بین الاقوامی تعلقات
بین الاقوامی تعلقات کا علم ۔۔۔۔۔ ۸۴
بین الاقوامی تعلقات — عمل میں ۔۔۔۔۔ ۸۵
بین الاقوامی تعلقات اور دv علوم ۔۔۔۔۔ ۸۵
بین الاقوامی تعلقات — اصطلاح میں ۔۔۔۔۔ ۸۷
بین الاقوامی تعلقات کے علم کا ف+ ہ ۔۔۔۔۔ ۸۸
بین الاقوامی تعلقات کے تشکیلی عناصر ۔۔۔۔۔ ۸۹
بین الاقوامی تعلقات کی مختصر* ریخ ۔۔۔۔۔ ۹۱
دوسر* ب — اقتدار اور اس کے عناصر ۔۔۔۔۔ ۱۰۷
طاقت: طاقت کی تعریف ۔۔۔۔۔ ۱۰۸
قومی طاقت ۔۔۔۔۔ ۱۱۰

قومی طاقت کے عناصر ۔۔۔۔۔ ۱۱۲
۱۔Ãیہ (Ideology) ۔۔۔۔۔ ۱۱۲
۲۔سماجی ۔Kنی عناصر (Socio-Anthropological Factors) ۔۔۔۔۔ ۱۱۳
۳۔سیاسی عناصر (Political Factors) ۔۔۔۔۔ ۱۱۵
۴۔جغرافیائی عناصر (Geographical Factors) ۔۔۔۔۔ ۱۱۷
۵۔دفاعی عناصر (Defence Factors) ۔۔۔۔۔ ۱۱۸
۶۔اقتصادی عناصر (Economical Factors) ۔۔۔۔۔ ۱۱۹
طاقت: قرآن اور اسلام میں ۔۔۔۔۔ ۱۲۰
تیسر* ب — بین الاقوامی تعلقات میں سفارت کاری (Diplomacy) ۔۔۔۔۔ ۱۲۷
سفارت کاری ۔۔۔۔۔ ۱۲۸
سفارت کاری کی تعریف ۔۔۔۔۔ ۱۲۸
سفارت کاری کے فرائض منصبی ۔۔۔۔۔ ۱۳۱
سفارت کاری کے مختلف طر j ۔۔۔۔۔ ۱۳۲
۱۔مذاکرہ (Negotiotion Diplomacy) ۔۔۔۔۔ ۱۳۲
۲۔کثیر فریقی ڈپلومیس* یا کاÐنس (Multilateral Diplomacy) ۔۔۔۔۔ ۱۳۳
۳۔*پارلیمانی ڈپلومیسی (Parliamentary Diplomacy) ۔۔۔۔۔ ۱۳۳
۴۔سر. اہ کی ڈپلومیسی (Summit Diplomacy) ۔۔۔۔۔ ۱۳۴
۵۔کمان ڈپلومیسی (Command Diplomacy) ۔۔۔۔۔ ۱۳۴
۶۔فیٹ اکمپلائی ڈپلومیسی (Fait accompli Diplomacy) ۔۔۔۔۔ ۱۳۵
۷۔میکاولی ڈپلومیسی (Machyaveli Diplomacy) ۔۔۔۔۔ ۱۳۶

سفارت کار (Diplomate) ۱۳۷

چوتھا باب — بین الاقوامی حقوق اور اس پر حکمراں اصول ۱۴۰

بین الاقوامی حقوق ۱۴۱

بین الاقوامی حقوق کی تعریف ۱۴۲

پہلا اصول: مل جل کر امن سے ایک ساتھ رہنا (Peaceful Co-Existence) ۱۴۶

۱۔ آپسی احترام (Reciprocal Respect) کی بنیاد پر دوستانہ تعلقات کا قیام ۱۵۰

۲۔ رواداری (Tolerance) اور معافی (Forgiveness) کا جذبہ رکھنا ۱۵۱

۳۔ اختلافات کا پر امن تصفیہ ۱۵۲

اختلافات کے حل کے پر امن طریقے ۱۵۷

۱۔ سیاسی طریقے

۱۔۱۔ مذاکرہ ۱۵۷

۱۔۲۔ سمجھوتہ (Compromization) ۱۵۷

۱۔۳۔ ثالثی (Mediation) ۱۵۷

۱۔۴۔ تحقیق (Research) ۱۵۸

۱۔۵۔ مساعی جمیلہ (Good efforts) ۱۵۹

۱۔۶۔ رائے عامہ (Referendum) ۱۵۹

۲۔ قانونی طریقے

۱۔۱۔ فیصلہ اور حکمیت ۱۶۰

۱۔۲۔ بین الاقوامی فیصلہ (International Judgment) ۱۶۲

(1) سلامتی کونسل (Security Council) ۱۶۲

(2) مجلس عاملہ (General Assembly) ۱۶۷

(3) بین الاقوامی عدالت - International Court of Justice ۱۶۸

(4) علاقائی عدالت - (Regional Court) ۱۷۱

۴۔ طاقت کا عدم استعمال ۱۷۱

جنگ اور طاقت کا استعمال قرآن میں ۱۷۶

جنگ کے کچھ قواعد ۲۱۸

جنگ سے مستثنیٰ افراد ۲۱۸

دوران جنگ ú نوپ ڑھنے کی کیفیت (ú زخوف) ۲۱۹

سرحدوں کی حفاظت ۲۲۰

فیء ۲۲۰

مال غنیمت ۲۲۱

جنگی قیدی (Prisoner of War) ۲۲۳

پناہ گزینی (Refugee) ۲۶۵

دوسرا اصول: ایفائے عہد ۲۳۱

معاہدے (Contract) ۲۳۵

تیسرا اصول: عدم وابستگی یا اعتزال (۱۔ عدم مداخلت، ۲۔ غیر جانبداری) ۲۳۸

عدم مداخلت (Non-Interference) ۲۴۰

غیر جانبداری (Impartiality) ۲۴۰

پانچواں باب — عالمی اتحاد اور سالمیت ۲۴۷

عالمی اتحاد اور سالمیت ۲۴۸

اتحاد اور تفرقہ ۔ اسلام کی رو سے ______ ۲۵۰
مختلف دینوں اور اقوام میں اتحاد ______ ۲۵۸
* عالمیÂم ______ ۲۶۱
اختتامیہ ______ ۲۶۵

پیش لفظ

کائنات کے سے*یدہ*اور*مربی کے سامنے سر تعظیم خم کرتے ہیں، جس نے ہمیں ''قرآن میں بین الاقوامی تعلقات*می کتاب کو لکھنے کی توفیق عنا$ فرمائی* کہ قرآن پر تحقیق وتفحص کا ۔ بہ ہمارے+ رفروزاں ہو سکے۔

محترم اسا+ہ جناب ڈاکٹر پیراینده (معلم قرآن و اخلاق)، خانم جلالی اور خانم صادقی، کلاس قرآن کے دو خاص کر معلم اخلاق، حاج آقا جہان خواه، اور نکتہÕطا علموں کا بہت بہت شکریہ، جنھوں نے اپنے قیمتی نکتے اور*Âیت سے نواز کر، اس کتاب میں تکمیلی اصلاحات اور تبد~ میں ہماری مدد کی۔ نیز جناب انجینیر راہی اور پروفیسر اختر مہدی کا شکریہ جنھوں نے بہت ساری زحمتیں پر داشت کیں۔ اسی طرح ہم اپنے اہل خانہ کے ای ای فرد کا، شکریہ ادا کرتے ہیں خاص کر والد محترم الحاج پنجعلی امیری، جنھوں نے حق+ری کو اچھی طرح نبھا*یا۔ سرکار خانم مصطفوی بھی قابل قدر ہیں جنھوں نے اس کتاب کی کمپوز- میں مدد کی۔ نیز جناب آقای ا اہیم کاتبی خاص شکریہ ادا کر* چاہئے جنھوں نے فتوت (Chivalry) کو ہمارے سامنے مجسم کر*یا۔

لیکن یہ کہے بغیر نہیں رہا جا سکتا کہ اس کتاب کی*لیف کا مقصد، بین الاقوامیÂم میں مختلف قوموں اور حکومتوں کے درمیان تعلقات پر اسلام کا ا+ از ہو* اور اس کی اہمیت کا بیان ہے، جو کہ رافت و مہر*نی، درا* روا یثار اور ا«ف وعدا F پر ہے۔ جو چیز اس کتاب میں بہت اہم ہے، وہ ای مکمل امن پسند*نی عوامی حکومت کیCی ڈالنے کے لئے، سادہ اور صحیح قوا 2 کی صورتوں کی راہ دکھا* ہے، کیوèاسی طرح ممکن ہے کہ بشر، اچھی فکر، اچھی*ت اور اچھے کردار کی تہذ$ی کو اپنی ز+گی میں عملی کر کے، کمال وسعادت کے راستے کو مضبوط قدموں سے طے کرے۔

K¶ءاللہ

عبداللہ امیری۔ زہرا میرزائی

مقدمہ مترجم

ترجمہ بھی تالیف وتصنیف کی طرح ایک فن ہے۔ کسی بھی ترجمہ میں اصل زبان کی خوبی اور دلکشی کو برقرار رکھنا جوئے شیر لانا ہے۔ صرف ترجمہ اور عمدہ ترجمہ میں بہت فرق ہوتا ہے۔ صرف ترجمہ جوہر پیغام کو کافی حد تک تبدیل کر دیتا ہے۔ لیکن عمدہ ترجمہ اسی جوہر کو کافی حد تک برقرار رکھتا ہے۔ آپ مانیں یا نہ مانیں ترجمہ تالیف سے بھی زیادہ پیچیدہ عمل ہے۔ کیونکہ تصنیف و تالیف میں مصنف کا ذہن آزاد رہتا ہے لیکن ترجمے میں مصنف کے ذہن کی بندش ہوتی ہے۔ مترجم کو کسی بھی حالت میں اصل کتاب کے مضمون سے باہر نہیں جانا ہے۔ کسی بھی مترجم کی صلاحیت کی کسوٹی بس یہ ہے کہ وہ اصلی مضمون کے جوہر اور ترجمے کے جوہر میں کس قدر مشابہت پیدا کر سکتا ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کا عکس کبھی نہیں ہوسکتے۔ مترجم کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ دونوں زبانوں پر اس کی واقفیت کتنی ہے اور ساتھ ساتھ پیغام مضمون پر بھی اس کی واقفیت کتنی ہے۔ واقفیت کا یہ امتزاج جس قدر قوی ہوگا ترجمے میں جوہر پیغام بھی اسی قدر چاق و چوبند اور پائیدار ہوگا۔ عمدہ ترجمے کے لئے دونوں زبانوں کے مخصوص مزاج، مصطلحات، مساوی معنی اور ان کے روزمرہ کا ادراک نہایت اہم ہوتا ہے۔

فاضل مؤلف سے میری ملاقات پہلی بار نور ہدایت فاؤنڈیشن امامباڑہ غفران مآب رحمہ لکھنؤ میں ہوئی۔ موصوف فارسی استاد کی حیثیت سے یہاں تشریف لائے تھے۔ باتوں باتوں میں اس کتاب کا ذکر چھڑ گیا۔ انھوں نے کتاب کو ترجمہ کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ مولانا اسیف جائسی صاحب مدیر 'شعاع عمل' نے اس خوش فہمی کے تحت کہ میں اس کتاب کو اردو میں منتقل کر سکتا ہوں ان سے وعدہ لے لیا اور یہ کام میرے ذمے کر دیا۔

مجھے اپنی بے بضاعتی اور کم دانی کا اعتراف ہے۔ ایک تو فارسی زبان پر پوری طرح سے

عبور نہیں اور دوسرے کبھی سیاسیات میرا موضوع مطالعہ نہیں رہا۔ بہر حال ترجمہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ جو کسوٹی میری صلاحیت کو پرکھے گی وہ اس کتاب کے محترم قارئین کے ہاتھ میں ہے۔ وہی یہ فیصلہ کریں گے کہ میں ترجمے میں کس قدر کامیاب رہا۔ میں بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں جناب مولانا سید مصطفیٰ حسین نقوی اسیف جائسی صاحب، جناب سید سفیان احمد ندوی صاحب اور جناب سید قائم مہدی نقوی نگروری کا جن کا بھرپور تعاون مجھے حاصل رہا ساتھ ہی ادیب باکمال سید محمد رضا زیدی پوری صاحب (م.ر.ش) کا شکریہ ادا کرنا بہ احسان شناسی کے تحت مجھ پر فرض ہے اس لئے کہ موصوف کا بنظر تحقیق وتصحیح ترجمہ کو لفظ بہ لفظ پڑھنا اور پھر پُر مغز مقالہ بطور تبصرہ تحریر فرمانا ترجمہ کی بلندی اور کامیابی کا بہترین ثبوت ہے۔

احقر العباد

خان محمد صادق جوزری

بین الاقوامی تعلقات اور اسلام کی تقدیم میں.........

تعلقات کی اصلیت جاننے کے لئے بچہ کی طرف نگاہ فطرتاً مڑتی ہے۔ یہ فطرت کا وہ کورا کاغذ ہو* ہے جس کی پہلی اور آ ی عبارت ماں ہی ہوتی ہے اور جو کچھ آ گی ڈھ کر* پ کو بھی شامل کرلیتی ہے۔ لیکن* پ کی حیثیت کچھ دور کی، ذ~ اور حاشیہ کی ہوتی ہے۔ ماں* پ کے* ہر کی د* بچہ کے لئے دوسری اور بیگانہ ہوتی ہے۔ پھر بھی اس اجنبی سی د* کے لئے بھی بچہ ہمکتا ہے۔ اس بظاہر بے شعور و بے* ن کا ہمکنا اور پھر اپنی د* کے* ہر یعنی ماں* پ کے علاوہ بھی کسی اور کے *پ س چین کی بنسی بجا* کیا ہے؟ دوسری د* (پ دیس) کو دیکھ کر بچہ کا ہمکنا اور پھر کچھ د ی کے لئے سہی، وہاں سکون کی سانس 8 آ کیا ہے؟ کیا یہ اس کے علاوہ بھی کچھ ہوسکتا ہے کہ دوسری د* سے بچہ کا رابطہ ہموار کر* ، تعلقات بنا* ڈھا* سراسر فطری چاہ ہوتی ہے۔

'تعلقات' وہ فطری تقاضا ہے جو سماج اور عمرا* ت کی C ی C ہے۔ اسی کی زمین پ تہذ ی$ وتمدن کا رقص ہو* ہے، اسی سے علم ودانشوری کا کام چلتا ہے اور K نی + گی جھومتی ہے۔ K ن کے کسی شعبۂ حیات کا تصور نہیں کیا جاسکتا جہاں تعلقات کا عمل دخل نہ ہو، جہاں تعلقات کا کام نہ ہو، تعلقات سے کام نہ چلے، تعلقات سے کام نہ ڈھے۔ جیسے تعلقات نہ ہوئے ورائے حیات K نی ہوں۔ (رہبا M ی ہم چاری ڈھنگ سے پ م شا„ 'اور سکون مطلق کی تلاش میں بے تعلقی کے بن اور د* تج دینے کے غار- K ن اپنے د ینہ تعلقات کی+ و ہی پہنچتا ہے۔)

تعلقات بھی عجیب وغر ی$ چیز ہے۔ اس [1] کا جادو کہاں کہاں نہیں چلتا! کتنی ہی سخت مشکلوں کو یہ کھڑے کھڑے چٹکی بجاتے حل کر دیتا ہے۔ نہ جانے کتنی الجھنوں کو آناً فاناً ہوا کر دیتا ہے،

---

(۱) 'تعلقات' اپنے طور سے 'جمع' ہے لیکن یہاں عمداً بطور 'واحد'* H ی ہے۔ نحویین کو اعتراض ہو تو معاف فرما N ۔

کتنی ہی گتھیوں کو پلک £ تخت بلقیس بنا دیتا ہے، تعلقات کے بل بوتے پ ہی K ن اپنی ؛ قی کی جھلا- پ چھلانگیں لگا* جا* ہے۔

تعلقات کی اہمیت اتنی مسلم ومستحکم ہے کہ اس کا کلمہ نہ پڑھنا بہت ڈ افسق و ¯ ر ہو جا* ہے۔ وہ کون سا کافر ہوگا جو تعلقات کے بھجن نہ گائے، اس کی تسبیح نہ پڑھے اور منہ سے، من سے اس کی مالا نہ Ï ۔ اسلام بھی نہیں چاہتا کہ کوئی نکھٹو ہو کر رہے۔ قرآن مجید بھی اپنے افتتاحی بیان کو اسی کی* ت پ ختم کر* ہے:

hç–ÇÛö] †nÆ (Ü`n×Â kÛÃþ] àm„ö] ½]† ' !ÜnÏjŠÛö] ½]† ' ö] ^þ‚³â]

!ànö^–ö]Ÿæ Ü`n×Â

اس طرح قرآن تعلقات کا سیدھا راستہ دکھا* ہے، اسے صحیح راستہ پ لگانے کی* ت کر* ہے۔ اس میں صاف صاف اچھوں (وہ جو* رگاہ رب العزت میں بھلائیاں اور نعمتیں* پ ئے ہوئے ہیں) سے تعلقات بنانے، سنوارنے اور ساتھ ہی ساتھ و ں سے تعلقات نہ ر p ، توڑنے اور بگاڑ ر p کی* ت ہی تو مضمر ہے۔

اَ ان مفسرین کی* ت مانی جائے جو اسے صرف ا ی- اَ وہ کی ہی صفات ما... ہیں (یعنی اس اَ وہ کی* ت ہے جس پ : اکی نعمتیں رہیں اور جو کبھی بھی اس کے غضب کا مستحق نہ ہوا اور نہ ہی کبھی بھی صراط مستقیم سے ý والوں میں ہوا۔) تو قرآن کی رو سے اسی اَ وہ کو اپنے سارے تعلقات کا مرا بنا* ہی سیدھا یعنی سچا راستہ ہے۔

✿

تعلقات کی اہمیت اپنی جگہ، لیکن ملکوں کے درمیان* ی بین الاقوامی میدان میں آ کر یہ پوری طرح سیا - کی اَ فت میں آ جاتے ہیں۔ سراسر اعتبار* ی تسلیمی حیثیت کی حامل سیا - ، جو فی نفسہٖ حقیقت سے پیدل ہوتی ہے، ہر چیز کو اپنے ر- (اعتباری) میں ڈھال کر، اپنا الّو سیدھا کر* ہی جا„ ہے، اپنا ہوا ہوائی قلعہ بناتی ہے اور اس میں خود چین کی بنسی بجاتی ہے، چاہے ساری د* کا

سکون ہوا ہوجائے، بلکہ د* کا چین ار* ہی اس کا نصب العین ہو* ہے جس کے ٹیڑھے میڑھے آنگن میں ہی سیا ۔ کی رادھا* چتی ہے، بلکہ وہیں* چ سکتی ہے۔ بے چینی اور+ نظمی نہ ہو، تو سیا ۔ کو کون پوچھے گا، اوراس کو مسیحا W کا موقع ۔ ملے گا، اسے بقلم خود ت دہندہ W کا موسم ۔ میسر ہوگا۔

اب اسے سیا ۔ کی نوازش کہئے* سازش، مطلقاً غیر فطری اور مصنوعی سرحدوں سے گھرے ہوئے ملک اور قوم کے درمیان تعلقات میں جو کچھ بھی فطری جوہر ہوسکتا ہے، اسے بھی یہ سیا ۔ نکال کر بین الاقوامی تعلقات کو بھی اپنے جیسے غیر فطری و بے حقیقی اعتبار میں غرق کر دیتی ہے، اس راہ میں عالم چاہے جتنا تلملائے، فلسفی چاہے جتنا الجھے، منطقی چاہے جتنا@ * ب کھائے، دانشوری چاہے جتنی اوبے، M K چاہے جتنی ڈوبے، سیاسی منصوبہ تو کامیاب ہو ہی جا* ہے، نہیں تو کامرانی کا* ر [لیبل تو لگ ہی جا* ہے، یعنی جو بھی صورت ہو اسی میں سیا ۔ اپنی کامیابی کی صورت دیکھ لیتی ہے، د* کو دکھا دیتی ہے اور* ریخ کو لکھا دیتی ہے۔ اسے 5l بولنے یعنی Dictate کرنے کی پیدا < مشق ہوتی ہے۔ (تبھی تو ہز* کام انقلاب بغاوت کا مجرم قرار* کر اور- نشین سیا ۔ کی دی ہوئی سیاسی پھا ´ کے تخت d * جا* ہے، وہیں سیاسی طور کامیاب ہر بغاوت انقلاب بن جاتی ہے۔+ ھی چکا چ+ ھ کی ماری حاضر* ریخ تو اصلیت کا پتہ لگانے کی حیثیت میں نہیں ہوتی۔ ہاں یہ بعد کا* ریخ منحصر ہو جا* ہے، اگر کچھ توفیق ہو تو حقیقت پسندی سے کام لے کر فیصلہ کرے، انقلاب قرار دے* کچھ اور...... ۶۱ھ کا* ریخ نے* ریخ ساز اقدام حسینی کو بھی 'بغاوت' ہی تو لکھا تھا۔ یہ تو کہیں بعد میں د* کی آنکھیں کھلیں* ریخ کو بھی توابین کی صف میں لا کھڑا کیا۔ پھر وہ لکھنے مجبور ہوئی جو آج کی د* کربلا کو سمجھتی ہے۔)

بین الاقوامی تعلقات کے تعلق سے سیا ۔ کی یہ کارستانی کوئی محدود نہیں ہوتی، ای جگہ * ای وقت کی* ت نہیں ہوتی بلکہ اسے آفاقی مظاہر (Universal Phenomena) میں قرار * جا سکتا ہے اور بے جھجک۔ یعنی بین الاقوامی تعلقات سراسر سیاسی نوعیت کے حامل رہے ہیں۔ یہ

او* ت ہے کہ سیا ۔ بقلم خود شاہی (آمرانہ) مصلحت+ یش* بین الاقوامی بساط پا اپنی حیثیت کے صحیح* غلط ادراک* حالات کے تعین و جبر کے تحت کچھ الگ کی رعایتوں کا لحاظ رکھے، انہیں کچھ سمجھ کر اس میدان میں داخل کرے، تو بھی اس کا آ ی سراسیاسی سمجھ سے ماورا نہیں ہو* ۔

❁

تمدن کے ابتدائی دور میں K نی سماج نے شیرازہ بندی کے پہلے زینہ پا قدم رکھا اور K ن کے سماجی جا+ ار ہونے کا ثبوت فراہم کیا۔ وہ چھوٹی چھوٹی اکائیوں میں منظم ہوا۔ یہ اکائیاں ر- و± ، ذات وقبیلہ اور* ن وتہذ $ وغیرہ کی C یو ٭ رہیں۔ ان کی داخلی سا # و تنظیم میں کوئی ویسی* قاعدگی کی توقع کر* نہیں چاہئے جیسی آج تصور کی جاتی ہے۔ ظاہر ہے، ان میں وہ * ۔ (State) بھی مفقود رہی جس کا تصور بہت بعد میں ابھرا۔ * ۔ 'خط محروس* اقتدار اعلیٰ کا ہو* م ہے۔ شروع شروع ابھرنے والے قبائلی سردا* ابتدائی پنچائتی قسم کی منظم اکائیوں میں @ کا اقتدار ای حد- مضبوط و مستحکم اور غیر متنازعہ ہو* ۔ وہ کسی حد- جغرافیائی سرحدوں سے آشنا بھی ہو* لیکن یہ جغرافیائی سرحدیں غیر واضح، لچیلی اور 'سرسراتی' ہوتی تھیں (ان سرحدوں کو عموماً تمدنی پیش رفت اور سماجی۔ K نی روش طے کرتی رہیں۔) پھر تمدنی ضرورتیں ہی ان * ۔ 'ú سماجی اکائیوں کے درمیان اَ م وسرد تعلقات X l دکرتی رہی ہوں گی۔ سماجی ارتقا، تمدنی پیش رفت* در+ ازیوں اور ۔ کے او * M کی* * فتہ صورت ہوس اقتدار نے ان سماجی اکائیوں میں 'راج' کی شکل ابھاری جس نے * ۔' کی C ڈالی۔ یہ راج عموماً قوت* ز* اس کی دھونس سے ہو** جا سکتا تھا اور اسی طرح حاصل کیا جا* رہا۔ راج کا C دی تصور کم وبیش اسی+ از میں آج کی* * فتہ متمدن د* میں قائم ہے۔ راج کے ابھرنے کے بعد سماجی اکائیوں @ پہلے جیسے تعلقات میں تبد~ کا ہو* ضروری H۔ اس کے پس پشت راج والی دھونس، * واور ایسے ہی + لتے ہوئے دوسرے 'سیاسی' حربے ہی رہے ہوں گے۔ اس وقت ذرائع Ü وحمل کی سستی اور مواصلاتی وسائل کی تنگی کا سایہ ان تعلقات کے کچھ پھیلنے اور پھلنے پھولنے کی راہ میں ۔ سے* ی

رکاوٹC ہوگا۔ یہ*ت . ماقبل* ریخ کے زمانے کی ہے، اس لئے صرف قیاس کا موضوع ہے۔اس میں جتنا 'ہوگا' ہے، وہ 'تھا ہی' میں نہیں+ لا جاسکتا کیوè* رقدیمہ کے ٹوٹے پھوٹے، بوسیدہ*و ریہ شواہد وثبوت سے کسی قطعی ومعقول نتیجہ کی امید نہیں کی جاسکتی۔

راج رجواڑوں اوران کے 'چھوٹ بھیوں' کے@ تعلقات بہرحال سیا - کی پوری طرح محفوظ ومضبوط/ فت میں ہی رہے ہیں جس پ ے رموز مملکت خویش خسرواں دانند کلاU یں جلی خط بورڈ لگا رہتا، داب شاہی کی جلا* جلا دھونس اس کے+ رجھانکنے کی اجازت نہ دیتی۔آمری$ کی دبی* ئی اسیر دانشوری اتنی ہمت جٹا نہیں سکتی تھی کہ اس شاہانہ دھونس کی کچھ+ یکھی سی بھی کرے۔مسلم سلطنت کے زمانہ میں اس بورڈ کوا- حد- Ã+ از کرنے کی ہمت مسلم دانشوری میں آئی، کیوè اسلام نے علم ودانشوری کو شرف وعظمت سے اس طرح معزز ومحترم کیا کہ اس کیÃ میں شاہی کچھ بھی نہ سماتی۔(یہاں بکے بندھے ٹکے قلم کی بقلم خود 'دانشوری' کی* ت نہیں ہے) لیکن یوروپ کو اس طرح کیÃ+ ازی کی . ات کے لئے صدیوں انتظار کر* ۔ یورپ کےK* ہ 6 نے . # انقلابی روشن خیالی دی اور دانشوری نے سیاسی جکڑ بندیوں کو آہستہ آہستہ تو* شروع کیا، تخت پ. اجمان شاہان کے* ج بھی اتنے ڈھیلے ہو* شروع ہوئے کہ ان کی رموزی* پلیسیوں کو پڑھا جانے لگا۔ یہ* پلیسیاں د* ر کے* ہر علماء وافاضل کی ڈیوڑھیوں، علمی نشستوں اور تعلیم گاہوں میں بھی اور ان کے واسطے سے ا- حد- کوچہ* زار میں موضوع بحث Wلگیں۔اس طرح سیا - اور سیاسیات میں ا-* قاعدہ علم کی صورت ابھری جسے علم سیاسیات* یسیاسی سائنس (Political Science) کا* م*H ۔

۞

اسی علم سیاسیات کے ذیل میں 'بین الاقوامی تعلقات' میں بھی* قاعدہ علم کی حیثیت جگی اور یہ دھیرے دھیرے منظم ومربوط علمی شعبہ کی طرح فروغ* پ۔دوسرے علوم کی بہ نسبت یہ علم قدرے بعد میں پیدا ہوا، . # - انگریزی لغات ومصطلحات پ* نی (Greek) اور لاطینی (Latin)

ن نوں کے غلبہ کا خمار Hang-over ختم ہوکر سہل وعام پسندی غا . ہوچکی تھی، تبھی تو اس علم کے لئے Astronomy (علم ہیئت)، Astrology (علم نجوم)، Biology (علم حیاتیات) جیسی اصطلاح نہ بنی۔اسے بین الاقوامی تعلقات (International Relation) ہی کہاH ۔ صرف ظاہری (وقوعی، واقعی) بین الاقوامی تعلقات سے ممتاز کرنے کے لئے I R کو Capital سے لکھا جا* ہے۔اردو میں اس کے لئے 'علم' لکھنا ضروری ہوگا۔

بین الاقوامی تعلقات کی تعریف کچھ اس طرح کی جاسکتی ہے: بین الاقوامیÂم کے + ر* ستوں کے درمیان خارجہ امور اور عالمی معا5ت، ساتھ میں* ستوں، بین حکومتی اداروں (IGOs–Inter Governmental Organization)، غیر حکومتی (سرکاری) اداروں (NGOs–Non Governmental Organizations) اور کثیر ممالکی کمپنیوں (MNCs–Multi-National Corporation) کے کردار کے مطالعہ کو بین الاقوامی تعلقات کا علم کہا جا* ہے۔یہ ا- علمی شعبہ ہے اور عوامی* پلیسی کا میدان بھی۔یہ مثبت* پھر دستوری (روایتی) ہوسکتا ہے کیوè یہ مخصوص* ستوں کی خارجہ* پلیسی کا تجزیہ وتشکیل کر* چاہتا ہے۔اس علم کو عموماً علم سیاسیات کا ا- شعبہ سمجھا جا* ہے۔

۞

بین الاقوامی تعلقات کی* ریخ عموماً صلحِ و ٹ فالیہ (۱۶۴۸ء) - پہنچائی جاتی ہے جس نے اقتدار کے قانونی تصور کی بنا ڈالی۔ و ٹ فالیہ نے ہی آزاد قوم-* - کے فروغ اور سفارت کاری (Diplomacy) اور افواج کی ادارہ بندی کی ہمت افزائی کی۔پھر بھی واضح طور پ سے بین الاقوامی تعلقات کاÃ یہ پہلی عالمی .B کے بعد- ابھر نہیں** پ۔

۴۰۰ ق م. کے* نی مورخ تھوسی دادیس (Thucydiles) کی تالیف 'پلوپونیشیائی .B کی* ریخ' (History of Peloponnesian War) بین الاقوامی تعلقات کے 'حقیقت پسند' علمیÃ یہ (Realist Theory) کی محرک مانی جاتی ہے پ. طانوی سماجی فلسفی تھامس ہوبس

/Thomas Hobbes (۱۵۸۸ء–۱۶۷۹ء) کی Leviathan (سمندری دیو/جل دیو) اور اطالوی مصنف میکیاولی کی Prince (شہزادہ) نے اس Ã یہ کی توضیح وتصریح کی ہے۔اسی طرح حر$ پسندی (Liberalism) کا Ã یہ *نی فلسفی امینوئل کینٹ Emmanuel Kant (۱۷۲۴–۱۸۰۴ء) اور فرانسیسی سیاسی فلسفی ژین ژ- روسیو (Rousseau Jean Jacques) کی کاوشوں کی C دیو پر وان پڑھا اور ان میں اول الذکر کی کاوش کو 'جمہوری امن Ã یہ' کی پہلی وضا # کہا جا* ہے۔آہستہ آہستہ اور بھی مختلف Ã یئے پیش کئے گئے جنھیں دو علمی خیموں میں † جاسکتا ہے:

(الف) مثبت پسند (Positivist) (ب) مابعد مثبت پسند (Post-Positivist)

مثبت پسند Ã یئے مادی طاقتوں کے*ؤ جیسے *یستوں کے* ہمی معا5ت، فوجی طاقتوں کی چھو*ٹی یڑائی اور طاقت کے توازن پر انحصار کرتے ہیں، # کہ مابعد مثبت پسند Ã یئے اس ذہنیت وخیال کی ت+ کرتے ہیں کہ 'اقتدار سے بے* زہو کر سماجی د* کا مطالعہ معروضی طر j سے کیا جاسکتا ہے'۔اول الذکر خیمہ تو ù تشریح (جیسے طاقت کیوں اور کیسے استعمال کی جاتی ہے) پر عامل ہے، # کہ دوسرا خیمہ تشکیلی دستوری مسائل (مثلاً طاقت کے معنی اور سا # کیا ہوتی ہے، طاقت کا تجربہ کیسے ہو* ہے؟ د* رہ طاقت کیسے پیدا کی جاتی ہے؟ یعنی طاقت کی فصل کیسے اُگائی جاتی ہے؟) پر توجہ مرکوز کر* ہے۔یہاں ان Ã یوں کی تفصیل کا موقع نہیں۔صرف اہم Ã یوں کے *م دیئے جارہے ہیں جن سے ا- حد- ان تصورات کی پیش رفت کا+ ازہ کیا جاسکتا:

مثبت پسند Ã یئے:

حقیقت پسندی (Realism)

حر$ پسندی (Liberalism)

مثالیت پسندی (Idealism)/آزاد بین الاقوامیت (Liberal Internationalism)

نوحر$ پسندی (Neoliberalism)

Ã یہ 'مملکت' (Regime Theory)

مابعد مثبت پسندی (Post-Positivist)/انعکاسی Ã یئے (Reflectwist)

بین الاقوامی سماج Ã یہ (International Society Theory)

سماجی تعمیر$ (Social Coustructinism)

تنقیدی Ã یہ (Critical Theory)

مارکسی Ã یہ (Marxism)

Ã*یت قیادت: مفادی ا/ وہ تناظر (Interest Group Perspective) حکمت جنگی تناظر (Strategic Perspective)

مابعد سا# پسند Ã یئے

❁

سائنس اور ٹکنالوجی کی ت- قی علم کے فروغ، معقولیت کے احساس ولحاظ اور دانشوری کے بڑھتے ہوئے ہاتھ* پر وں نے بین الاقوامی تناظر میں شاہی من مانیوں پر کسی حد- لگام لگائی اور *یستوں اور بین الاقوامی کر* دھڑ* وں کو اپنی حدیں پہچاننے اور کسی حد- اپنی اپنی نسبتی حیثیتوں اور اعتباروں کے سمجھنے پر مجبور سا کر*۔اس طرح بین الاقوامی تعلقات میں سوچ سمجھ کا بھی دخل *ا/ ہو سا H ۔ایسے میں مختلف تصورات کا لحاظ ہوا۔ان میں یہ شامل ہیں:

(۱) بین الاقوامی منظر* مہ کے قیاس و+ ازہ کا تصور بشمول 'آزادی عمل اور مساوات کے

(۲) مزاج کی خاصیت والے بین الاقوامی ماحول کی تشکیل اور حد بندی کرنے والے تجزیہ کی * قاعدہ سطح کا تصور

(۳) وسائل کی حیثیت، صلاحیتوں اور بین الاقوامی امور پر ا* ازی پر مشتمل طاقت کا تصور—— یہاں تصور دو حصوں یعنی سخت وقہری طاقت اور *م طاقت میں تقسیم کیا جا* ہے۔سخت وقہری طاقت جیسے فوج کا استعمال، # کہ *م طاقت معاشیات، سفارت کاری اور تہذ R* سے عبارت

ہوتی ہے۔(ان دونوں کی طاقتوں کے @ کوئی واضح تقسیم بندی نہیں ہے۔

(۴) قطبیت * ی محور $: یعنی بین الاقوامی Âم کے + رطاقت کا انتظام وا¾ام۔سر د . B کے زمانہ میں دو قطبی تصور ابھرا لیکن ۱۹۹۱ء میں سوشلسٹ سو $ یو 2 کے زوال سے - قطبیت کا راج ہH ۔پھر بھی بین الاقوامی سطح پ چین کی دھما کہ خیز نمودداری، اس کی بین الاقوامی سا کھ اور د * کی سے ۔ڈ ی * دی پ اس کے دل ٔ ہ اختیار و تصرف کی بنا پ یہ سو™ جانے لگا کہ کیا اب چین بھی کوئی سپر * پ ور تو نہیں ہے * ی اس کا ممکنہ امیدوار۔

(۵) قہر و غلبہ کی استقامت کا Ã یہ: یہ بین الاقوامی Âم میں ا ی- جگہ پ طاقت کے غلبہ (ی- قطبیت) کو مستحکم بندوبست کی دلیل کہتا ہے۔اس کے ب عکس کئی 'نو حقیقت پسند' ا سے غیر مستحکم بندوبست کی دلیل سمجھتے ہیں۔

(۶) * ہمی انحصار: بہت سے لوگ اس کی وکا - کرتے ہیں کہ موجودہ بین الاقوامی Âم ب ڑھتے ہوئے ا ی- دوسرے پ انحصار * ہمی ذمہ داری اور دوسروں پ تکیہ کرنے سے عبارت ہے۔ ایسے میں تعلقات * ہمی انحصار' (Interdependence) سے معنون ہوتے ہیں۔

❁

بین الاقوامی تعلقات کے ہتھیاروں میں سفارت کاری، اور اس کی * کامی پ دھونس، * و * کہ بندی، تجارتی * پ بند * یں وغیرہ آتی ہیں۔عام طور پ طاقت کے استعمال یعنی B. کو بین الاقوامی تعلقات کا آ ی حربہ سمجھا جا * ہے۔ * ی ستوں کے علاوہ دوسرے 'کر * دھر * وں' کی شمولیت والی 'نئی جنگوں' کا مطالعہ بھی ب ڑھ رہا ہے۔ بین الاقوامی 'شرمساری' کے ابھارنے کو بھی بین الاقوامی تعلقات کا ا ی- حربہ کہا جاسکتا ہے۔ یہ * ی دہ 'ایمنسٹی انٹرنیشنل' (معافی، بین الاقوامی) اور 'ہیومن رائٹس واچ' (K نی حقوق کی نگہبانی) جیسے ب ڑی تنظیموں کے ذریعہ عمل میں لائی جاتی ہے۔

تجزیہ کی سطح کے طور پ اکائی کی سطح اکثر و بیشتر بین الاقوامی Âم کے بجائے * ی ستی سطح کو

بنا ی جا * ہے۔کسی * ی - میں حکومت کی قسم کو عموماً اس * ی - کے دوسری * ی ستوں کے ساتھ آپسی رشتوں پ حاکم سمجھتا ہے۔حکومت کی قسم کو مد پیش Ã ر p ہوئے 'جمہوری امن Ã یہ' بھی ابھرا۔اس کے لحاظ سے جمہور ی $ کی فطرت کے معنی ہیہیں کہ جمہوری ملک ا ی- دوسرے سے ب سر پیکار نہیں ہو h ۔جمہوریتیں اپنے دستور سے * ہر جا کر ہی اپنے مفاد کی خاطر B. کرتی ہیں، ورنہ جمہور ی $ * ہمی احترام و اعتماد کی ہمت افزائی کرتی ہے۔

ایسے ہی اشتراک پسند * ی کمیو نزم ا ی- عالمی انقلاب کو در - ٹھہر * ہے۔اس خیال کی رو سے، یہ غریبوں، دلتوں اور مزدوروں کے 'عالمی سماج' پ استوار پُرامن میل جول -- پہنچا دے گا۔

* ی ستیں موجودہ بین الاقوامی حیثیت کے قبول کرنے وال * ی تبد ~ پسند ہو سکتی ہیں۔ تبد ~ پسند * ی ستیں موجودہ حیثیت کو اپنے لئے فا + ہ مند نہ محسوس کرتے ہوئے C ی دی طور سے بین الاقوامی تعلقات کے ضابطوں اور رویوں کو + لنا چاہتی ہیں۔وہ بین الاقوامی Âم کو مغرب کی تخلیق سمجھتی ہیں۔ان کی Ã میں یہ موجودہ حقیقتوں کو پیو - کرانے کا کام کر * ہے۔

یہ بھی عام خیال ہے کہ بین الاقوامی Âم کے + رکسی * ی - کے رویہ پ مذہب بھی ا ث + از ہو سکتا ہے۔

عصری بین الاقوامی Âم میں بین الاقوامی ادارے بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔Âم کی سطح پ * ی دہ معا 5 ت پ انہی کا راج ہو * ہے۔وہیں تمدن کے عالمی مرحلہ میں 'M K' کے آجانے سے C ی دی سیاسی اَ وہ کی حیثیت سے موجودہ Âم میں خود مختار * ی - – قوم کی ج C ی دی سیاسی اَ وہ کی حیثیت ہے وہ ان اداروں کی آہستہ آہستہ لیتی جارہی ہے۔ان ماہرین کے مطابق قومیں (ممالک) ا ی- مفروضہ اَ وہ ہوتی ہیں۔ی اَ وہ نئے چیلنجوں جیسے 'ڈاگویل ا ث' (ا ی- ہم آہنگ اَ وہ میں 'اجنبی' کا داخلہ) 'بے ملکیوں' اور پناہ اَ ینوں کی قانونی و سیاسی حیثیت، موسم کی تبد ~ اور * و جیسے عالمگیر مسئلوں پ توجہ دینے کی ضرورت، ان جیسے بہت سے مسائل کو حل نہیں کر h ۔ایسے میں مستقبل پسند * ی ل رسکن نے 'کسی کسائی جمع پسندی' پ F عالمی سیا - کی نئی اور جا ٔ صورت کا

مفروضہ ؔ یؔ ۔اس Ā یہ نے مندرجہ ذیل خاصیتوں کے حامل اداروں کی تشکیل کا راستہ دکھا ؔ یؔ :

(۱) ؔ* قابل تخفیف ہوؔ ۔ جہاں کچھ معا5ت کا محاکمہ وتصفیہ عالمی سطح پ ہوؔ ہی چاہئے۔

(۲) ضمنیت ۔ جو عالمی ذمہ دار کے دائ ہ اختیار کو واقعی عالمی معا5ت -- محدود کرتی ہے #. کہ چھوٹے معالے نچلی سطح سے کنٹرول ہوں۔

(۳) مختلف آہنگی/ . نگی: جو علاقائی اور مقامی اداروں کی متعدد شکلوں کو اس وقت -- مجاز کرتی ہے. # -- وہ عالمی ذمہ داریوں پ پورے ا ت یں۔

اس سلسلہ میں اور تصورات بھی ابھرے جو بین الاقوامی تعلقات کی تشریح وتوضیح میں ؔ* یؔ - - قوم سے بھی نچلی سطح (ذ~ اکائی) کی افاد $ کے قائل ہیں جہاں دوسرے Ā یۓ ؔ* کام ہوجاتے ہیں۔ یہ تصور بین الاقوامی تعلقات میں ؔ* یؔ - کومرا/ $ سے دور ہٹا دیتا ہے۔

بین الاقوامی تعلقات میں نفسیاتی عناصر کو بھی کام میں e کؔ* .ت کی جاتی ہے۔ جہاں فیصلہ ساز شخصیتوں کے کردار کو سمجھنے کی وہیں مختلف کا پ دازوں کے درمیان غلط ادراک کے رول کی توضیحی قوت ہوسکتی ہے۔ اسی طرح چاکرشاہی سیا - کے سمجھنے سے بھی بین الاقوامی تعلقات کی رَو کو سمجھا جاسکتا ہے۔

ایسے ہی مذہبی، لسانی اور علیحدگی پسند گٹوں پ نگاہ ڈالنے سے لسانی تنازعوں اور مذہبی جھگڑوں کو سمجھنے میں آسانی ہوسکتی ہے۔ اسی طرح سائنس اور ٹکنالوجی کے فروغ کا عالمی اؔ بین الاقوامی تعلقات کی تشکیل وتوضیح کرسکتا ہے۔

۞

بین الاقوامی تعلقات کو جنم دینے والی ؔ* پلنے پوسنے والی اور کؔ* دھؔ سیا - کے خصوصاً عصری منظرؔ* مے پ جو چیز غالبًا . سے ؔ* یؔ دہ چھائی ہوئی ہے وہ ہے اسلام۔ اسلام کا یہ اؔ چاہے پ اہ را - ہوؔ* . لواسطہ، چاہے مثبت + از میں قبول کیا H ہوؔ یؔ منفی + از میں، شعوری طور سے لیا H ہوؔ* یؔ لاشعوری طور سے ؔ* ر [روش کا کوئی فطری نتیجہ ہوؔ* یؔ کسیؔ* ر [سیاسی سازش کا تھؔ* پ ہوا

اؔ ہو، کچھ بھی ہو آج کی 'متمدن د*' بقلم خو دؔ تیؔ یؔ فتہ د* اور پ* .ن خود ماڈرن د* اسلام کے اس اؔ سے انکار نہیں کرسکتی۔ اس اؔ کی ا ی- * ر [وجہ بھی ہے۔ آج کے تمدن، معاصر دانشوری اور حالیہ سیا - وحکومت کو تہذ $ وتمدن، دانشوری اور 'راج' (سامراج) یہ . اپنے اپنے + از اور صورت میں مسلمانوں سے ہی ملے ہیں۔ سامراج کی کارساز کشور کشائی کے میدان میں جہاں طاقت ود+ بہ کا سکہ پورے زور وشور سے چلتا ہے، جہاں فاتح اپنے زور ود+ بہ کا لوہا منوا کر قہر وغلبہ حاصل کرؔ* ہے، وہیں غلامانہ حد-- مفتوح کا تہذR اؔ قبول کر8 ہے۔ کشور کشائی کی لائی ہوئی سرحدی وسعت کے نتیجہ میں جو تہذR، سماجی، K *تی شکست وریخت ہوتی ہے، اس میں ہر دو (فاتح ومفتوح) اپنی اپنی اؔ + ازی اور اؔ + پ یائی کی معرکہ آرائی میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ اس پ زور معرکہ میں طاقت والی .B کے پ خلاف مال غنیمت دونوں حریفوں کے ہاتھ لگتا ہے۔ دونوں میں کسی ا ی- کے سر اس کھلے بندھوں، اس خصوصی معرکہ کو سر کرنے کا سہرا نہیں جاؔ* ۔ جغرافیائی سرحدیں چاہے جیسے اور جس کے حق میں جا N، دونوں کے @ کھلا تہذR سماجی لین دین ہوؔ* ہے۔ یہ فطری روش بھی ہے اور ؔ* ر [مجبوری بھی۔ خود (مسلم) عربوں نے بھی اپنی کشور کشائی کی راہ سے جہاں اپنے وقت کا . سے پ ڈا بلکہ اپنی طرح کا انوکھا سامراج بناؔ یؔ، وہیں اپنے مفتو> علاقوں خصوصاً اؔ یؔ ان وروم اور پھر ہندوستان سے تہذR مرعو یؔ M کو بھی اپنا مقدر کرلیا۔ حالا è 'کھسیانی بلی کھمبا نوچے' کے مصداق پہلے ہی جھٹکے میں یؔ ن کا کافی علمی قلمی ؔ* شہ ی- قلم آتش پ د کرؔ* یؔ H ۔ ظاہر ہے، سامراجی 1 اور قرآن کو کافی سمجھ e کے زعم میں اتنا ہوش کہاں رہا ہوگا کہ XànÏjÛ×ö p, âz کی روح کا ادراک ہوسکتا۔ تقویٰ کے معنیٰ 'حدوں میں رہنا' اور قرآن کا دین عقل +پ کا مذہب ہے۔ اس طرح معقول حدوں کے ؔ* پ رجا کر کتاب کی کفا $ کیا، رہنمائی بھی نہیں حاصل کی جاسکتی۔ ہاں کچھ ہی بعد . # عقل ٹھکانے لگی تو مسلم عربوں نے دانشوری کو اپنے + از میں فروغ وؔ تی دے کر (اس سلسلہ میں دوسرے علوم کے ساتھ سائنس اور ٹکنالوجی کو خصوصی اور کلیدی ؔ تی دے کر) آج کی د* کو سو X۔

اس سامراجی ا ث کے علاوہ بھی اسلام کی ا ث ازی کی خود اپنی قوت رہی ہے۔اسی کے بل
بوتے پر اپنے ظہور کے ساتھ ہی اسلام نے بے پناہ ا ث قائم کیا۔ظاہر ہے کہ یہ ث کشور کشائی (تلوار)
کا مرہون منت نہیں، فطری تھا۔ یہ ث وہ تھا جس کے L سولہ سترہ سالہ تبلیغ (حضرت رسولؐ اسلام
کی بعثت کے بعد کے ابتدائی تین سال تبلیغ عام نہیں بلکہ محدود حلقہ -- رہی، پھر تین سال مکہ میں
سماجی مقاطعہ اور شعب ابوطالب میں محاصرہ نے اس محدود حلقہ کو بھی اور تنگ کر کے صفر کر دیا تھا) اس
وقت کی مواصلاتی تنگیوں اور ذرائع Ü و حمل کی سستیوں کے باوجود اسلام تقریباً پورے . ز یرہ
Ú ئے عرب پر چھا* ہی نہیں بلکہ* ہر کی ایک بڑی د* پر اپنا ث ی اقتدار قائم کرنے میں غیر معمولی
کامیاب* H ۔اس تبلیغ نے اسی وقت ظہور اسلام کو بڑی شاہ سرخی بنا دیا۔ یہ اور بات ہے کہ رسول
اسلامؐ کے بعد ہی جہاں* نی کی ذہنیت والی موقع پرستی کو اس ث کے سایہ میں اپنی دیرینہ آرزو پوری
ہوتے دکھائی دی۔ پھر تو 'بحر ظلمات' میں اپنے گھوڑے دوڑائے جانے لگے اور تلوار لہرائی جانے لگی۔
ان گھوڑوں نے وہاں کیا* پیا، کیا کھو* یا، کتنی زمین ر* کر اپنی کی اور کتنی زمین اپنی کر ر* ی، کچھ بھی
ہو، بحر ظلمات کے ان شناوروں نے اسلام کی عالمی شبیہ کی* کدامنی* پنی ضرور پھیر دی۔ان تلواروں
کی لہروں نے کیا حاصل کیا، لا حاصل کیا، پتہ نہیں۔ہاں! رسول اسلام کے 'خلق عظیم' والے کردار کے سر
پر بظاہر تلوار ضرور منڈلانے لگی۔ یہ 'تلوار' کسی غیر جانبدار خوردبین یا متعصّبانہ ومعا* انہ دوربین سے
مشاہدہ کے نتیجہ* کسی مرا* ی (Defocuissing) یا عکسی ا اف (Parallax) نہ دور کر h
کے L سے ان کے ملے جلے ا ث سے پیدا ہوئی، یہ اپنے میں ایک بڑی پہیلی ہے جو کسی
غیر جانبدار تحقیقی تجزیہ سے ہی بوجھی جاسکتی ہے۔اتنی بات تو سامنے کی ہے کہ مسلمان من حیث
الجما (اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرنے سے قاصر رہے (بوجوہ یا بے وجہ) اور اپنے کردار کو اسلام کا
آئینہ نہ بنا سکے۔ خال خال مسلمان جو اسلام کا روشن آئینہ بن سکے یا اسلام کی حقیقی تصویر اپنے مقدور
بھر پیش کر سکے، ان کی قابل قدر کاوشیں 'بھیڑ* دھسان' ا t ہ میں کھوئی سی ہو گئیں۔
اسلام کے اس* ث کے ماورا، بین الاقوامی تعلقات کے تناظر میں اسلام کی علمی دلچسپی کی

بھی اپنی* بات ہے۔سرد ا م ماحول اور سازگار* ساز فضا میں اسلام کسی نہ کسی طرح اپنے دائرہ ا ث
و تسلیم کو بڑھا* ہی رہا، یہاں -- کہ آج مسلمانوں کی* دی د* کی تقریباً ۱/۶* دی کے ا.
ہو چکی ہے۔ پھر اکثریتی مسلم خطوں میں قائم 'مسلم' ریاستوں کی خاصی معتد بہ تعداد ہے جو کسی بھی
طرح* قابل اعتنا نہیں کی جا سکتی۔ادھر* دو 'مسلم' ریاستوں میں اسلام کو سرکاری مذہب قرار دیا
H ہے۔ان کے L اسلام بین الاقوامی تعلقات کے ماہرین کی علمی دلچسپی کا موضوع بھی
H ہے۔ایسے میں بین الاقوامی تعلقات کے کارپردازوں کو بھی اسلام میں دلچسپی 8*ا ی
H ہے۔

سرکاری مذہب کے طور سے اسلام آج کی ریاستوں کے طرز i کارپر کتنی* لادینی* ا ث
ر ہے* سرکاریں کتنا اسلام کا خیال کرتی ہیں یا سیکولرزم کی عالمی 'شہرت' کے چلتے کم از کم ظاہری
مقبولیت (فیشن) کے زمانہ میں وہ کس حد -- اس کے عام پروپیگنڈہ کے* و اور مذہب سے
وابستگی کے طعن و تشنیع کا د* سے مقابلہ کر سکتی ہیں یا 'مسلم' ریاستیں -- اور کس حد -- اسلام کا
* م لیتی رہ سکتی ہیں، ایسے سارے موضوع تحقیق کی دلچسپی کے موضوع ہیں۔لیکن* رخ کا پیچھا
کرنے سے ایک بات ضرور صاف ہو جاتی ہے۔کسریٰ کو پھ اڑانے والے، قیصر $ کو شرمندہ
کرنے والے اسلام کے* م لیوا آمر $ آب ظل الٰہی سلاطین (* شاہ/شہنشاہ) اسلام کو اپنے حق
میں 'بھنانے' اور ظاہراً سہی اسلام کو آگے ر p کے راستے میں جہاں مذہب کے سے سستے،
سے آسان پر انے مجرب نسخہ کے طور پر اسلام کا* م استعمال کرتے رہے وہیں انہوں نے خود
ہی ایک حد -- اپنے پیروں میں مضبوط اور 'بولتی ہوئی' زنجیر ڈال لی۔کیونکہ اسلام (اکثر مذاہب کے
بر خلاف) صرف چند فرسودہ رسموں کی حدوں میں سمٹا ہوا نہیں ہے اور نہ ہی* ھے اعتقاد کی حمایت $
اور ہمت افزائی کرنے والا ہے بلکہ یہ عقل و عقلیت پسندی کو فروغ دینے والا (تمام شعبہ ہائے
* گی پر محیط) ہمہ گیر اور K ن' کا حق شناس مذہب ہے۔اس میں عبادت کا تصور بڑا وسیع ہے۔

اس کی عبادت : اکی پرستش، پوجا (Worship) ہی نہیں، مخلوق : اکے حقوق کی* پاسداری بھی
ہوتی ہے، بلکہ وہ بھی : ائی عبادت میں شمار ہوتی ہے۔ اسلام کی عبادت خالق و: اسے* ید خلقت
کے گرد گھومتی ہے۔ تبھی تو اس کی ۔ سے اہم عبادت، رُکن ایمان، معراج مومن Ú زبھی ا یـ
چھوٹی سی چھوٹی مخلوق کی جائز ضرورت کے سامنے* بالکل یوٹرن (U-Turn) ہوجا* یا کرتی ہے۔

اسلام نے M K کو اتنا بڑھا* یا اور K ن کو اتنا بڑی کر* دی کہ چھوٹے سے چھوٹے ’سماجی
د ‘ K ن (عوام) میں اتنی ہمت بھر دی کہ بڑے سے بڑے* بہ والے جہاں پناہ آمروں کو
ٹوک سکے۔ عوامی احتجاج نہ بھی ابھر سکے، تو بھی کچھ ہی لوگوں کی آواز ابھر کر* ریخ میں ثبت ہوجاتی
رہی کہ اسلام کے* م لیوا، بلکہ* م بھنانے والے* شاہوں کو کسی حد- آ M کا* پاس ولحاظ کر* ہی
پڑ* ۔ انہیں اپنے جا و بے جا (سفید و سیاہ) اقدام کے لئے بڑی سخت و پیچیدہ* وW ں کا سہارا 8
پڑ* ۔ شروع میں موافق حدیثیں گڑھی (گڑھائی) جاتیں اور بعد میں حمایتی فتوے* پڑتے۔
بہرحال اس راہ میں مسلم ممالک نے د* کو ’آئینی حکومت‘ کے تصور سے ضرور روشناس کرا* یا جہاں
آ M کے ساتھ K ن (عوام) کو بھی یکسر بے اعتنا نہیں کیا جا سکتا۔ مسلمانوں نے آئینی حکومت کا
تصور ہی نہیں د* یا، بلکہ اس کا عملی نمونہ بھی پیش کیا۔ ہوسکتا ہے، اس نمونہ کی شفافیت سیاسی غبار کی وجہ
سے کچھ دھندلا گئی ہو اور ویسی مثالی نہ رہ گئی ہو جیسی ہو* چاہئے۔ بعد میں عالمی منظر* مے پر اٹھنے والی
بہت سی سیاسی تحر r ں اور آزادی، روشن خیالی والے احتجاجوں اور مزدوروں، نچلے طبقہ کے حق میں
اٹھنے والی آوازوں کے پس پشت اسلام کا* اہ را ست اثر دیکھا جا سکتا ہے (اگر کوئی رنگین جانبدار
عینک نہ لگائی جائے اور سیاسی چکا چوند* سے پر قابو* پالیا جائے)۔

❁

جہاں بین الاقوامی تعلقات کو جنم دینے اور* پلنے پوسنے اور ` بڑھانے والی
حکومت (آج کے تصور والی* یا ماورائے*) اور اسلام کے رشتہ کا تعلق ہے، یہ رشتہ
کسی بھی طرح ’نسبی‘ سگا* یا حقیقی نہیں ہوسکتا، ہاں یہ جوڑ توڑ کا لگا* یا، پیدا* ی، سمدھی* یا سوتیلا جیسا

بناوٹی ہی ہوسکتا ہے۔ اسلام میں حکومت کا وہ تصور قطعی نہیں ہے جو آج* یا کبھی حکومت سے وابستہ رہا
ہے۔ اسلام میں حاکم صرف اور صرف وہی وحدہٗ لاشریک ہے۔ حکومت کے تینوں C یادی حصوں:
مقنّنہ (Legislative)، انتظامیہ (Executive) اور عدلیہ (Judiciary) کا کلی اختیار
(Sole Authority) اسی ایک کے* پاس ہے۔ کہنے کو بھی اسلام نے کسی اور کو ملک، سلطان،
عزیز، قادر حکیم وغیرہ جیسے شاہی خود مختارانہ خطا* بات سے نہیں نوازا۔ (ہمارے ادب میں نبی اور امام
کو شاہ ’دین ود*‘ ضرور کہا H یا، لیکن وہ ابلاغی مجبوری سے ان کی عالی منزلت دکھانے کے لئے
شاعرانہ طور پر کہا H یا۔ کچھ یہی* بات اولیاء کے لئے ’شاہ‘ کی صوفی اصطلاح کے لئے بھی صادق آتی
ہے۔) الٰہی Ú ئندوں، رسول اور نبی کی حیثیت پیغام رساں کی ہوتی ہے، وہ بھی ان کی* بان پر ’وحی کا
پہرہ‘، من پر Xäxö] ðʌ ã]Ÿ]ãæ« i ʌ³ÚZ کا گھیرا لگا ہوا۔ یعنی انہیں من مانی (* شاہی) کرنے
بلکہ اپنی کہنے کی بھی ہلکی سی چھوٹ نہیں ہوتی۔ پیغام رسانی کی ضرورت، پیغام کی عملی تبلیغ اور پیغام
کے قابل تقلید عملی نمونے پیش کرنے کے تحت ان الٰہی Ú ئندوں کی اہلیت (میرے* ناقص خیال میں
جبری ودیعت نہیں) عصمت قرار دی گئی اور ان کی اطا (ضرور فرض کی گئی۔ اس تبلیغ اور نصیحت کی
راہ میں بھی ان کے* بازوں کو جھکا* دیا H یا (انکسار کا مرقع بنا* دیا H یا) اور ۔ کے اوپر Xàm , ö] oÊ å]†Ò] ŸZ کو
موٹو کر* دیا H یا یعنی کسی طرح کے ڈرانے، دھمکانے، * بنے اور دھو* ینے سے* بالکل خالی ہاتھ، ہر
طرح کے ’سرکاری‘ ڈ* نے* یا Teeth سے عاری کر دیئے گئے۔ پھر مخاطب ’رعا* یا‘ (K ن) کو اتنی
عزت دے دی گئی کہ اگر کہیں رسماً بیعت بھی کرے، تو نبی* یا رسول (کی شکل میں K ن) کے ہاتھ
پر نہیں، K ن سے XÑç³Ê ä³³x³³ö] , ³³mZ ن کی بیعت کرنے کی ظاہری o کو بھی مٹا* دیا H یا۔ ان کی الٰہی
Ú ئندگی میں ظاہری حکومت کی دھندلی سی تصویر بھی ابھرنے نہ دی گئی۔ ظاہر ہے آج بے ہودگی کی
قیمت (Nuisance Value) نہ رکھنے p والی اور* معقولیت (Non-sense) نہ پیدا کر h والی
کسی طاقت کو کون خاطر میں لائے گا۔ اسلام میں قانون کے نفاذ کو یقینی بنانے اور عدالتی احتساب کی
ذمہ داری قابل اعتبار ’M K‘ کے روشن ضمیر اور ایمان و تقویٰ میں منحصر کر دی گئی۔ اس لئے اسلام

اپنے نہ ماننے والوں کے لئے جبری حکومتی Âم* یہ ماننے والے 'Kن' اور مومن کے لئے خارجی عملداری کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ ایمان وتقویٰ خود ہی Ä وضبط (Self-Discipline) کا ضامن ہوتا ہے۔

ان الٰہی نمائندوں کے* پاس اعزاز اور ظاہری اختیار بلکہ اس سے زیادہ ذمہ داری مومنین کی ولا$ ضرور ہے۔ ولا$ کے معنی مفہوم پر بحث اس تحریر کے دائرہ سے اور اس کے راقم کے بس سے* باہر ہے۔ سُنے سنائے اور بتائے سمجھائے ہوئے معنوں سے یہی کچھ سمجھ سکا کہ ولی کے معنی 'غلامانہ (منکسرانہ)' طرزعمل سے دوستانہ سرپرستی کرنے والا ہی ولی ہوتا ہے۔ اس ولا$ میں وہ مطلق العنان خودمختار نہیں ہوتا، اکیلا نہیں ہوتا بلکہ یہاں بھی ... سب سے بڑے: اکا ... سب سے بڑا سایہ ... کے اوپر ہوتا ہے۔ وہ اپنے منصب میں نکھٹو ہونے کی اجازت اور من مانی کرنے کی پالیسی نہیں سکتا۔ پھر وہ ولی یا تو خود نبی ہوتا ہے یا 'اولی الامر'۔ اس 'اولی الامر' کے مصداق کو کھینچ تان کر ہر آمر$ والے 'جہاں پناہ' شاہ کے ننگے موٹے جسم پر چسپاں کرنا کسی طرح درست نہیں ہوسکتا۔ (یہ نہ دیکھئے، وہ کیا کہتے ہیں وہ تو یونہی 'ظل الٰہی' بن بیٹھے۔) یہ 'اولی الامر': ائی احکام لئے ہوئے، : اکا کوئی معتبر 'بندہ' ہی ہوسکتا ہے۔

مسلمان دو بڑے مکتبہ خیال میں بٹے ہوئے ہیں: خلافت وامامت۔ خلافت والی حکومت کو اس کے ماننے والے بھی 'منصوص من اللہ' نہیں ما...، اور امامت والے ظاہری حکومت کو امامت کی شرط نہیں سمجھتے۔ (یوں بھی یہاں ظاہر کئے گئے خیالات کسی ایک مسلم فرقہ یا مسلک یا مکتب خیال کی نمائندگی نہیں کرتے بلکہ متفقہ طور سے ... کے ہوتے ہیں۔) اس طرح 'اولی الامر' کو ہر آمر پر منڈھنا صحیح نہیں۔

اسلام آج جیسی کسی حکومت/ریاست/قوم کو بنیادی طور سے تسلیم ہی نہیں کرتا اور نہ ہی اس طرح استوار بین الاقوامی تعلقات کو اپنی منظوری دیتا ہے۔ ہاں، اگر حکومت کے طرزعمل میں اور بین الاقوامی تعلقات میں اسلام کا لحاظ ہو تو کیا اچھا ہو، اس طرح M K کی بڑی : مت ہوجائے

گی۔ البتہ اسلام Ä وضبط چاہتا ہے، اس Ä وضبط کا بڑا علمبردار ہے۔ اسلام، اس* کسی طرح کے بگاڑ یا Kنی سماج میں کسی قسم کی ٹوٹ پھوٹ کو قطعی پسند نہیں کرتا۔ اسلام کے ماننے والے نہ صرف یہ کہ کسی قاعدہ سے قائم کسی حکومت کی مخالفت کے روادار نہیں ہو h ہیں، بلکہ حکومت کے آM اور اصولی طرز کار اور دستور بند کاوشوں کی بھرپور اخلاقی حما$ اور عملی تعاون (جہاں تک حکومت کی فکروعمل، M K، امن وا« ف اور اسلامی یعنی* نی اصول واحکام سے صریحی طور سے ٹکرائے نہ) پر کاربند ہونا مذہبی جیسا فریضہ ما... ہیں۔ پھر آج کے بین الاقوامی تعلقات میں کم ازکم ظاہری طور پر Kنی اقدار، ا« ف، حقوق پسندی، مساوات، صلح پسندی، خونریزی سے گریز جیسی* توں کا بول* لا ہے۔ یہ اور ایسی بہت سی* تیں اسلام کا پسندیدہ موضوع بلکہ سراسر اسلامی موضوع ہیں۔ کوئی بھی مفتی انہیں غیراسلامی کہنے کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ وہیں اسلام جیسے علم وعقل کی* لادستی والے مذہب میں کسی بھی موضوع سے علمی دلچسپی کسی طرح* پسندیدہ* مرغوب نہیں ہوسکتی۔

اسلام نے علم وعقل اور تفکر وتحقیق پر جو ... سے زیادہ زور دیا اور اس راہ میں جو اور جس طرح بھرپور ہمت افزائی کی، اسی کا ظاہری نتیجہ تھا کہ مسلمانوں نے (کشورکشائی کی ... میں بہنے کے* وجود) اسلام کے اصول واحکام کی* قاعدہ علمی+ وین، فلسفیانہ تشریح، منطقی اور سائنسی قسم کے 'معقولی' تجزیہ اور انہیں قلمبند کرنے کا بیڑہ جس شان سے اٹھایا اور جس قدر اور جس تیزی سے کامیابی کی راہ پر گامزن ہوئے، وہ بے مثال ولازوال* ر [کارنامہ ہے جو مسلمانوں کے* م ہے اور جو شاید ہی کسی دوسرے مذہب والوں کو نصیب ہوا ہو۔ [یہ 'شاید' بڑی احتیاط کے خیال سے لگایا H ہے، ورنہ یہ* ت یقین کی حدوں تک پہنچ جاتی ہے، خصوصاً اس لئے کہ عام طور سے مذہبی عقائد ورسوم وہ سخت ممنوعہ علاقہ ہوتا ہے جہاں ہلکی سی رائے زنی اور عقل کے داخلہ کی بلا استثنا (کسی بھی طرح) اجازت ہوتی ہی نہیں۔] ... سے پہلے اسلام کے Cیادی ما: قرآن و L (حد$ وسیرت) کی+ وین وتحقیق اور تشریح وتصریح میں مجاہدانہ کدوکاوش کی گئی۔ کچھ آگے بڑھ کر علم کلام کو اپنے طور سے فروغ دیا H اور فقہ واصول کو* قاعدہ علم وتحقیق کے عنوان سے ترقی دی گئی۔ اسی ضمن

میں* ریخ کو بھی فروغ دHیا کہ مسلم عرب نے د* سے Masters of History کا م کیا۔ اسی کے ساتھ دوسرے علوم وفنون خصوصاً سائنس اور ٹکنالوجی کی ارتقا میں مسلمانوں کا کلیدی رول رہا۔ علمی فضاؤں میں دانشورانہ روشن خیالی @ دHیا۔ اور فصل کاٹی گئی۔ اس کھیت سے مذہبی، نسلی، قومی عصبیت جیسے کھر پتوار کو صاف کیاHتھا۔ اس طور سے مسلمانوں نے ازمنہ وسطیٰ کی جاہلیت کی گہری* ریکی میں علم ودانش کا چراغ روشن کیا اور اپنے حتی الامکان ..ی** نی کے ساتھ فروزاں رکھا۔ اس طرح قدیم یو ن اور آج کے یوروپ کی علمی پناہ گاہوں @ کی ..ی اہم ا ..ی بنے۔ اگر دانشوری کی* ریخ میں مسلمان نمودار نہ ہوتے* دانشوری کو نہ ابھارتے تو آج علم، سائنس اور ٹکنالوجی کا نقشہ کیا ہو* اور کتنا+ ھیر بھرا ہو* ، سوچا بھی نہیں جاسکتا۔ اتنا ..اوقف ..ے سے ..ے تمدن کے تو* سے تو* علمی* رکو سرے سے مٹانے کو کافی ہو* ہے۔

مسلمانوں کی علمی پیش رفت میں علم عمرا* ت (سماجی سائنس) اور علم سیاسیات کی منزل کا **ا ہ تھا۔ سیاسیات اور اس کے ضمن میں بین الاقوامی تعلقات بھی مسلمانوں کے علمی ثمرہ سے سیراب ہوئے بنا نہ رہ سکے۔ ظاہر ہے، اس وقت کا بین الاقوامی منظر* مہ آج سے* لکل مختلف تھا اس لئے عصری بین الاقوامی تعلقات کی علمی* ریخ اگر گذشتہ چندصدیوں میں محدود کردی جاتی ہے تو یہ* ت اتنی قابل ا فت نہیں ہے* ر [تحقیق سے بین الاقوامی تعلقات کے سلسلہ میں مسلمانوں کے افکار Ã* یت اور علمی : مات اور مسلم فرماں رواؤں کے خسروانہ رموز واقدامات (جو اسلامی ہوں) کو سامنے لانے کی ضرورت ضرور ہے۔

آج کے سیاسی اعمال* مو پ اسلام کی خاص چھاپ، بین الاقوامی تعلقات کے حوالے سے اسلام کا خیال اور اس تعلق سے اسلام میں علمی دلچسپی، توجہ اور اس کی اپنی اہمیت کے L آج د* بین الاقوامی تعلقات کی علمی وفکری C دوں اور عملی ستونوں سے اسلام کے تعلق، اس کے ا ث Óذ کی تلاش میں ہے۔ پھر، آج اسلام کی سچی شبیہ پ کچھ فطری او ..ے پیمانو پ سازشی غلط فہمیوں کی جو دھند ہے اس کے پیش Ã* دہ ضرورت ہے، د* اور خاص کر علمی وتحقیقی د* کے سامنے اسلام کی سچی

اور اصلی تصو پ پیش کر کے اس سلسلہ میں بھی صحیح علمی وتحقیقی اعتبار وا 7 د کے ساتھ فاضلانہ تحقیقی کاوش کی جائے۔ کچھ ایسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اور بین الاقوامی تعلقات کے تعلق سے اسلام کی اہمیت اور اس میں .. ھتی ہوئی علمی توجہ ودلچسپی کو دیکھتے ہوئے ا- تحقیقی کاوش ''روابط بین الملل در قرآن'' (قرآن میں بین الاقوامی تعلقات) کی تحری- ہوئی۔ ظاہر ہے قرآن اسلام کا وہ واحد C دی ما : ہے جو اسلام کے تعلق سے ہر طرح سے غیر متنازعہ ہے۔ اس طرح قرآن اسلام کے حوالہ سے کسی بھی سچی اور ا« ف پسند تحقیق کا پہلا زینہ اور اعتبار کا آ ی مرحلہ ہے۔ مذکورہ نگارش کے موضوع کے انتخاب میں فاضل* بصیرت مولفین، ڈاکٹر عبداللہ امیری اور زہرا میرزائی کے پیش Ã یہی فکر رہی ہوگی۔ اپنی تمام علمی بے مائیگی اور Ã* داری کے ساتھ راقم الحروف یہی عرض کرسکتا ہے کہ اپنے میں اچھوتے موضوع پ یہ علمی وتحقیقی سعی واقعی قابل قدر اور لائق Ã ہے۔ اپنے موضوع پ یہ کاوش نقش اول کہی جاسکتی ہے، جہاں فاضل مولفین نے اپنی + ہ ی اور محنت ومشقف سے متعلقہ* یت کو جمع کیا ہے۔ اس لائن پ آگے کام کرنے والوں کے لئے یہ ا- کارآمد رہبری* $ ہوسکتی ہے۔ اسلام کے حوالہ سے معاصر بین الاقوامی تعلقات کے تجزیہ میں یہ خاص ما : (Reference) بھی ہوسکتی ہے۔ مذکورہ تحقیقی نگارش جیسی کاوشوں سے اسلام کی C دی فکر کی معتبر پیش کش ضرور ہوجاتی ہے لیکن اس کے عملی پہلو پھر بھی تشنہ رہ جاتے ہیں۔ لہٰذا ضرورت ہے اس سلسلہ میں رسول مقبولؐ اور دوسری معتبر دینی ہستیوں کی (قرآنی) فکر وعمل کو بھی پیش کیا جائے۔ اس سے بین الاقوامی تعلقات کے حوالہ سے اسلام کی اہمیت، ان پ اسلام اور مسلم دانشوری کے ا ث اور اس کے پھیلاؤ اور گہرائی کی علمی وتحقیقی پیش کش کی جاسکتی ہے۔ بین الاقوامی تعلقات کے علم کے سلسلہ میں مسلمان مفکروں کے علمی Ã* یت و: مات کے کھلے جا ے کی بھی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ آج کی علمی وتحقیقی د* کی دلچسپی کے ایسے کتنے ہی موضوع ہیں جنھیں اجاگر کرنے کی حا. # ہے۔ موجودہ مذکورہ نگارش ان کی محرک بن سکتی ہے۔

مذکورہ* لا تحقیقی نگارش کی قدردانی کا ا- + از ہی ہے کہ ا- اور جواں سال* لغ Ã

فاضل وذوی علم خان محمد صادق نے اسے اردو کا لباس » کرا ۓ وسیع ۃ حلاۂ ظرین کے ذوق علم Ã کے حوالے کیا ہے۔ یہ اردو ۃ جمہ بھی فاضل مترجم کی محنت وبصیرت کا آئینہ ہے ۃ جمہ کی پیچیدہ وپ خاروادی کو چاک دامانی سے بچتے ہوئے پ رکر* اور وہاں* ن وبیان کی خوش اسلوبی کے نقش چھوڑ* بھی واقعی ہنرمندی کا کا* مہ ہے جو اکیلے فاضل ۃ جمہ نگار کے سر ہے۔

❁

نو یۃ Ã اردو ۃ جمہ کی اولین قدردانی کا ثبوت 'نور ہدا$ فا+ٹ c' لکھنؤ نے اس کی مطلوب ومطبوع علم وقلم اشا (کی صورت میں فراہم کیا ہے۔

امید ہے اس کے* ذوق قارM بھی اسے قدردانی کی مثال بنادیں گے۔

ہاں!* لیف و ۃ جمہ کے بلند* وقارŸش کے درمیان اور شا+ اروخو ۃ اشا (کے سامنے اس تحریر کے حقیر راقم کی* ہ قدکج مج بیانی، بے لے کی راگنی، بے میل بکواس اور طفلانہ قلم کشی ضرور بے ربط لگتی ہوگی جس کے لئے بڑے ادب وخلوص کے ساتھ معذرت خواہ ہوں۔ اور بھی، میرے 'دخل در معقولات' او* معقول حد- سست روئی نو یۃ Ã نگارش کے ولولہ خیز اہل قلم اور وپ حوصلہ* شر کے ارمانوں کے راستے میں روڑا ضرور بنی ہوگی، یہ وہی چوٹل من سمجھ h ہیں* یہ وہ اۓ ہمن (اور جگ، سنسار) رچنے والا* لن ہار۔ میں تو بس* لیف و ۃ جمہ کے لئے یہی دعا کرسکتا ہوں ؎

اللہ کرے زور قلم اور* یہ دہ

او* شر کے لئے ؎

اللہ کرے نشر کا زور اور* یہ دہ

❁

دعا کے ساتھ تحریر ہذا کا خاتمہ خیر ہی ہو*، 1 یہ تو خیر سے ۔ ۱۳/ر.# دیکھ رہا ہے جو اۓ خیر خلق عظیم* پ ک ہستی کی مقدس پیدائش سے نسبت ر b ہے۔ (اور ہوشیار کرتی ہے کہ اس

۔ درو زش روزگار ہستی کے ذکر کے بغیر خاتمہ* لخیر کیا!) عالم KM کی یہ 'عجیب وغریب$' (مظہر العجا$) شخصیت اسلام میں علم وحکمت یعنی دانشوری کی اولین اور تو* ۃ ین دستخط بھی ہے، جس کے نہج بلا (اور طرز حیات نے د* کے سامنے علوم ومعارف اسلام کے دروازے کھولے ہی نہیں ان- رسائی کی کامیاب قیادت بھی کی۔ وہ سارے اسلامی علوم، بہت سے دوسرے علوم کا اور مسلمانوں کے سبھی بڑے اور اہم عقا+ ی مکا$ فقہی مسالک اور صوفی Î ں کا ابتدائی (اور ادھر سے دیکھا جائے تو) آ ی سرا اور پکا آسرا بھی ہے۔ وہ سے پہلا جامع قرآن، ملت اسلامیہ کا پہلا مصنف اور پہلا فلیسوف اسلام بھی ہے۔ اتفاق سے وہ مسلم مملکت (* یہ ۔ قوم) کا ظاہری فرماں روا اور سو اہ بھی ہے۔ اس (علیؑ) کی جلی، منجلی کتاب حیات میں اسلام کی سچی شبیہ دیکھی جاسکتی ہے۔ اس کے افکار و Ã یت اور افعال واطوار سے بین الاقوامی تعلقات کے سلسلہ میں بھی صحیح اسلامی رہبری مل سکتی ہے۔ اس زاویہ سے بھی اس کی کتاب + گی کو پڑھنے کی ضرورت ہے۔

سرحد* پر کے (بین الاقوامی) تعلقات کے سلسلہ میں رسول اسلامؐ کے عہد میں (.# 'مسلم امت* بالفعل* یہ ۔ قوم کی صورت اختیار کرچکی تھی) یمن کی جا$ آپ (حضرت علیؑ) کی تبلیغی سفارتی مہم کی ti یں کامیابی* ریخ میں ثبت ہے۔ کامیابی تو آپ کا مقدر رہی۔

تبھی تو آ وقت فرماتے ہیں: äfÅÓ0] h†e I ^Ê

اسی فوز رقم حیات* پ ک کے قدموں میں ہماری ہر دینی، علمی، ادبی کاوش+ رہے۔

م.ر.ع+

لکھنؤ

* ریخ؛ جمہ

کتاب ''روابط بین الملل در قرآن''

از عبداللہ امیری وزہرا میرزائی

بکاوش عزیزی القدرخان محمد صادق صا # زاد توفیقہ

آج گلزار ادب میں ہے بہار ++ گی — دیکھئے عالم کا منظر کیا روابط کی بنی

دیکھئے ملکوں کے رشتے کیسے بھرے* زور- — ایسے رشتے پڑھنے سے دانش میں ہوتی مہوشی

ایسے رشتے e ہیں علم وÃ سے التفات — ایسے رشتے e ہیں تحقیق کی دلبستگی

ایسے رشتوں کے لئے قرآن سے لیں روشنی — دیکھیں بھی بین الملل W روابط کی لڑی

ان روابط کے قرآنی تجزیے کے واسطے — فارسی* لیف امیری میرزائی نے رچی

, جمہ صادق ہوا پھر د* + از سے — دیکھئے اردو میں بھی اس کی سہاگن دلبری

دیکھئے اسلام کی بڑھتی ہوئی دانشوری — دیکھئے نور ہدا$ کی نئی جلوہ / ی

وقت نے بھی اپنے سے یو* دگاری نقش کی — : ب صادق کی ہے کاوش, جمہ ہے کیا جلی

۲۰۰۹ء

م.ر.+

لکھنؤ

مقدمہ: موجودہ تحقیق کا دا! ہ کار

ا۔ تحقیق کے مسئلے کا بیان

بین الاقوامی تعلقات، سرحدوں کو* پار کرنے والے تعلقات اور مسئلوں کا ا- مجموعہ ہے۔ یہ مسئلے حکومتوں اور سرحدوں کے ذریعے ا- دوسرے سے . ا ہونے والے اشخاص، عمومی وخصوصی/ وہ اور اداروں کے درمیان تعلقات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ہم مسلمانوں کی مکمل + ی، آفاقی اور آسمانی کتاب قرآن مجید میں K نی + گی کے مختلف پہلوؤں کے کلیات (اعتقادی، اقتصادی، سیاسی، دفاعی اور تہذR) موجود ہیں۔

DTU k VØvÞÊðo [illegible]

اور ہم نے تم پر کتاب (قرآن)نازل کی

ہے جس میں ہر چیز کا (شافی)بیان ہے۔

قدیم ا یران، ہندوستان، چین اور * ن سے د7 یب تحر یوں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی پیدایش سے صدیوں قبل، اقوام وملل کے تعلقات کے* رے میں مفکر اور پڑھے لکھے لوگوں نے کچھ Ã* یت کو پیش کیا تھا۔ مثال کے طور پر چوتھی صدی قبل مسیح کے ہندوستانی مفکر کی تحر یریں (کوٹلیہ)۔

لیکن ساتویں صدی عیسوی میں اسلام کے f ع ہونے سے د*+ ل گئی۔ خاتم النبیین حضرت محمدؐ، نے بعثت سے قبل بھی اور بعثت کے بعد بھی، بین الاقوامی قوا 2 اور تعلقات پر عمل کیا۔ جیسے حلف الفضول کا معاہدہ (بعثت سے قبل)، ان کے اصحاب کا حبشہ میں پناہ 8 (حبشہ کی طرف مسلمانوں کی ہجرت)، عقبہ اولیٰ اور عقبہ* نی کے معاہدے (حمایتی

معاہدے)،عمومی معاہدہ اور مدینہ کا منشور(اصل میں یہودیوں سے ا یـ صلحؔ* مہ تھا)،مواخات (بھائی چارے) کا معاہدہ اور K نوں کی و. لہ. ی کا بیان ،تبلیغ و جہاد کے ذریعے اسلام کا پھیلاؤ، اپنے دور کی و. ڑی طاقتوں(Super Power) سےٹکرا* ۔

سنہ ۱۶۴۸ء عیسوی میں صلح وسٹفالیہ(Peace of Westphalia) کے معاہدے کے ذریعے سیاسی ڈھانچہ، سلطنت سے حکومت اور بعد میں بین الاقوامی Âم میں تبدیل ہH ۔۱۹۴۵ء میں دوقطبی Âم وجود میں* ، جس میں دوطاقتیں ا یـ مشرق اور ا یـ مغرب میں د* و. حکومت کرتی تھیں۔لیکن روس کے ختم ہونے سے ا یـ * آفاقی Âم یعنی تہذیبوں کے درمیان تعلقات کے وجود میں آنے کے مواقع فراہم ہوئے۔

اس* ب میں اقتدار اور اس کے تشکیلی عناصر و. بحث ہوئی ہے۔طاقت اور حکومتوں کے رویے کے سلسلے میں بین الاقوامی تعلقات کے* دو* پہلو، عالمی سیا ت کے منظر* میں و. سامنے آتے ہیں۔''اقتدار''،معنوی اور مادی عناصر کا ا یـ مجموعہ ہے جو قومی مقاصد کے حصول کے لئے حکومت* یـ گورنمنٹ(Government)* م کے ا یـ معین اور معلوم/ وہ کے سپرد ہ* ہے۔بین الاقوامی تعلقات میں اقتدار سے مراد وہی قومی اقتدار ہے۔کچھ عناصر مثبت* یـ منفی پہلو سے،حکومتوں کی قومی اقتدار کے Ö* و. ڑھنے میں مو* ہوتے ہیں۔

چنانچہ پیغمبر اسلامؐ نے بھی اللہ کی مدد اور قرآن کی ہدا$ سے، اپنی قومی طاقت کو مختلف طرh ں سے و. ڑھا* ۔مثال کے طور و. پیغمبر اسلامؐ نے اس سلسلے میں مندرجہ ذیل اقدامات ا م دیے: مدینے میں مر/ ی حکومت کی تشکیل، لوگوں کی معیت اور محبو M کو اپنی طرف مرکوز کر* ، بھائی چارے اور و. لہ. ی کا معاہدہ، مسلمانوں کی تعداد کو و. ڑھا* ، مسلمانوں کو ایمان کی تقو$ ، افزائش علم اور ا یـ دوسرے سے اچھ* ؤ کا شوق دلا* ، قبول اسلام کے سلسلے میں لوگوں کو اختیار دینا نہ کہ زور ونو. دستی کر* ، مذہبی جمہور$ ، معاشرے میں عدل وا« ف کا قیام وغیرہ۔

دوسرا عنوان ''سفارت کاری'' ہے جو اسلام سمیت ہر دور میں اہمیت کا حامل رہا ہے۔یہ سیا ت ، بین الاقوامی تنازعات کے و. امن حل کے لئے سے* دہ رائج ذریعہ اور طریقۂ کار ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ڈپلومیسی اور سفیروں کے کام کو صدقہ دینے اور اچھے کام ا م دینے کے و. لہ. قرار* ہے۔

تیسرے* ب میں ''بین الاقوامی قوا 2 '' و. تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے۔بین الاقوامی قوا 2 ، بین الاقوامی تعلقات و. حاکم قوا 2 * م ہے،جن کے اصول اور قاعدے کلی اور+ ی ہیں اور ان کا میدان عمل وسیع ہے۔یہ اصول، نئے بین الاقوامی قوا 2 اور اسلامی بین الاقوامی قوا 2 کو مدÂ ر p ہوئے ،اس طرح ہیں: مل جل کر امن سے ا یـ ساتھ رہنے کا اصول (Peaceful Co-Existence)، اd ئے عہد کا اصول () او* وابستگی کا اصول جس میں عدم مداخلت (Non-interference) اور غیر جانبداری(Impartiality) شامل ہے۔

آ ی* ب بین الاقوامی اتحاد اور یـ جہتی و. بحث کر* ہے۔سعادت و کمال تـ پہنچنے کے لئے ،قرآن میں پیش کئے گئے نمونوں میں ا یـ نمونہ ''عالمی اتحاد اور یـ جہتی'' بھی ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی* یت میں اس امر کی* کید کی ہے، کیوè اسلام وہ دین ہے جو تمام بشر$ کے لئے بھیجا H ہے۔لیکن ''عالمی حکومت'' کا Â یہ،ایسی چیز نہیں ہے جو صرف اسلام میں* و. چا* ہو، بلکہ ہر زمانے میں،وہ چاہے/ را ہوا زمانہ ہو* آج کا زمانہ ہو،مختلف اقوام، مذاہب،ملل اور مکا$ میں اس کا بیان موجود ہے۔لہٰذا عالمی اتحاد ا یـ بشری نمونہ(Ideal) ہے۔اسی طرح K نی معاشرے میں جنم e والا * تیسرا سیاسی Âم (Political System) ا یـ *Âم (System) ہے، جو مل جل کر امن سے ا یـ ساتھ رہنے (Peaceful Co-Existence) کی C یـ و. ہے اور بین الاقوامی منظر* میں و. سے* دہ اور اہم کردار K ن کو دیتا ہے، وہ K ن جو زمین و. خلیفۂ الٰہی کے منصب کے درپے ہے۔

۲۔موجودہ *ۃ راور لیٹرZ کا جاۂ ہ

تحقیق کے مسئلے کے بعد، ہم دوسرے مرحلے میں پہونچتے ہیں جو موجودہ * رکی چھان بین ہے۔اس مرحلے میں اس تحقیق میں استعمال ہونے والے کچھ * روتحو یوں پر بحث کرتے ہیں۔اس نکتے کو ذہن میں ر p ہوئے کہ اس تحقیق میں قرآن کریم کی لگ بھگ ۲۸۶ آیتوں سے استفادہ کیاHی ہے، پہلی بحث میں ڈاکٹر علی اصغر% کی کتاب ''روابط بین الملل در تئوری و عمل'' (بین الاقوامی تعلقات Ãیہ اور عمل میں) کا تجزیہ و تحلیل کیاHی ہے۔موصوف بین الاقوامی تعلقات کے مختلف پہلوؤں کا جاۂ ہ eی ہوئے، m ہیں کہ مختلف قوموں کے در میان بیرونی سیا *ی (Political Process) کا ان کے کلی مفہوم میں تجزیہ و تحلیل، بین الاقوامی تعلقات کے مطالعے میں شامل ہے۔چنانچہ بین الاقوامی تعلقات کے عناصر کی چھان بین کرتے ہوئے، حکومتوں کو اصلی کھلاڑی (Player) کے طور پر تعارف کراتے ہیں۔حاکمیت اور اقتدار کے آ ذ کے وسائل، حکومتوں کے ہاتھ میں ہے جو کہ سیاسی اداروں (Political Organisations) کی سے اعلیٰ نمونے ہوتی ہیں اور قوموں کے لٔا ئندہ مانی جاتی ہیں۔اصلی کھلاڑیوں کے ساتھ ساتھ، دv عناصر بھی موجود ہیں جو بین الاقوامی تعلقات میں فرعی اور مجازی کردار ادا کرتے ہیں۔ جیسے بین الاقوامی ادارے اور کثیر قومی (Multinational) *یا (Transnational) کمپنیاں۔

کتاب ''اصول سیا خارجی و سیا بین الملل'' (خارجہ* پالیسی اور بین الاقوامی سیا کے اصول)، مصنفہ دکتر سید عبد العلی قوام میں ہم دیکھتے ہیں کہ انھوں نے بین الاقوامی تعلقات کے مطالعے کی* ریخ اور بین الاقوامی Âم اور بین الاقوامی سیا پر حاوی اصول پر بحث کی ہے اور اس سلسلے میں پیش کئے جاچکے مختلف *Ãیت سے استفادہ کرنے کی کوشش کی ہے۔انھوں نے اقتدار جو بین الاقوامی سیا کا ا ہم مقولہ ہے پر مؤ* عناصر کو چھ قسموں میں

جاۂ ہ لیا ہے:

۱۔Ã یہ (Ideology)

۲۔سماجی۔K نی عناصر (Socio-Anthropological Factors)

۳۔سیاسی عناصر (Political Factors)

۴۔جغرافیائی عناصر (Geographical Factors)

۵۔دفاعی عناصر (Defencieve Factors)

۶۔اقتصادی عناصر (Economical Factors)

جیسا کہ ہانس مورگنتا (Hans Morgenthan) اپنی کتاب ''سیا میان ملتہا'' (قوموں کے درمیان سیا) میں کہتے ہیں ''حکومتیں .# بین الاقوامی منظر* میں پر قوم کے لٔا یندوں کی حیثیت سے سامنے آتی ہیں، تو اپنی قوم کی طاقت کو* فذ کرتی ہیں اور ان کی سیا کو. وئے کار لاتی ہیں۔'' موصوف اقتدار کے مختلف قسموں کو بیان کرتے ہوئے اس* بت کے قائل ہیں کہ ''سیاسی اقتدار ا یہ نفسیاتی رابطہ ہے ان لوگوں کے درمیان جو طاقت کو* فذ کرتے ہیں اور وہ لوگ جن پر طاقت* فذ ہوتی ہے۔''

اگلے تجزیے میں ہم کتاب '' حقوق بین الملل اسلامی''، مصنفہ ڈاکٹر سید خلیل خلیلیان کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔انھوں نے اس کتاب میں، بین الاقوامی قوا 2 (International Laws) کو نئے بین الاقوامی قوا 2 کے منابع اور بین الاقوامی اسلامی قوا 2 کی روشنی میں بیان کیا ہے۔بین الاقوامی قوا 2 کے سلسلے میں، قرآن کریم کی *یت کے بیان کے علاوہ، مسلم اور غیر مسلم مفکروں کے Ã*یت کا بھی جاۂ ہ لیا ہے۔وہ چار کلی اور C دی اصولوں کو بین الاقوامی تعلقات پر کارفرما جا ... ہیں: مل جل کر امن سے ا یہ ساتھ رہنے کا اصول (Peaceful Co-Existence)، عالمی مشن (Universal Mission) کا

اصول،dلئے عہد کا اصول*ّ وابستگی کا اصول یعنی عدم مداخلت (No interference)اور غیر جانبداری(Impartiality)۔

۳۔موجودہ تحقیق کا مقصد

بین الاقوامی تعلقات کے علم کا میدان بہت وسیع ہے۔یہ وہ علم ہے جو کہ پچھلے دو صدی سے روایتی(Classical)+ از میں پیش ہوا ہے اور کالجوں میں اس کی+ ریس ہو رہی ہے۔اس سلسلے میں بعض کتابیں اورÃ*یت بھی پیش ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں،جن میں سے بعض،عالمی تغییر و تحول اور زمان و مکان کے تقاضوں کے مدÃ،Ã*یتی اور عملی طورپ قابل قبول ہیں اور بعض تحقیق طلب اور قابل تنقید ہیں۔یہ کہا جاسکتا ہے کہ بین الاقوامی تعلقات کا علم حقیقت میں وہ علم ہے جو قوموں کے درمیان تعلقات کا مطالعہ کر* ہے۔

قرآن میں،جو ا- مکمل،عالمی اور دوامی کتاب اور دین اسلام کی کتاب ہے،وہ دین جو دv مذاہب الٰہی کی بہ نسبت جوان ہے اور اس کے پیغمبر کی بعثت کے* رے میں بھی دv مذاہب میں مختلف طرh س سےK رت دی گئی ہے،بین الاقوامی تعلقات کی کیفیت کا+ کرہ ہے اور بین الاقوامی قوا 2 ،غیروں سے رابطہ اور عالمی معاشرے کے اتحاد کے* رے میں* ت ہوئی ہے۔

لیکن ا- نئی،وسیع اور قید مکان و زمان سے آزاد بصیرت کے ذریعے،K ن کی ت قی سے متعلق مسائل کو*یت الٰہی سے مطابقت دے کر اور مختلف قوموں میں ا- دوستانہ اور سچا تعلق قائم کر کے ا- عالمی سماج -- پہو™ جاسکتا ہے۔واحد عالمی سماج۔اس طر j سے ہم قرآن کو اس کی کس مپرسی سے نکال کر،ا- فعال تہذ$ (Dynamic Culture) کی صورت میں سماج کی رگ و پے میں ڈال h ہیں۔

۴۔عملیاتی تعریف(Operational Definition)

اس نکتے کو دھیان میں رp ہوئے کہ اس تحقیق میں ''قرآن کی روشنی میں بین الاقوامی تعلقات'' کے موضوع پ بحث و گفتگو ہوئی ہے۔اس طرح اس موضوع میں Cیدی محور(Independent Variable) ''قرآن'' اور وابستہ محور(Dependent Variabke) ''بین الاقوامی تعلقات'' ہے۔اب ہم اس کی عملیاتی تعریف کرتے ہیں:بین الاقوامی تعلقات، حکومتوں اور قوموں کے درمیان تعلقات کا تجزیہ و تحلیل ہے۔

۵۔موضوع پ مو* عناصر:

بین الاقوامی تعلقات وقوا 2 اور بعض اسلامی قوا 2 وقواعد کے درمیان اشتراک اور ان کے پھیلاؤ کے اسباب تلاش کرنے میں،کچھ عناصر،موضوع پ مو* عناصر کے نقطۂ سے قابل توجہ ہیں:

الف۔حلف الفضول کا معاہدہ۔(بعثت سے قبل)۔یہ وہ معاہدہ تھا جس کے رو سے مکے میں داخل ہونے والے اجنبی لوگوں کی (اُ چہ مکے میں ساکن کسی بھی قبیلے کے فرد نہ ہوں) حما$ کی جاتی تھی اور ان پ کوئی ظلم*: ا« فی ہونے نہیں*یجا* تھا۔یہ معاہدہ ان معاہدوں میں سے ہے جن میں بعثت سے قبل پیغمبر اسلام خود شر- تھے۔

ب۔حبشہ کی طرف ہجرت۔سنہ۵ بعثت،۶۱۵ء میں پیغمبرؐ نے مسلمانوں کی جان و ایمان کی حفاظت کے مدÃ،اپنے ساتھیوں کو مکے سے حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم*یا۔

ج۔مدینہ کا منشور(Charter of Madina):مدینے کی طرف ہجرت کے بعد،پیغمبرؐ نے جو اقدامات کئے ہیں ان میں Cیدی۔اسلامی منشور(Fundamental Islamic Charter)کی+ وین بھی شامل ہے۔یہ منشور جو کہ ا- عام معاہدہ تھا* بلواسطہ طور سے قبائلی ڈھانچے کی تبد~* (بنا،کیوèاس میں بیان کیے گئے سماجی حقوق(Social Rights)،قبیلوں

کے ذریعے مانے گئے حقوق کے خلاف تھے نیز اختلافات حل کرنے کے طر j ،قبا~ Âم سے مختلف اور اس سے متعارض تھے۔

د۔تفریق (Discrimination) کو ختم کر* [illegible] پیغمبرؐ نے مؤمن، مہا. وا « ر، گورے اور کالے، عرب و عجم، غنی و فقیر اور قوی و ضعیف کے درمیان رشتۂ اخوت قائم کر کے، ان کے درمیان بھائی چارا اور. ا. ی پیدا کی۔ اللہ کے فرمان کے مطابق ا- K ن کی دوسرے K ن پر فوقیت کا معیار صرف اس کے ایمان اور تقویٰ ہے۔

ی۔ بین الاقوامی قوا 2 کی، اسلامی حکومتوں اور قوموں کے ذریعے قبولیت: اس* ت کو دھیان میں ر p ہوئے کہ اسلامی حکومتیں، ملک کے+ ر اسلامی قوا 2 سے بہرہ مند ہوتی ہیں، لیکن ملک کے* ہر اور بین الاقوامی منظر* مے پر ،اقوام متحدہ کے رکن ہونے کی وجہ سے، اس کے عالمی مقاصد کے حصول کے لئے، مختلف طر h ں سے اس ادارے کے ساتھ تعاون کرتی ہیں۔ جیسا کہ بعض اسلامی ممالک نے صدام کے خلاف پہلی خلیجی B (First Gulf War) میں، اقوام متحدہ سے تعاون کیا۔

۶۔ تحقیق کے Ã* ت (Theories) کا بیان: او پر بیان کئے جا چکے عناصر کے C ی د پر ،قرآن میں بین الاقوامی تعلقات اور قوا 2 کے مشترکات کے سلسلے میں دو Ã یے پیش کئے جا h ہیں:

الف۔ مختلف قسم کی تفریق اور بے ا « فی کی رد، بین الاقوامی تعلقات و قوا 2 اور قرآن کے مشترکہ امور میں ہیں۔

ب۔ K نی فطرت اور مل جل کر امن سے ا- ساتھ رہنے (Peaceful Co-Existence) کے C ی د پر عالمی اتحاد، بین الاقوامی تعلقات و قوا 2 اور قرآن کے مشترک * توں میں ہے۔

۷۔ Ã* یت کو جانچنے کا طر i :

اس حصے میں تحقیق کی یہ کوشش ہے کہ پیش کئے گئے دونوں Ã* یت کو اصلی Ã یہ کے طور پر پیش کرے۔ لہٰذا ان کو جانچنے کے لئے صرف اثباتی طر i استعمال کریں گے۔ Ã* یت کے اثبات میں، مختلف قسم کے ظلم و بے ا « فی کی رد، اور دوسری طرف K نی فطرت اور مل جل کر ا- ساتھ رہنے (Peaceful Co-existence) کے C ی د پر بین الاقوامی تعلقات و قوا 2 اور قرآن کے درمیان . سے اہم مشترک عامل یعنی ''عالمی اتحاد'' پر بحث و گفتگو ہوئی ہے۔

۸۔ Ã* یت کی جانچ:

[illegible]

[illegible]

DMO(I] [illegible]

لوگو! ہم نے تو سب کو ایک مرد اور ایک عورت
سے پیدا کیا اور ہم ہی نے تمہارے قبیلہ اور برادریاں بنائیں تا
کہ ایک دوسرے کی شناخت کریں۔ اس میں شک نہیں کہ
خدا کے نزدیک تم سب میں بڑا عزت دار وہی ہے جو بڑا
پرہیزگار ہو، بے شک خدا بڑا واقف کار خبر دار ہے۔

اس آ $ پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ سارے K ن. ا. ہیں اور ان کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، اگر مختلف قبیلے موجود بھی ہیں تو وہ ر- ،* ن اور ان کی ± کی وجہ سے ہے، اور یہ خصوصیات بھی فطرت سے ہم آہنگ ہونے کی وجہ سے ہیں اور کسی طرح کا حق* یا امتیاز کسی کے لئے پیدا نہیں کر* ہے۔ اگر کوئی امتیاز (Privilege) ہوگا، تو وہ صرف پر ہیزگاری کی وجہ سے اور وہ بھی

اللہ کے نزدیک ہوگا، نہ کہ سماجی ... گی میں۔

قانون مساوات سارے K نوں کے لئے ... ہے، چاہے مرد ہو یا عورت، جیسا کہ ا ... عالم بعض آیتوں میں ارشاد فرمایا ہے کہ ہم کسی کے کام کو...... چاہے وہ مرد ہو یا عورت...... ضایع نہیں کرتے اور جو بھی اچھا کام کرے گا...... چاہے وہ مرد ہو یا عورت...... وہ اس د* میں ا... پ ک ... پ ئے گا اور آ ... ت میں جنتی ہوگا اور اپنے کام کی ... اچھی طرح لے گا اور ہلکا سا بھی ظلم اس پر نہیں کیا جائے گا۔

àÚöÚ... o... ۱

DMUQVá]†ÛÂ Ù Eo...

تو ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول فرمائی (اور فرمایا کہ)ہم تم میں سے کسی کام کرنے والے کے کام کو اکارت نہیں کرتے مرد ہو یا عورت۔

àÚ... ۲

DMNPVð^ŠÞE!]†...

اور جو شخص اچھے کام کرے گا (خواہ)مرد ہو یا عورت اور ایماندار(بھی)ہو تو ایسے ھی لوگ بہشت میں(بے کھٹکے)جا پہنچیں گے اور ان پر تل بھر بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔

ä... ۳

]ç... u...

DUSVØv...

مرد هو یا عورت جو شخص نیك کام کرے گا اور وه ایماندار بهی هو تو هم اسے (دنیا میں بهی)پاك و پاکیزه زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں بهی)جو کچھ وه کرتے تهے اس کا اچھے سے اچها اجر و ثواب عطا فرمائیں گے۔

àÚöv... ۴

áç...

DPLVàÚçÚE! ...

جو برا کام کرے گا تو اسے بدلا بهی ویسا هی ملے گا اور جو نیك کام کرے گا مرد هو یا عورت مگر ایماندار هو تو ایسے لوگ بهشت میں داخل هوں گے۔وهاں انهیں بے حساب روزی ملے گی ”۔

حضرت رسولؐ نے خود منشور مدینہ کے ذریعے مسلمانوں اور یہودیوں، نیز ... کی آ ... کے ... مومنین مہا ... ر کے درمیان رشتۂ اخوت قائم کر کے اسلامی سماج میں ... ی کی اصل اور تفریق کی ... کو عملی جامہ پہنایا۔اس طرح تقویٰ کو جو K نوں کی ... ی گا ... ہے، فوقیت حاصل ہوئی۔

... pçöj... (بقرہ:۱۹۷)”اور زاد راه مهیا کرو ،بے شك بهترین زاد راه تقویٰ هے“۔

DOV I]†ruEpçöj... ۲

یھی لوگ ھیں جن کے دلوں کو خدا نے پرھیزگاری

کے لئے جانچ لیا ھے۔

۳۔ DTV ‹ Û E^àçÏÂÆàøàzøı¤Ôûàòôâ

پھر اس کی بدکاری اور پرھیزگاری کو اسے

سمجھادیا۔

اس آیۃ میں اللہ نے تقویٰ کے نقطہ مقابل کو ـــ رستے یدکیا

ہے۔

۴۔ NVÑ ¡ ›E^ç±ø Úàøà¯Ãàr ïàã] Ðåàúàz

اور جو خدا سے ڈرے گا تو خدا اس کے لئے نجات کی

صورت نکال دے گا۔

۵۔ DPVÑ ¡ ›E]†Šàçàèà Úàøà¯Ãàr ïàã] Ðåàúàz

اور جو خدا سے ڈرتا ھے اللہ اس کے کام میں سھولت

پیدا کرے گا۔

۶۔ ^³ïàèàøà Úàø³Ô³fàâà³Úàôàö³Ô³jåèÞïàø] Ôà³iàô

DROVÜ†ÚE

یھی وہ بھشت ھے کہ ھمارے بندوں میں سے جو

پرھیزگار ھوگا ھم اسے اس کا وارث بنائیں گے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ عدل کا حکم دیتا ہے۔اور äø³x³0] á]ô
áŠuûô] àøò ÃàøàúDULVØvÞE XX کا +ہ اور ا × È ہ، ۔ سے * یدہ مضبوط حکم ہے جو
ہمیشہ * و آ ق سے دور عمل اوراصا ۔ کے ساتھ K نی * ریخ کے اوراق پر چمکا ہے۔جیسا کہ

دو * رہ ارشاد ہو * ہے:

]ç³Ûõó³vûiøà]Øõ^³³³]ß³ò] àø³ïàüjÛüó³uøf]âø

DQTVð^ŠÞEXXÙôúâô

اور جب لوگوں کے باھمی جھگڑوں کا فیصلہ کرنے

لگو تو انصاف سے فیصلہ کر۔

گواہی وقضاوت کے * رے میں فر * ہے:

(۱۳۵:ء K)¼ŠÏô àõüÎ]çÚçÒ]çßÚàæ]^`óø

اے ایمان والوں ! مضبوطی کے ساتھ انصاف پر قائم

رھو ۔

جیسا کہ حضرت پیغمبرؐ فرماتے ہیں: ''ا یـ گھنٹہ عدا ـ ،ستر سال عبادت سے بہتر ہے''۔اور حضرت علیؑ فرماتے ہیں: ''دو ـ اور دشمن سے عادلانہ * وکرو''۔اسلامی قضاوت میں عدل وا « ف اور مساوات کی مراعات، ۔ سے * یدہ چمک کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے اور اسلامی قضاوت، دقیق (Precise) اور تعجب خیز ۔ ا ۔ ی کا ضامن ہے۔

جیسا کہ فرانسیسی گوستاولبون () لکھتے ہیں: ''مسلم معاشرے میں ،مساوات و ۔ ا ۔ ی درجۂ کمال پر ہے۔اور و ۔ ا ۔ ی جس کا جلوہ گاہ یورپ میں صرف کتابوں اور تحریروں تک محدود ہے ،اسلام میں عملاً موجود ہے۔یورپ میں موجود سخت وشد + طبقاتی اختلاف ،اسلام میں یکسر نہیں ہے۔''اسی طرح اسلام میں ہرطرح کے ظلم وستم سے مقابلہ کیا جا * ہے اور کمزوروں اور مظلوموں کی حمایۃ کی جاتی ہے۔

ö]àúàÚàö ÚàøÛçÛ³ô]àüàÚàu..àø³fàâàö ãàa³Úàø³ïàô³ö

DTVp…ç E³n 'ÓàØø

جس کو چاھتا ھے (ھدایت کر کے) اپنی رحمت
میں داخل کرلیتاھے اور ظالموں کا تو (اس دن) نه
کوئی یار ھے اور نه مددگار۔

۲ g³vô ä ô] o³Â ¼ q ºí ¼ø Ê³Ê Ê à³Û Ø
DPLVþ…ç Eàn Ûõ Ö]

جو شخص معاف کردے اور (معامله) کی
اصلاح کردے تو اس کا ثواب خدا کے ذمه ھے، بے
شك وه ظلم کرنے والوں کو پسند نھیں کرتا ھے۔

۳ ! Øõ àÚ Ü` ç Â Ûø Ô ä Û¾ Ü ø j] Â õ Ú Ü Ø
šô ª] o Ê ç Ü] á Û ê] o Â ä Š Ö] Â³Û ø ô
DPN(PMVþ…ç E Ün Ö]„ Â Ü` ä Ô v] t ô

اور جس پر ظلم ھوا ھو اگر وہ اس کے بعد انتقام لے
تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نھیں ۔الزام تو بس انھیں
لوگوں پر ھوگا جو لوگوں پر ظلم کرتے ھیں اور روئے زمین
پر ناحق زیادتیاں کرتے پھرتے ھیں ،انھیں لوگوں کے لئے
دردناك عذاب ھے۔

آج کے بین الاقوامی تعلقات میں بھی یہ اصول قائم ہیں۔ چنانچہ اقوام متحدہ کے منشور کو مر$ کرنے میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ بڑی اور چھوٹی حکومتوں کے درمیان ماضی (۱۹۴۵ سے قبل) کی بہ نسبت* دہ عملی بر ابری پیدا ہو جائے اور اسی لئے بین الاقوامی ادارے اور کا Ð² ں کے منظر* میں ،رائے دہی کے سلسلے میں نئی تبدیلیاں پیدا کی گئی ہیں۔ بین الاقوامی فیصلوں میں اتفاق

رائے کے اصل کی تعدیل اور بعض مواقع پر اکثر$ آرا کے کافی ہونے کو، بین الاقوامی ادارے اور تنظیموں کو جمہور$ کے راہ پر لگانے کے سلسلے میں ا- فتح سمجھنا چاہئے۔

ان ۔ کے* وجود یہ کہنا پڑے گا کہ آج -- جیسا کہ ہو* چاہئے بڑی اور چھوٹی حکومتوں کے دونوں ا وپوں کو راضی کرنے کے لئے کوئی قطعی راہ حل نہیں مل سکا ہے، کیوè عملی بر ابری اور Ãی بر ابری کے درمیان کچھ تعارضات* پائے جاتے ہیں۔ا- طرف آج کی حکومتیں، وسعت، طاقت* دی اور پیسے کے لحاظ سے ا- دوسرے سے اتنا فرق ر b ہیں کہ ان کو بر نہیں* جا سکتا ہے اور دوسری طرف یہ بھی نہیں* جا سکتا ہے کہ بڑی ترقی یافتہ اور دولتمند حکومتیں، اپنی امتیازات کی وجہ سے جو انھوں نے صحیح طر j سے حاصل کئے ہیں، چھوٹی حکومتوں پر حکومت کریں اور یہاں -- کہ بعض اوقات ان کی ترقی کے راہ میں حائل ہوں۔

لیکن آج کے دور میں اقوام متحدہ کی یہ کوشش ہے کہ اس مشکل کو حل کرے۔اقوام متحدہ عالمی امن، سلامتی اور اقتصادی، سیاسی، سماجی اور بین الاقوامی تہذ$ کی ترقی کی غرض سے، ملکوں کو ہماہنگ کر کے، طاقتوں کو جمع کر کے اور ان میں تعاون پیدا کر کے، اور حکومتوں کی حاکمیت کو معتدل کر کے، یہ چاہتا ہے کہ طاقت، قانون اور سرکاری و غیر سرکاری اداروں کی ذمہ داریوں کو اصل عدا - کی C پر تعیین کرے۔اس @ تمام بشری اجتماعات کے افراد، تعاون اور لگاؤ کی وجہ سے ا- دوسرے کے جیسے سیاسی اور اقتصادی حا - کے مالک ہو جا N گے۔اور اسی حا - کا تسلسل ان کو ا- عملی بر ابری سے جو کہ ہمیشہ سے فلاسفہ اور قانون دانوں کی آرزو تھی ہم ند- کرے گا۔

بین الاقوامی قانون میں ا« ف کا اصول، ا- فطری مفہوم ''عدا - '' سے ماخوذ ہے اور بین الاقوامی عدا - ، متعدد مقامات پر اپنا فرض سمجھتی ہے کہ عدا - کے* فذ کرنے والے کی حیثیت سے، اس کو* فذ کرے۔اس عدا - کے Ã مطابق، ا« ف ا- انتزاعی (Abstract) اصول نہیں ہے بلکہ یہ معیار قانون (Law Standard) پر منطبق اور قابل پیشنگوئی اصول ہے۔ بین

الاقوامی عدا کے اساس* مہ کے حصہ دو، دفعہ ۳۸ کے مطابق، بین الاقوامی تنازعات کے تصفیہ میں، فریقین کے درمیان موافقت ومصالحت اورا « ف کی غرض سے، عدا ، ا « ف واستحسان کے اصول کے مطابق فیصلہ صادر کرسکتی ہے۔

بین الاقوامی منظر* مے بھی، اسلام کی طرح ہرقسم کے ظلم وستم اور تبعیض سے مقابلہ کیا جا* ہے، جیسا کہ حقوق بشر، طاقت کے عدم استعمال، کیمیاوی، نیوکلیائی اور* بولاجیکل ہتھیاروں کے استعمال کی مماÆ، عالمی صلیب احمر (Red Cross) جیسی تنظیم جو B، زلزلہ وغیرہ سے متا ہ افراد کی مدد کی کوشش کرتے ہیں، کی حما$ کے سلسلے میں مختلف کنونشن (Convention) اور توافق* مے، بین الاقوامی د* میں* پس کئے جاچکے ہیں۔ مثال کے طور مختلف ملکوں کے معاہدات میں اقلیتوں کی حما$ کی شرط، جیسے بلغاریہ اور* ن کے مابین ۱۹۱۹ء کا کنونشن، جنگی مجرموں دفعہ ۲۲۷ کے تحت مقدمہ، پہلی عالمی B کے بعد وارسا (Warsw Pact) کا معاہدہ، جنرل اسمبلی کا ۱۹۴۶ء کی قرارداد جس میں بین الاقوامی قوا 2 اور امن کے خلاف م کی مذمت (Condemn) شامل تھی۔ قتل عام سے مماÆ اور اس کی سزا کے لئے جنرل اسمبلی کا کنونشن (۱۹۴۸ء)، نسلی منافرت کے ساری شکلوں کے خاتمے کے لئے بین الاقوامی کنونشن مصوب ۱۹۶۵ء۔

قرآن میں، جو قید زمان ومکان سے* ہر+ ی، مکمل اور آفاقی کتاب ہے، اتحاد کے سلسلے میں اس طرح بیان ہوا ہے: ''سارے K ن واحد فطری طبیعت کے مالک ہیں اور شروع میں ا- امت تھے اور اس کے بعد خود اختلاف کرکے، فرقہ فرقہ ہوگئے۔''

۱ ô] ÕÎj[ô] tÕ[ÁÕÎ] `ØÔÎ DOLVŸæ...E^

یھی خدا کی بناوٹ ھے جس پر اس نے لوگوں کو
پیدا کیا ھے۔

۲ áÖÒÔ]ÒÒÔÎ] ÒÕ ÿÙ ÊÒÒÔ]ÇÈ DMUV < ÞÇ‚ΙE

اور سب لوگ تو (پھلے) ایك ھی امت تھے

ÇÕÔ ÇÒÔ ÇÔÏ Ø] ÊÒÔ] ÇÒÔ ÇaE DMMTV

اور اگر تمھارا پروردگار چاھتا تو بیشك تمام لوگوں
کو ایك ھی (قسم کی) امت بنادیتا۔

اللہ تعالیٰ اتحاد کی تعریف اس طرح بیان کر* ہے:

۴ ÕÒ]ÕÎ' ÕÒÔ ÇÎÔ] ÇÒÔÕ] ÇÕÔ] †ÒÔ] eÕÒÔ
ÕÔ] ÕÖÔ ÇÕÔ]ÕÔ] ÕÒÔ ÕÖÔ ÕÒÔ ÕÒÔ ÕÔÒ ÜjÒÓ
ÕÔÒ ÕÔÒ ÕÔÒ ÕÒÔ ÕÔÒ ÕÔÒ]ÕÔ ÕÔÒ ÕÔÒ ^
ÕÒÔ ÕÒÔ ÕÒÔ ÕÒÔ ÕÒÔ áÕæ E Ù ÂÛ†]ÕÛÔ DMLOV

خدا کی رسی مضبوطی سے تھامے رھو اور آپس میں
پھوٹ نہ ڈالو اور اپنے حال زار پر خدا کے احسان کو تو یاد
کرو جب تم آپس میں (ایك دوسرے کے) دشمن تھے تو خدا
نے تمھارے دلوں میں (ایك دوسرے کی) الفت پیدا کردی تو
تم اس کے فضل سے آپس میں بھائی بھائی ھوگئے اور تم
گویا سلگتی ھوئی آگ کی بھٹی کے لب پر (کھڑے تھے) کہ
خدا نے تم کو اس سے بچا لیا تو خدا اپنے احکام کو یوں
واضح کرکے بیان کرتا ھے تا کہ تم راہ راست پر آجاو“۔

اللہ تعالیٰ نے K نوں کو الفت ومودت کی نعمت » کیا ہے۔ قرآن، اختلاف پیدا کرنے والے عناصر اور مختلف فرقوں کے* وجود، ان کو ا- واحد مقصد کی سمت چلتے ہوئے ا- منظّم قافلہ جا { ہے اور ان کو ہمہ گیر انتظام کی دعوت دیتا ہے اور اسی حا کو K نی سماج کی پہلی کیفیت اور

K ن کے مستقبل کا ا ۔ مطلوب اور معقول شکل جا { ہے۔اسلام، K نوں کو عالمی اتحاد کی دعوت دیتا ہے اور تفرقہ و اختلاف سے روکتا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن اور اپنے پیغمبر کو تمام لوگوں کی ہدا $ کے لئے بھیجا ہے:

o%âżè ŗ ńćĎ vő] àĝ ĉâp ,őĎ ăőŎ %áő%ńp ,Ď] őăö

DNT VxjÊE] ,+ `ô őô ŏőĎ ŏăĺŏ ô (Ď]

وہ وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ھدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تھا تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب رکھے اور گواھی کے لئے تو بس خدا کافی ھے۔

oĉő `őćkőŠ Ŏ Ăő ç ő ŏăő `ő ĉç ĉŏ ŏăĉ,Ď] á ô

DMQUVÝ^Ä Þ]Eðo ø

بے شک جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور کئی فریق بن گئے تمھیں ان سے کوئی سرو کار نھیں ۔

اسلام نے K نی اتحاد اور تمام K نوں کے فرائض اور حقوق میں . ا. ی انحصار کرتے ہوئے ،مسلمانوں کو امن پسند * لیسی اپنانے کو کہتا ہے جس کے ماتحت ان کے آپسی تعلقات نیز د V قوموں سے ان کے تعلقات بنیں۔چنانچہ عالمی اتحاد ،امن اور قوموں کے ساتھ مل جل کر ا ۔ ساتھ رہنے (Peacefull Co-existence) کے بغیر ممکن نہیں ہوسکتا ہے۔کیو è امن، K نوں کو ا ۔ دوسرے سے جان پہچان اور تعاون کا ذریعہ فراہم کر ہے اور لوگوں میں نیکیوں کے پھیلنے کا (* ہے۔

óèŁ Ŏ ŏŠ] oĉç ŏ]] ç ŏàő,Ď `őő (بقرہ:۲۰۸)

ایمان والو! تم سب کے سب اك بار اسلام میں پوری

طرح داخل ھو جاؤ ۔

چنانچہ اختلاف پیدا ہونے کی صورت میں . سے پہلے بندوں کو صلح وصفائی اپنانے کی دعوت دیتا ہے V

]ç vŏŏ ŏç ŏ] àő ŏŏ ŏ] àőćő ŏ ŏ ŏ ŏ %ŏ ŏ

DUV I]† ruE^Ûčő ø

اور اگر مؤمنین میں سے دو فرقے آپس میں لڑپڑیں تو ان دونوں میں صلح کرادو۔

عالمی اتحاد ایسا مسئلہ ہے جس کا نہ صرف اسلام وقرآن میں + کرہ ہوا ہے، بلکہ ماضی و حال کے دوسرے مذاہب، اقوام وملل اور مکا $ فکر میں بھی ذکر ہوا ہے اور اس کی قاعدہ * G و حما $ ہوئی ہے۔

* ریخ کی سمت کو، جو کہ بین الاقوامی معاشرے کے عالمی ہونے کی طرف ۔ ھ رہی ہے اور جس کے * راب کچھ کچھ ظاہر بھی ہورہے ہیں، مدÃ ر p ہوئے یہ کہنا ۔ ے گا کہ بین الاقوامی تعلقات اور اس کے نو ۔ میں بین الاقوامی قانون و ۔ قی اور عالمی ہونے (Globolization) کی سمت ۔ ھ رہے ہیں۔ ہر بین الاقوامی ادارے کا وجود میں * حقیقت میں عالمی ہونے کی سمت ا ۔ قدم ہے۔چنانچہ انجمن اقوام (Leage Of Nations) اور اس کے بعد اقوام متحدہ (United Nations Organization) کے قیام کو K نوں کا آرمان (Heman Ideal)، بین الاقوامی سماج اور عالمی اتحاد، کے وجود کا نقطۂ آغاز * جا سکتا ہے۔اس طرح تیسرا Â م جو K نی سماج میں وقوع + ، ہورہا ہے وہ ا ۔ عالمی Â م ہے۔

ایسا Â م جس میں تمام سماجی ،سیاسی ،اقتصادی،علمی ،تہذ R اور دفاعی ابعاد (Dimensions)، ا ۔ عالمی صورت اختیار کریں گے۔ایسا Â م جس میں سارے K ن

مقامی (Locale) طورپر سوچیں گے، لیکن عالمی طورپر عمل کریں گے۔ اس Âم کے طفیل حکومتوں کے اختیارات معتدل ہوگئے ہیں، جغرافیائی سرحدوں کی اہمیت گھٹ گئی ہے، بین الاقوامی تعلقات میں کلیدی کردار (Key Role) Kنوں کو*یH ہے۔ حکومتیں جمہوری ہیں، حکومتوں کے* ہمی ربط، uنگت اور تعاون، بین الاقوامی قانون کے منظّم ہونے کا (ہو* ہے۔ اس Âم میں داخلی قانون اور بیرونی قانون کی. ی (Monoism) ظاہر ہوتی ہے اور داخلی قانون کو بین الاقوامی قانون کے دائرہ میں وضع کیا جا* ہے۔ * عالمی Âم حقیقت میں نسلی، قومی اور لسانی تعصّبات سے دور، Kنی ارادے کے Cیوپر مل جل کر امن سے ا- ساتھ رہنے (Peaceful Co-existence)، شایستہ سالاری اور عدا - کے آ ذ کے لئے ہے، اور اسلام میں ''تقویٰ'' اسی مفہوم کو اچھی طرح بیان کر* ہے۔

عالمی ہو* ا- ایسا عمل ہے جس میں تمام سماجی، اقتصادی، سیاسی اور تہذRتبدیلیاں ا- ایسا Âم وجود میں لاتیہیں جو ماضی سے ممتاز ہے، اور اسی وجہ سے اسے ''نئیÄ'' کہتے ہیں، چو èیہ ا-* یہ چند ملکوں کے ارادے سے* ہر ہے۔ اصولاً Kنی سماج میں و ث وت اور سیاسی، سماجی وتہذRعناصر کی عادلانہ تقسیم کے لئے مفہوم ''عدا -'' کی ضرورت، اور جو کچھ اسلام میں اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی پر عمل کے ذریعہ Kن کے سعادت وکمال کا مقصد بیان ہوا ہے، کے درمیان کے لئے ا- مشترکہ نقطہ وجود میں لا* ہے، جس کو ہم ''وحدت میں کثرت'' کہہ h ہیں۔

۹۔ تحقیق کا Âم:

یہ تحقیق ا- مقدمہ اور* پنچ ابواب پر مشتمل ہے جو D ذیل ہیں:

پہلا* ب: قرآن اور بین الاقوامی تعلقات

دوسر* ب: اقتدار اور اس کے عناصر

تیسر* ب: بین الاقوامی تعلقات میں سفارت کاری

چوتھا* ب: بین الاقوامی قوا 2 اور اس کے رہبر اصول

* پنچواں* ب: عالمی اتحاد

۱۰۔ تحقیق کا طر i کار:

اس کاوش میں تحقیق سے متعلق مواد کی جانچ، مطالعہ اور جمع کرنے کے لئے کتابخانہ کے طر j سے مدد لی گئی ہے۔

*ب ا

قرآن
اور
بین الاقوامی
تعلقات

قرآن

تعریف:

لغت میں قرآن کے معنی ،فراہم کرنے اور کسی چیز کو دوسری چیز میں تبدیل کرنے کے ہیں۔(۱) یہ رجحان اور غفران کے وزن پر مصدر ہے، مادہ ''قراء'' سے مشتق ہوا ہے، جو پڑھنے کے معنی میں استعمال ہو* ہے۔(۲)

جیسا کہ راغب اصفہانی p ہیں: ''ان حروف وکلمات کے پڑھنے کو جوا یہ دوسرے کے* پس اکٹھا ہوتے ہیں، قرا$ کہتے ہیں۔قرآن اصل میں مصدر ہے اور پیغمبر اسلامؐ پر* زل کی گئی کتاب سے مخصوص ہے۔جیسا کہ بعض علمانے کہا ہے کہ آسمانی کتابوں میں اس کتاب کو'قرآن' سے مسمیٰ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ کتاب، تمام کتب آسمانی کے* روفو+ بلکہ تمام علوم کی جامع ہے۔''(۳) اس لفظ کا یہ معنی والا مادہ ہے' قاف وراء وحرف معتل ہمزہ'، جو کہ جمع ہونے پر دلا ت کر* ہے۔(۴)

لفظ ''قرآن'' . سے پہلے سورۂ مزمل کی چوتھی آ$ میں* یہ ہے جو جا. بن +ی اور ابن

3333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333

(۱) علی اکبر دہخدا، **لغتنامۂ دہخدا**، نو یÃ محمد معین و سید جعفر شہیدی، (تہران: اO رات دانشگاہ تہران، ۱۳۷۳)، مادہ 'قراء'۔/لویس معلوف، **المنجد**، ج اول، (تہران: اO رات اسلام، ۱۳۷۹)، مادہ 'قراء'، ص ۶۱۷۔

(۲) حسین جوان آراستہ، **درسنامۂ علوم قرآنی**، ج چہارم، (قم: اO رات دفتر تبلیغات اسلامی حوزۂ علمیۂ قم، ۱۳۷۹)، ص ۴۴

(۳) الراغب الاصفہانی، **معجم مفردات الالفاظ القرآن**، تحقیق + یم مرعشی، المکتبۃ المرتضویۃ الاخبار الا* ر الجعفریۃ ،۱۳۹۲ ہ.ق.۔۱۹۷۲م۔

(۴) ابی الحسین احمد بن فارس بن زکر*ی رازی، **معجم مقا K اللغۃ**، (قم، اO رات دار احیاء الکتب العربیۃ، ۱۳۶۲)، مادہ 'قری'۔

عباس کی مشہور و معروف حد$ کے مطابق M , ولی کی حساب سے تیسرا سورہ ہے۔

¡ ni†i¶ã¤ ¨ï§]Ç¿ õ ø (مزمل:۴)

اور قرآن کو اچھی آواز سے ٹھر ٹھر کر پڑھو۔

مفسرین اور قرآن پر تحقیق کرنے والوں نے قرآن کے مختلف* م گنوائے ہیں، جو* یہ دہ ,, قرآن کے اوصاف مانے جاتے ہیں۔لیکن ان میں* پنچ عنوان، قرآن کے* م کے صورت میں بیان ہوئے ہیں، جن میں سے چار کا ذکر قرآن میں بھی ہوا ہے:

۱۔قرآن:

ni rú¢ á †Î¦ã©³ ø (بروج:۲۱) یہ* م قرآن میں ۵۵ مرتبہ اسی صورت میں اور ۹ مرتبہ ''قرآنا'' کی صورت میں* یہ ہے۔

۲۔ Vh^jÒ

Ô ñ¶ú¢ã¢ h^jÒ (ص:۲۹) یہ* م قر$ سو جگھوں پر استعمال ہوا ہے۔

۳۔ذکر:

Õ ,ö¨ú¢³Ò ƒ,,ø ã ø (c) (یٰ:۵۰، حجر:۹) یہ لفظ ۲۰ جگھوں پر قرآن کے لئے استعمال ہوا ہے۔

۴۔فرقان:

å ,ô¤ ã¢ ¨ú¢ ã] Ù¶ ¢ p ,,¢ Õ ,ö ø (فرقان:۱)

قرآن کا* پنچواں* م ''مصحف'' ہے، جس کا ذکر قرآن میں نہیں ہوا ہے بلکہ پیغمبرؐ کی رحلت کے بعد قرآن کے ا یہ جلد میں جمع ہونے کی وجہ سے رائج ہوا۔(۱)

(۱) حسین جوان آراستہ، ایضاً، ص ۳۷ و ۴۲۔

قرآنی قوا 2 کی ہمہ گیری(۱)

قرآن سارے K نوں، تمام ادوار اور ہر جگہ کے لئے ہمیشہ رہنے والی، جامع، مکمل اور آفاقی کتاب ہے۔قرآن ا یہ عالمی کتاب ہے، کیوè قوموں میں ا یہ خاص قوم، جیسے قوم عرب * یہ مختلف Á وہوں میں ا یہ خاص Á وہ جیسے مسلمانوں کے لئے نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآنی* یت میں اسلام سے خارج قومیں جیسے مشرکین، کفار، یہود، « رٰی اور مجوسیوں سے الگ الگ* بت کی ہے اور ان کو اسلام کی دعوت دیتے ہے۔مثلاً فر* ہے:

ö³Ò³]] ç³¶ã á ¡ ø³]] ç³Ú ³¶ ã ç³Ò³ ¶ ã õ ø

(توبہ:۱۱) ÜÚ ö]ã ø

اگر(اب بھی شرک سے)توبہ کریں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکات دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔

* یہ دوسری جگہ ارشاد ہو* ہے:

Ÿ ¶Ú ã ¢ ã ô Ò ö ¦ ç ¶ ã] ø ö

^ ø — ã ö ã ¢ ¢ ö ¨] Ÿ ö ø

(آل عمران:۶۴) ²] á ö Ú ô

تم ان سے کهه دو که اے اهل کتاب تم ایسی (ٹھکانے کی)بات پر تو آؤ جو همارے اور تمهارے در میان یکساں هے که خدا کے سوا کسی کی عبادت نه کریں ،اور کسی چیز کو اس کا شریك نه بنائیں اور خدا کے سوا هم میں سے کوئی کسی کو اپنا پروردگار نه بنائے۔

(۱) سید محمد حسین طباطبائی، قرآن در اسلام، ج نہم، (قم: O رات اسلامی، ۱۳۷۸)، حصص ۲۰۔۴۰۔

ہاں،اسلام نے، f ع ہوتے ہی ،زمان اور مکان و ± کی تمام بندشوں کو ختم کر دیۓ۔اسلام کی دعوت دینے والی آیتیں بھی عام ہیں،صرف پیغمبرؐ کے زمانے اور سعودیہ عربیہ کے جغرافیائی حدوداور عربوں اور مسلمانوں سے مختص نہیں ہیں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشادفرما* ہے:

ôãaĕaôçáĕa,]] ïÏŏ†öō'ãýôŏ,õô ĕŏaŋaĕ ĕlĕa (انعام:۱۹)

اور میرے پاس یہ قرآن وحی کے طو ر پر اس لئے نازل کیا گیا تا کہ میں تمھیں اور جسے (اس کی) خبر پہنچنے اسکے ذریعے سے ڈراؤں۔

اوروہ آیتیں جہاں قرآن کا خطاب سارے لوگوں(*ٰ س) سے ہے:

ا ōÕøäÒ`^]ŏĕǽ ĕĩŏ ĕÕæãŏĕ,ŏĕŏ ŏáà (حج:۴۹)

تم کہہ دو کہ لوگو! میں تو صرف تم کو کھلم کھلا (عذاب سے) ڈرانے والا ہوں۔

۲ ōÕøäÒ`^]ŏĕǽ (ŏĕŏ%ŏĕ]ŏĕǽŏÑôĕäÄ^ (اعراف:۱۵۸)

تم(ان لوگوں سے) کہہ دو کہ میں تم سب لوگوں کے پاس اس خدا کا بھیجا ہوا (پیغمبر)ہوں۔

۳ ãŏäĕõŏ ōãõ ĕŏ ĕŏŏ ŏ+ĕŏŏ+,ŏŏĕŏÁŏĕ
]ŏĕŏĕŏŏŏá (سبا:۲۸)

ہم نے تو تم کو تمام(دنیا کے) لوگوں کے لئے خوشخبری دینے والا ڈرانے والا (پیغمبر)بناکر بھیجا مگر بھتیرے لوگ (اتنا بھی) نہیں جانتے ہیں۔

Pŏĕŏŏĕô]ŏ,ŏŏaŏĕŏãŏĕŏĕŏŏ`Ü (نحل:۴۴)

اور تمہارے پاس قرآن نازل کیا ھے تا کہ جو احکام لوگوں کے لئے نازل کئے گئے ھیں تم ان سے صاف صاف بیان کردو۔

بعض آیتیں، عام الفاظ کواستعمال کرکے،تمام لوگوں پ دلا ئ کرتی ہیں:

ا ŏãŏĕõŏ ōãõ ĕŏ ĕŏŏŏàŏĕŏà C (انبیاء:۱۰۷)

ھم نے تو تم کو سارے دنیا جھاں کے لوگوں کے حق میں از سر تا پا رحمت بنا کر بھیجا ھے۔

۲ ŏĕŏ ,ĕŏŏ ŏãŏĕŏŏôŏĕŏà (قلم:۵۲)

۳ ô ŏĕŏŏ ŏĕŏŏŏŏŏŏà (ص:۸۷)

یہ (قرآن)تو بس سارے جھاں کے لئے نصیحت ھے۔

۴ ôŏĕŏŏ,ŏp]ŏĕŏ'ŏ(ŏ,+ŏŏŏô (مدثر:۳۵،۳۶)

وہ(جھنم)بھی ایك بھت بڑی (آفت) ھے (اور)لوگوں کو ڈرانے والی ھے۔

قرآن کریم، K M کے مکمل مقصداور تمام ابعاد+ گی (اعتقادات،اخلاق،سماجی، سیاسی،تہذR،علمی،اقتصادی دفاعی وغیرہ) کی کلیات پ مشتمل کتاب ہے:

ا ô ŏĕŏ,]] ïÏŏ†ŏĕŏ, ôŏjŏŏĕŏŏÝ (اسراء:۹)

اس میں شك نھیں کہ یہ قرآن اس راہ کی ھدایت

کرتا ھے جو سب سے زیادہ سیدھی ھے۔

ôm,ô ,oí]vä ©¤Ø ... (احقاف:۳۰)

سچے(دین)اور سیدھی راہ کی ھدایت کرتی ھے۔

...]Ô ... ôo (نحل:۸۹)

اور ھم نے تم پر کتاب(قرآن)نازل کی جس میں ہر

چیز کا (شافی)بیان ھے۔

اسی طرح قرآن مجید دوسری آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتے ہوئے ،C ئے ماسبق کی شریعتوں کی حقیقت پر مشتمل ہے:

àú ...]Ô ...

... (مائدہ:۴۸)

(اے رسول)ھم نے تم پر بھی بر حق کتاب نازل کی

کہ جو کتاب (اس کے پھلے سے) اس کے وقت میں موجود

ھے،اس کی تصدیق کرتی ھے اور اس کی نگھبان(بھی) ھے۔

...]àú ...

DMOVþ...ç EoŠ ... Ô

اس نے تمھارے لئے دین کا وھی رستہ مقرر کیا ھے

جس (پر چلنے) کا نوح کو حکم دیا تھا اور (اے رسول)اسی

کی ھم نے تمھارے پاس وحی بھیجی ھے اور اسی کا ابراھیم

اور موسیٰ اور عیسیٰ کو بھی حکم دیا تھا۔

o ...]vä ... ,Ô ...

... (فتح:۲۸)

وہ وھی تو ھے جس نے اپنے رسول کو ھدایت اور سچا

دین دے کر بھیجا تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب رکھے۔

قرآن ہمیشہ* قی رہنے والی کتاب ہے، کیوè اس کے قاعدے اور قانون ہر *ق یفتہ اور نئے زمانے کے لئے بھی ہیں۔اور زمانی، مکانی، سیاسی اور سماجی شرائط کو مدÃ ر p ہوئے، ہر شعبے سے متعلق کوئی نہ کوئی *ت، قرآنی آ $ میں مل سکتی ہے اور اس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے، لہٰذا یہ ا- بے مصرف کتاب نہیں ہوگی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فر* ہے:

... (طارق:۱۴) اور لغو نہیں ھے۔

اسلام کے اخلاقی اور اعتقادی اصول نیز اس کے عملی قوا 2 ، خالص µ اور واقعیات کا نتیجہ ہے *$ شدہ µ اور واقعیات کو* طل نہیں کیا جا سکتا ہے اور یہ /ٔ رتے ہوئے زمانے کے ساتھ منسوخ بھی نہیں ہوتے ہیں ... (اسراء:۱۰۵) یعنی اپنے حادث ہونے اور بقا کے لئے حق سے * انہیں ہوا، کیوè حق کے بعد گمراہی وضلا - کے سوا کچھ نہیں ہے۔

... (یونس:۳۲)

پھر حق کے بعد گمراھی کے سوا اور کیا ھے۔

قرآن * قابل تحریف اور * قابل ‡ ہے۔

àú ...]

... (فصلت:۴۲)

اور یہ قرآن تو یقینی ایك عالی رتبہ کتاب ھے کہ

جھوٹ نہ تو اس کے آگے پھٹك سکتا ھے نہ اس کے پیچھے۔

قرآن کے سلسلے میں ہماری بصیرت جتنی وسیع وعمیق ہوتی جاتی ہے اور جتنا* دہ تحقیق و مطالعہ کیا جا* ہے، اتنے ہی ،قرآنی *یت سے نئے نئے راز او* تیں حاصل ہوتی جاتی ہیں، اور اس معجزۂ الٰہی کی* اوت *زگی بڑھتی جاتی ہے۔ پیغمبرؐ کے قول کے مطابق: ''قرآن کا ظاہر خوبصورت اور اس کا* طن عمیق ہے۔ اس کی ای حد ہے اور اس حد کے بعد دوسری حد ہے۔ اس کے اعجاز ختم نہیں ہوتے ہیں اور اس کی* زگی پرانی نہیں ہوتی ہے۔''

امام جعفر صادقؑ اس* زگی کی وجہ یوں بیان فرماتے ہیں: ''ایسا اس وجہ سے ہے کہ قرآن ای خاص زمانہ، خاص دور اور خاص لوگوں کے لئے* زل نہیں ہوا ہے۔ قرآن ہر زمانے اور تمام لوگوں کے لئے ہے۔ اس لئے ہر زمانے اور تمام لوگوں کے لئے اس میں* زگی مل سکتی ہے۔''(۱)

جہان آفرینش (عالم مخلوقات) میں K ن کی منز

معاشرے کے C دی عنصر کو، K نوں کا ای / وہ شکل دیتا ہے، وہ K ن جس کو اللہ تعالیٰ نے د V موجودات پر مسلط کیا:

Š ‚ّ%] oîĉÚa‌o lĉ¤Š] oîĉÚa ‌ % ø] áØ (لقمان:۲۰)

جو کچھ آسمانوں میں ھے اور جو کچھ زمین میں ھے (غرض سب کچھ) خدا ھی نے یقینی تمھارا تابع کردیا ھے۔

(۱) مجموعہ مقالات محمدؐ خاتم پیامبران، (مرتضیٰ مطہری، مقالہ ختم t ت)، (تہران: O رات حسینیہ ارشاد، ۱۳۴۷، ص ۵۷۲-۵۷۴

: ا* عالم K ن کو بہترین اور اشرف المخلوقات قرار دیتا ہے:

Üa‌o lĉ‌a ‌o ‌ ‌] ‌ oîĉÚa‌ ‌ ‌o ‌ ‌ Ø ‌ ‌ ‌

Ť ‌ -ĉ ‌ ‌ ‌ àÛ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌] àÚô

(اسراء:۷۰)

اور ھم نے یقیناً اولاد آدم کو عزت دی اور خشکی اور تری میں ان کو (جانوروں کشتیوں کے ذریعے) لئے پھرے اور انھیں اچھی اچھی چیزیں کھانے کو دیں اور اپنے بھتیرے مخلوقات پر ان کو اچھی خاصی فضیلت دی۔

اللہ تعالیٰ نے K ن کو بہترین صورت اور خوبصورت تر کیب سے خلق کیا اور اس میں اپنی روح پھو é اور اس کو ذاتی شرافت » فرمائی:

àŋôâ‌Ú‌ĉ ‌Š ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌]

‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ E àŋ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ SE

ãôa ‌ ‌ ‌ ĉÚ‌ĉôâ (سجدہ:۷،۸،۹)

وہ قادر جس نے جو چیز بنائی خوب (درست) بنائی اور انسان کی ابتدائی خلقت مٹی سے کی پھر اس کی نسل (انسانی جسم کے) خلاصہ یعنی (نطفہ کے سے) ذلیل پانی سے بنائی پھر اس (کے پتلے) کو درست کیا اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی۔

اس کو خلیفۂ الٰہی اور زمین پر اپنے جانشین کا مقام » فر* ی:

è ‌ ‌ ‌ ‌ Š ‌ ‌ ‌ %] oîĉ ‌ ‌ ‌ ô (بقرہ:۳۰)

میں اپنا ایك نائب زمین میں بنانے والا ھوں۔

اس کو بلند علمی مقام (علم اسماء) » کیا:

ÕóÇæóÚóáøóãó ÂÏóãó ÇáúÃóÓúãóÇÁó ßõáøóåóÇ Ëõãøó ÚóÑóÖóåõãú Úóáóì ÇáúãóáÇóÆößóÉö (بقرہ:۳۱)

آدم کو سب چیزوں کے نام سکھادئے پھر فرشتوں کے سامنے پیش کیا۔

فرشتوں کو آدم پ سجدہ کرنے کا حکم ۃ ی:

ÇóÅöÐú ÞõáúäóÇ áöáúãóáÇóÆößóÉö ÇÓúÌõÏõæÇ áöÂÏóãó ÝóÓóÌóÏõæÇ ÅöáÇøó ÅöÈúáöíÓó Ÿ

ÃóÈóì DOPVåtÏëE

جب ھم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب کے سب جھك گئے مگر شیطان نے انکار کیا۔

K ن کو عقل و اختیار » کیا، . # کہ د V جا+ اراس سے عاری ہیں۔ عقل K نوں کی صلاحیتوں کے پھلنے پھولنے اور K نی ۔* نی علوم و معارف کے پھیلنے کا (ہوتی ہے۔ اور ارادہ و اختیار، رشد و کمال کے لامحدود راستوں کو اس کے لئے ہموار کر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فر تا ہے:

ÝóÃóáúåóãóåóÇ ÝõÌõæÑóåóÇ æóÊóÞúæóÇåóÇ ^ (شمس:۸)

پھر اس کی بدکاری اور پرہیزگاری کو اسے سمجھایا۔

اس کو + گی کے راستے کو منتخب کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا ہے اور فرما تا ہے:

æóÞõáö ÇáúÍóÞøõ ãöäú ÑóÈøößõãú Ýóãóäú ÔóÇÁó ÝóáúíõÄúãöäú æóãóäú

ÔóÇÁó ÝóáúíóßúÝõÑú (کہف:۲۹)

اور (اے رسول) تم کہہ دو کہ سچی بات (کلمہ توحید) تمھارے پروردگار کی طرف سے (نازل ھوچکی ھے) بس جو چاھے مانے اور جو چاھے نہ مانے ۔

یہ K ن ہی ہے جو اپنے کو قرب الٰہی اور اوج کمال * یا اسفل السافلین ُ . سے ادنیٰ درجے -- پہنچا سکتا ہے۔ یہ K ن ہے جس کو اپنے * رے میں فیصلہ کر ہے اور اپنے آ ی ا م کو خود ہی معین کر ہے اور اپنے اعمال کی ذمہ داری بھی خود قبول کر ہے۔ یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ، K ن کے تمام جوا $ کو ہر طرح کے + ھے تعصب سے دور ، تقویٰ کے خوبصورت ازو سے جانچتا ہے اور اہمیت دیتا ہے۔

اسلام

کتاب ''مفردات راغب''میں مادہ ''سَلَمَ'' کے عنوان میں یوں لکھا ہے:

Ý Ö¡ ‰Ÿ] ææÔŠÔ ƒÖ] æ éÔ âæ ‚¿Ö] lÔÊŸ] àæÚÔp ^³ÃæjÖ](èÚ ¡ ³ŠÖ] æ ÜÔx³ŠÖ]ZZ

!XXÜ×ŠÖ] oÊ ÔÙç ì ‚ Ö]

یعنی بے شک، سلامتی ،ظاھری و باطنی آفات سے دور رھنا ھے ،اور اسلام یعنی سلامتی و تندرستی میں داخل ھونا۔''

ÜæŠ×ÚæÊ èÚ ¡ ŠÖ]Ê èÔ ^ÃæjÖæ èÔv ' Ö] àæÚÔæÊ Ü¿ÃÚ(ÜnÛÖ] æ Ý ¡ ³Ö] æ à³nŠÖ]''

(۱)''!pƒŸ] ææÔæÃjÖ]àæÚÔ ŠÚŸ]

اس کا واحدمعنی والا مادہ ھے،اور اس کے اکثر ابواب ،سلامتی و تندرستی کے لئے استعمال ھوتے ھیں۔سلامتی یعنی انسان،آفت ،رنج و آزار سے سلامت ھو۔

لفظ اسلام کے مشتقات

Ü³×Š‚p: تسلیم ہوا، دن کو جھکا دیا ، مسلمان ہوا، وا اقرار کر دیا، ب افعال کا ماضی)۔قرآن میں تکرار۲۲ /مرتبہ

Ü×Šo: سلام کیا، حوالے کیا، سلامتی میں دیا، ب تفعیل کا ماضی)۔قرآن میں تکرار۶ /مرتبہ

---

(۱)ابی الحسین، احمد بن فارس بن زکریا رازی، معجم مقا K اللغۃ، تحقیق: عبد السلام محمد ہارون ، (قم: دفتر تبلیغات اسلامی، ۱۴۰۴ق.)، مادہ ''سَلَمَ''.

Ü×%ô: صلح، آرامش (ثلاثی مجرد کا مصدر)۔قرآن میں تکرار ۱/مرتبہ

Ü×%ø: اطا (کر ، تسلیم (ثلاثی مجرد کا مصدر)۔قرآن میں تکرار۵ /مرتبہ

Ý ¡ %ø: تحیت کے ساتھ صلح، درود، شا شی ب تفعیل کا مصدر)۔قرآن میں تکرار۲ /مرتبہ

ÜÖ%ø: تندر ، (ثلاثی مجرد کا اسم فاعل)۔قرآن میں تکرار ۱/مرتبہ

Ü³nx³³%ø: اخلاقی اور اعتقادی بیماریوں سے پ ک (وزن فعل، صفت مشبہ)۔قرآن میں تکرار۲ /مرتبہ

Ü³x³ŠÚö: مسلمان، اسلام کا ماننے والا۔ ب افعال سے اسم فاعل)۔قرآن میں تکرار ۴۳/مرتبہ

ÜŠÚö: ہر عیب و ن سے سلامت ب تفعیل سے اسم مفعول)۔قرآن میں تکرار۳ /مرتبہ

Ü³³x³³³ŠjŠÚö: تسلیم ہوا، سلامتی کا طا ب استفعال سے اسم فاعل) قرآن میں تکرار ۱/مرتبہ

Ü%ö: سیڑھی (اسم جنس) قرآن میں تکرار۲ /مرتبہ

á^Ûn×‰ : اکے پیغمبروں میں سے ای پیغمبر م۔حضرت داود کے فرز (سلمان کا اسم مصغر) قرآن میں تکرار ۱۷/مرتبہ۔

لفظ اسلام کے معانی

ب افعال (اسلام) سے مادہ ''سَلَمَ'' کے لئے کچھ معانی بیان ہوئے ہیں:

۱۔ Ñ عمل اور عبادت کو ا کے لئے خالص کر (۱)

---

(۱) طبرسی، ابو علی الفضل بن حسن ، مجمع البیان، م افزا جمہ و تفسیر قرآنیجا۔۱۴۰۱ نشر حد اہل M علیہم السلام./ مجمع البحرین، ج۶، ص۸۶ /تفلیسی، حبیش ، وجوہ قرآن، تصحیح مہدی محقق، ص۲۰.

۲۔دلی یقین کے بغیر اقرار و تصدیق۔(۱)

۳۔ B میں ہتھیار ڈالنے والا، حاکم کے اقتدار کے سامنے فرماںپ دار (سر جھکانے والا)۔(۲)

۴۔فرماںپ داری، بندگی کا اقرار۔(۳)

لہٰذا اسلام وہ دین ہے جو اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکانے اور اس کی فرمانبرداری کو، سعادت کی انتہا، اصلی مقصد اور سے اعلیٰ K نی کمال جا{ ہے۔ یہ ہر موحد کا دین ہے اور قرآن کریم نے بھی ہمیں خبر دی ہے کہ تمام C ئے ماسبق کا دین یہی تھا۔ لیکن یہود، ± کو K نی کمال جا... ہیں اور m ہیں کہ شرافت میں، اللہ کے د ۔ ، کوئی بھی فر+ ان یعقوب۔ نہیں پہنچ سکتا ہے، چاہے مطیع ہو* یا عاصی۔ عیسائی کہتے ہیں کہ کوئی : اکے فر+ کی اطا (کے بغیر سعادت مند نہیں ہوسکتا، حتیٰ کہ خود C ے۔ : ا K ن کی صورت میں ظاہر ہوا اور مار H* کہ ۔ H کے ہوں کو ختم کر دے۔

اسلام کی ا- ظاہری اور قانونی صورت ہے: جس نے بھی کلمۂ شہادتین *ز ن پ جاری کرلیا وہ مسلمانوں کے مسلک میں داخل ہوجا* ہے اور اسلامی احکام اس پ* فذ ہوجاتے ہیں۔ لیکن ایمان، حقیقی او*ز طنی امر ہے اور اس کی منزل K ن کا دل ہے، نہ کہ اس کی *ز ن اور اس کا ظاہر۔ پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں:

!XXg×Ï0] oÊ á^ÛmŸ] æ èn¡ Â ÝÏ%Ÿ]’’

اسلام ا- کھلا ہوا امر ہے، لیکن ایمان دل میں ہو* ہے۔

(۱) طبرسی، ابوعلی الفضل بن حسن، **ایضاً**۔/ مصطفوی، حسن، ا H **فی کلمات القرآن**، ج۵، ص۲۰.

(۲) طبرسی، ابوعلی الفضل بن حسن، **ایضاً**۔/ طباطبائی، محمد حسین، **المیزان فی تفسیر القرآن**، ج ۱۵، (بیروت: مؤسسۃ الاعلمی، ۱۳۹۴ق۔۱۹۷۴م.)، ص۳۹۳.

(۳) طبرسی، ابوعلی الفضل بن حسن، **ایضاً**، ج۸، ص۷۰۷.

لہٰذا یہاں پ ''تسلیم'' کا مسئلہ پیدا ہو* ہے۔ تسلیم کی منزل ا- ایسی منزل ہے جو توکل و رضا کی منزل سے بلند ہے۔ ''تسلیم'' یعنی K ن : اکے مقابلے میں کسی چیز کا مالک نہ ہو اور اپنی + گی کو مکمل طور پ : اکے سپرد کردے۔ اَ ''رضا'' کی حا ۔ میں کہتا تھا 'پسند کر* ہوں اس کو جو محبوب پسند کر* ہے'، تو ''تسلیم'' کی حا ۔ کہے حکم وہی ہے جو تو کہے، لطف وہی جو تو کرے۔

''تسلیم'' کو تین مرحلوں میں تقسیم کیا H ہے: تسلیم جسم، تسلیم عقل اور تسلیم قلب ± ن کا تسلیم ہو* ظاہری ہے لیکن عقل و فکر، دلیل و منطق کی رو سے تسلیم ہوتی ہے، اور قلب کی تسلیم، دل سے اعتقاد اور فرد کا مطیع و فرماںپ دار ہو* ہے، جو کہ ایمان و عمل کے ساتھ ہو* ہے۔ لہٰذا بیان کئے گئے معنی کے مد Ã ، اسلام کو امن و سلامتی کا دین کہا جا سکتا ہے۔

è‡^Òö]Ü×Š¡] oÊ]çÏ×}^]]çßÚe] àè'] ^ã`m^è (بقرہ:۲۰۸)

اے ایمان والو! تم سب کے سب اکبار اسلام میں (پوری طرح) داخل ہو جاؤ۔

اس آ $ میں اللہ تعالیٰ تمام مومنین کو امن و سلامتی کی دعوت دیتا ہے۔ امن و سلامتی صرف ایمان کے پ تو میں ممکن ہے۔ صرف ایمان کی معنوی طاقت کے استعمال کے ذریعے تمام نوع K ں ختلافات کے* وجود، بھائی بھائی کی طرح ا- دوسرے کے قری$ آ کر عالمی حکومت کی تشکیل کر h ہیں اور امن و دوستی ہر طرف سایہ فگن ہوسکتی ہے۔ لفظ اسلام قرآن میں ۸ مرتبہ اور اس کے مادے سے ۱۴۰ مرتبہ استعمال ہوا ہے اور اس کے مشتقات ۱۴۱ مرتبہ قرآن میں آئے ہیں۔

اسلام کے سلسلے میں آیتیں

[illegible] (آل عمران:۶۷)

ابراھیم نه تو یهودی تھے نه نصرانی بلکه نرے کھرے حق پرست تھے (اور) فرمانبردار(بنے) اور مشرکوں سے بھی نه تھے۔

۲ [illegible]۔(آل عمران:۶۸)

ابراھیم سے زیادہ خصوصیت تو اِن لوگوں کو تھی جو ان کی پیروی کرتے تھے اور اس پیغمبر اور ایمانداروں کو (بھی)ھے اور مومنوں کا خدا مالك ھے۔

۳ [illegible]۔(بقرہ:۱۲۷)

اور جب ابراھیم و اسماعیل خانۂ کعبه کی بنیادیں بلند کر رھے تھے (اور دعا مانگتے جاتے تھے) اے ھمارے پروردگار ھماری (یه خدمت)قبول کر،بے شك تو ھی(دعا کا) سننے والا (اور نیت کو)جاننے والا ھے۔

۴ [illegible]

[illegible]۔(بقرہ:۱۲۸)

اے ھمارے پالنے والے تو ھمیں اپنا فرمانبردار بندہ بنا اور ھماری اولاد سے ایک گروہ (پیدا کر) جو تیرا فرمانبردار ھواور ھم کو ھمارے حج کی جگھیں دکھا دے،اور ھماری توبه قبول کر۔بے شك تو ھی بڑا توبه قبول کرنے والا مهربان ھے۔

۵ [illegible](بقرہ:۱۳۵)

(یهودی عیسائی مسلمانوں سے) کهتے ھیں که یهودی یا نصرانی ھوجاؤ تو راہ راست پر آجاوگے (اے رسول ان سے) کهه دو که ھم ابراھیم کے طریقه پر ھیں جو باطل سے کتراکر چلتے تھے اور مشرکین سے نه تھے۔

[illegible](بقرہ:۱۴۰)

کیا تم کهتے ھو که ابراھیم و اسماعیل و اسحاق و اولاد یعقوب یه سب کے سب یهودی یا نصرانی تھے(اے

رسول ان سے) پوچھو تو کہ تم زیادہ واقف ہو یا خدا۔اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ھوگا جس کے پاس خدا کی طرف سے گواھی (موجود) ھو (کہ وہ یھودی نہ تھے)اور پھر وہ چھپائے،اور جو کچھ تم کرتے ھو خدا اس سے بے خبر نھیں۔

[illegible] (بقرہ:۱۴۱)

یہ وہ لوگ تھے جو سدھار چکے ھیں ۔جو کچھ وہ کماگئے ان کے لئے تھا اور جو کچھ تم کماوگے تمھارے لئے ھوگا۔اور جو کچھ وہ کر گزرے اس کی پوچھ گچھ تم سے نہ ھوگی۔

۸ [illegible] (نساء:۱۲۵)

اور اس شخص سے دین میں بھتر کون ھوگا جس نے خدا کے سامنے اپنا سر تسلیم جھکادیا اور وہ نیکوکار بھی ھے اور ابراھیم کے طریقہ پر چلتا ھے جو باطل سے کترا کے چلتے تھے،اور خدا نے ابراھیم کو تو خالص دوست بنالیا۔

۹ [illegible]

[illegible] (آل عمران:۱۹)

دین تو خدا کے نزدیک یقیناً اسلام ھے اور اھل کتاب نے جو (اس دین حق سے) اختلاف کیا تو محض آپس کی شرارت اور (اصلی امر) معلوم ھوجانے کے بعد (ھی کیا ھے) اور جس شخص نے خدا کی نشانیوں سے انکار کیا تو (وہ سمجھ لے کہ خدا اس سے) بھت جلد حساب لینے والا ھے۔

۱۰ [illegible] (آل عمران:۸۵)

اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کی خواھش کرے تو اس کا وہ دین ھرگز قبول ھی نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں سخت گھاٹے میں رھے گا۔

۱۱ [illegible] (روم:۳۰)

تو(اے رسول) تم باطل سے کترا کے اپنا رخ دین کی طرف کئے رھو۔یھی خدا کی بناوٹ ھے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ھے خدا کی (درست کی ھوئی) بناوٹ میں(تغیر) تبدل نھیں ھوسکتا ۔یھی مضبوط اور (بالکل

سیدھا) دین ھے ۔مگر بھت سے لوگ نھیں جانتے۔

۱۲ [illegible] (آل عمران:۸۴)

(اے رسول ان لوگوں سے) کھہ دو ھم تو خدا پر ایمان اور جو (کتاب) ھم پر نازل ھوئی اور جو (صحیفے) ابراھیم اور اسماعیل اور اسحاق یعقوب اور اولاد یعقوب پر نازل ھوئے اور موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے پیغمبروں کو (جو کتاب) ان کے پروردگار کی طرف سے عنایت ھوئیں (سب پرایمان لائے) ھم تو ان میں سے کسی ایک میں بھی فرق نھیں کرتے اور ھم تو اسی(یکتا خدا) کے فرمانبردار ھیں ۔

۱۳ [illegible] (شوریٰ:۱۳)

اس نے تمھارے لئے دین کا وھی رستہ مقرر کیا جس (پر چلنے) کا نوح کو حکم دیا تھا اور (اے رسول) اسی کی ھم نے تمھارے پاس وحی بھیجی ھے اور اسی کا ابراھیم اور

موسیٰ اور عیسیٰ کو بھی حکم دیا تھا۔(وہ)یہ ھے کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا ۔جس دین کی طرف تم مشرکین کو بلاتے ھو وہ ان پر بھت شاق گذرتا ھے ۔خدا جس کو چاھتا ھے اپنی بارگاہ کا برگزیدہ کرلیتا ھے اور جو اس کی طرف رجوع کرے اپنی طرف(پھنچنے) کا رستہ دکھادیتا ھے۔

۱۴ [illegible] (ھود:۱۱۶)

پھر جو لوگ تم سے پھلے گذرچکے ھیں ان میں کچھ لوگ ایسے عقل والے کیوں نہ ھوئے جو (لوگوں کو) روئے زمین پر فساد پھیلانے سے روکا کرتے (ایسے لوگ تھے تو) مگر بھت تھوڑے سے اور یہ انھیں لوگوں سے تھے جن کو ھم نے(عذاب) سے بچالیا اور جن لوگوں نے نافرمانی کی تھی وہ اِن ھی(لذتوں) کے پیچھے پڑے رھے جو انھیں دی گئی تھیں اور یہ لوگ مجرم تھے۔

۱۵ [illegible] ((ھود:۱۱۷)

اور تمھارا پروردگارایسا(بے انصاف) کبھی نہ تھا

کہ بستیوں کو زبردستی اجاڑ دیتا اور وہاں کے لوگ نیک چلن ہوں۔

۱۶۔ [illegible] (آل عمران:۱۱۸)

اے ایمانداروں اپنے(مومنین کے) سوا غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ (کیونکہ) یہ غیر لوگ تمہاری بربادی میں کچھ کسر اٹھا نہیں رکھیں گے (بلکہ) جتنا تم زیادہ تکلیف میں پڑو گے اتنا ہی یہ لوگ خوش ہونگے ۔دشمنی تو ان کے منہ سے ٹپکتی پڑتی ہے اورجو(بغض و حسد) ان کے دلوں میں بھرا ہے وہ کہیں اس سے بڑھ کر ہے ہم نے تم سے اپنے احکام صاف صاف بیان کردیے ہیں اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔

۱۷۔ [illegible] (مائدہ:۳)

آج میں نے تمہارے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی۔اور تمہارے (اس)دین اسلام کو

پسند کیا۔پس جو شخص بھوک میں مجبور ہوجائے (اور) گناہ کی طرف مائل بھی نہ ہو (اور کوئی چیز کھالے)تو خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

۱۸۔ [illegible] (انبیاء:۹۲)

بے شک یہ تمہارا دین(اسلام) ایک ہی دین ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں تو میری ہی عبادت کرو ۔

۱۹۔ [illegible] (انبیاء:۹۳)

اور لوگوں نے باہم(اختلاف کرکے)اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا(حالانکہ) وہ سب کے سب پھر کے ہمارے پاس آنے والے ہیں۔

۲۰۔ [illegible] (حج:۷۸)

اور جو حق جہاد کرنے کا ہے خدا کی راہ میں جہاد کرو۔اسی نے تم کو برگزیدہ کیا اور امور دین میں تم پر کسی طرح کی سختی نہیں کی ،تمہارے باپ ابراہیم کے

مذهب کو(تمهارا مذهب بنادیا هے) اسی(خدا)نے تمهارا پهلے هی سے مسلمان(فرمانبردار بندے) نام رکھا اور اس قرآن میں بهی (تو جهاد کرو)تا که رسول تمهارے مقابله میں گواه بنیں اور تم تمام لوگوں کے مقابله میں گواه بنو اور تم پابندی سے نماز پڑها کرو ،زکات دیتے رهو اور خدا کے احکام کو مضبوط پکڑو،وهی تمهارا سرپرست هے تو کیا اچها سرپرست هے اور کیا اچها مددگار هے۔

۲۱ [illegible]
(مومنون:۵۲)

یه (دین اسلام) تم سب کا مذهب ایك هی مذهب هے اور میں تم لوگوں کا پروردگار هوں تو بس مجھ هی سے ڈرتے رهو۔

۲۲ [illegible]
[illegible] (بقره:۱۱۱)

اور(یهود) کهتے هیں که یهود(کے سوا) اور (نصاریٰ کهتے هیں که) نصاریٰ کے سوا کوئی جنت میں جانے هی نه پائے گا ـیه ان کے خیالی پلاؤ هیں ـاے رسولؐ تم ان سے کهو که بهلااگر تم سچے هو که هم هی جنت میں جائیں گے تو اپنی دلیل پیش کرو۔

۲۳ [illegible]
[illegible] (بقره:۱۱۲)

هاں البته جس شخص نے خدا کے آگے اپنا سر جهکادیا اور اچهے کام بهی کرتا هے تو اس کے لئے اس کے پروردگار کے یهاں اس کا بدله(موجود هے) اور آخرت میں ایسے لوگو ں پر کسی طرح کا خوف هوگا اور نه ایسے لوگ غمگین هوں گے۔

۲۴ [illegible]
[illegible] (بقره:۲۰۸)

ایمان والو تم سب کے سب اکبار اسلام میں (پوری طرح)داخل هوجاؤ اور شیطان کے قدم به قدم نه چلو وه تمهارا یقینی ظاهر به ظاهر دشمن هے۔

۲۵ [illegible]
[illegible] (بقره:۲۲۱)

یه (مشرك مرد هو یا عورت)لوگوں کو دوزخ کی طرف بلاتے هیں اور خدا اپنی عنایت سے بهشت اور بخشش کی طرف بلاتا هے اور اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا هے تا که یه لوگ چیتیں۔

۲۶ [illegible]
[illegible]

[illegible] (زمر:۲۲)

تو کیا وہ شخص جس کے سینے کو خدا نے قبول اسلام کے لئے گشادہ کردیا ھے تو وہ اپنے پروردگار کی ھدایت کی روشنی پر چلتا ھے ،گمراھوں کے برابر ھوسکتا ھے ۔افسوس تو ان لوگوں پر ھے جن کے دل خدا کی یاد سے (غافل ھوکر) سخت ھوگئے ھیں یہ لوگوں صریحی گمراھی میں (پڑے)ھیں۔

۲۷ [illegible]
[illegible]

اور اس سے بھتر کس کی بات ھوسکتی ھے جو (لوگوں کو) خدا کی طرف بلائے اور اچھے اچھے کام کرے اور کھے کہ میں بھی یقیناً (خدا کے) فرمانبردار بندوں میں ھوں۔

۲۸ [illegible]
[illegible]

وہ وھی ھے جس نے اپنے رسول کو ھدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے اور تمام دینوں پر غالب کرے اگر چہ مشرکین برا ھی کیوں نہ مانیں۔

۲۹ [illegible]
[illegible] (بینۃ:۵)

اور انھیں تو بس یہ حکم دیا گیا تھا کہ نرا کھرا اسی کا اعتقاد رکھ کے باطل سے کترا کے خدا کی عبادت کریں اور پابندی سے نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کرتے رھیں اور یھی سچا دین ھے ۔

۳۰ [illegible]
[illegible]
[illegible] (¾: تمام سورہ)

(اے رسول) جب خدا کی مدد آپھنچے گی اور فتح(مکہ) ھوجائے گی اور تم لوگوں کو دیکھو گے کہ غول در غول خدا کے دین میں داخل ھورھے ھیں تو تم اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرنا اور اسی سے مغفرت کی دعا مانگنا وہ بے شك بڑا معاف کرنے والا ھے۔

۳۱ [illegible]
[illegible] (قصص:۵۳)

اور جب ان کے سامنے یہ پڑھا جاتا ھے تو بول اٹھتے ھیں کہ ھم تو اس پر ایمان لا چکے ھیں بے شك یہ ٹھیك ھے اور ھمارے پروردگار کی طرف سے ھے ھم تو اس کے پھلے ھی سے مانتے تھے۔

دین اسلام

دین اسلام، ایسا دین ہے جس کے ظاہری قوا 2 ،K ن کی تمام ضرورتوں اور خیر وشر کے تمام احکام پر مشتمل ہیں۔ چنانچہ اس کو لانے والی مقدس ہستی نے اپنی عمر کے آ ی حصے میں صریحاً فر*تا یا ہے:

àãåü Ö÷ø/ùúà×ö] oö] ÜÓ÷Ïíöõ ØàúÔúøE ^³ß³ö] ^³`ì] ^³ø
oö] ÜÓ÷ùûüúö] àÂåü Ö÷øúàúâöÜÓíÕø, Ýøÿ] ...^ßò]
!äôÂåüÓ÷`Þø, Ýøÿ] ...^ßò]

اے لوگوں ! کوئی شیء ایسی نہ تھی جو تم کو
خداسے نزدیك اور آگ سے دور کرتی،مگر یہ کہ میں نے اس
کاحکم دیا،اور کوئی شیء ایسی نہ تھی جو تم کو اللہ سے دور
اور آگ سے نزدیك کرتی ،مگر یہ کہ میں نے اس سے منع کیا۔

اسلام ایسا دین ہے جس کے کے احکام فطری، جس کے معارف حسی، اور حقایق قابل مشاہدہ ہیں، اس کے احکام فطرت کے مطابق، اس کے احکام، کمال آدمیت کے درجات اور اس کے { نچ ،K M کی روح ہیں۔...... ا- سماجی دین جس نے اخوت ومساوات کی اساس کو سچائی اور درستی کی محکم C یو پر رکھا ہے، جو کبھی ڈھیلی نہ ہوگی اور ساتھ ہی ساتھ لوگوں کے حقوق کو مکمل طور پر مدÂ ر r ہے اور ان کے حق میں ذرہ j. گو ہی نہیں کو ہے۔ دوسرے دین، اس دین کا مقدمہ محسوب ہوتے ہیں۔ اسلام وہ واحد دین ہے جس میں اس اہم موضوع میں، مادی اور معنوی دونوں ا پہلوؤں پر، حساب سے توجہ دی ہے، دوسری طرف ، اس دین میں ، عارف و معروف، عاشق ومعشوق، عاقل معقول وغیرہ رابطے کو بڑی خوبی سے بنا یا اور پروان چڑھا یا ہے۔

بین الاقوامی تعلقات

بین الاقوامی تعلقات کا علم :

بین الاقوامی تعلقات کا علم ، دوسرے علوم کی طرح ، مشاہدہ ، تجر*. تی جانچ ، درجہ بندی (Classification) اور تعمیم (Generalization) کے قابل ہو* ہے، نیز اس کا اپنا مخصوص Â م ہو* ہے۔

قوموں کے درمیان ظاہر ومحسوس تعلقات ، مشاہدے (Observation) کے قابل ہوتے ہیں، حالا è اس مشاہدے کی کیفیت اور درجے ، مختلف واقعات کے لئے ، الگ الگ ہوتے ہیں، لیکن بہر حال ہم ان تعلقات کے* ر کو مشاہدہ کرنے پر قادر ہیں۔ ان تعلقات کا تجزیہ وتحلیل ، مختلف طر h ں سے ممکن ہے جیسے دستاو یز وں کا مطالعہ* ریخ، خاطرات اور سیاسی۔ اقتصادی واقعات ودستاو یز ات۔ علمی Â* یت کے حصول کے لئے، واقعات کی M ت اور درجہ بندی (Classification) کو* ہوگا اور اسی طر j سے ہم، مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات کی پیشین گوئی کے لئے ، اصول اور د* یفت شدہ { ی ئج (Findings) کے تعمیم سے، ا- خاص Â م اور کچھ قوا 2 -- پہنچ h ہیں۔

بہت سے محققین ما . . . ہیں کہ 'بین الاقوامی تعلقات' کا علم، ابھی اپنے ابتدائی مرحلے میں ہے، اور ابھی --* قاعدہ علمی شکل وصورت اختیار نہیں کر سکا ہے، بلکہ فلسفہ* ریخ اور ہنر کا امتزاج ہے، اس کے علمی اصول محدود اور جانچ کے قابل نہیں ہیں اور جو کچھ اس موضوع پر لکھا H یا ہے، *ز یادہ " توصیفی صورت ر r ہے۔

شا* ید اس Â یہ کی وجہ یہ*. ت ہو کہ دوسری عالمی B. کے بعد، بین الاقوامی تعلقات کے ماہرین، مختلف علمی میدانوں سے، اس میدان میں ,, کر آئے ہیں اور یہ کوشش کی ہے کہ قوموں* ی

حکومتوں کے درمیان تعلقات کو علمی Ã* یت کے سایے میں پیش کریں، لیکن ان کو اپنے کام میں کوئی کامیابی نہیں ملی۔ حقیقت میں، وہ لوگ رونما ہو چکے واقعات سے، ظاہری { ئج -- نہیں پہنچ سکے۔ مثال کے طور پر کیا B کے رونما ہونے کا امکان تھا* یا نہیں؟ (۱)

بین الاقوامی تعلقات—— عمل میں

بہت سے مفکرین بین الاقوامی تعلقات کے علم کو عملی مرحلہ میں صفر ما . . . ہیں، یعنی مستقبل کے حالات کی پیشین گوئی نہ کی جا h کی وجہ سے، اس پر عمل نہیں کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس کے* وجود دv محققین بین الاقوامی تعلقات کے بعض مقولات اور مبا # علم کیمیا (Chemistry) اور طبیعیات (Physics) جیسے دقیق علوم کی طرح خالص علمی پہلو ر p اور سائنسی۔ *ضی طر h ں کے ذریعے، مستقبل کے واقعات نیز ان کے پھیلاؤ کی حتمی پیشین گوئی کے امکان کے قائل ہیں۔ مثال کے طور پر، بین پر اعظمی اسٹریٹجک اسلحوں (Intercontinental Strategic Weapons) کے* رودخانوں کے نقصا* ت* یا نیوکلیائی میزا L (Nuclear Warhead) کے دھاکوں کی طاقت کی حد اور شہروں نیز دشمن کے جمع ہونے کے مرا/ کو مسمار کرنے کی ان کی طاقت اور پھیلاؤ کا حتمی+ ازہ لگا* یا جاسکتا ہے اور سیاسی ۔ دفاعی فیصلوں میں ان کا استعمال کیا جاسکتا ہے، لیکن چوè فیصلوں کے صدور اور ان کے آ ذ اور قضاوت وانتخاب میں، K ن کی فطری اور طبعی محدود $ سامنے آتی ہے، لہٰذا استفادہ کی مطلوبہ حد مطلوب-- پہنچنا ا- نسبتی امر ہے، اور سیا -- کے نقطہ Ã سے اعتباری ہے۔ (۲)

بین الاقوامی تعلقات اور دv علوم

بین الاقوامی تعلقات کا علم، دوسرے علمی، فلسفی او* ر [Â م سے مانوس ہونے کے ساتھ ساتھ، عالمی تعلقات کے منظر* مے پر، سیاسی اکائیوں کے طرز عمل کی تفتیش بھی کر* ہے، اسی

(۱) علی اصغر کا%، روابط بین الملل در تئوری و در عمل، ج ۲، (تہران: O رات قومس، ۱۳۷۳)، ص ۲۳ اور ۲۴۔

(۲) ایضاً، ص ۲۴۔

لئے سیاسی علوم کے میدان میں، * دو* اپنے عام مفہوم میں پیش ہو* ہے۔

لیکن مستقل* یہ سر اقتدار کھلاڑیوں کے درمیان تعلقات صرف سیاسی تعلقات میں منحصر نہیں ہیں، کیوè عالمی منظر* مے پر، بین الاقوامی تعلقات کے جہات، حکومتوں کی طاقت اور کردار کے سلسلے میں، سامنے آتے ہیں۔

بین الاقوامی تعلقات کا علم، تقریباً تمام سماجی علوم جیسے علم نفسیات (Psychology)، عمرا*ت (Anthropolgy)، اقتصا* یت (Economics)، جغرافیہ (Geography)، قانون (Law)، سیاسیات وسفارت کاری (Politics & Diplomacy)، * ضی (Math)، طبیعیات (Physics)* رخ (History)، ہنر (Art)، ادب (Literature) وغیرہ سے استفادہ کر* ہے۔ اسی لئے مغربی سیاسی * ن میں، اس کو، بین شعبہ جاتی Interdisciplinary * کثیر شعبہ جاتی Multidisciplinary علم کہتے ہیں۔ یعنی وہ علم جو K نی علوم کے مختلف شعبوں سے استفادہ کر* ہے۔ مثال کے طور پر جغرافیہ جو حکومتوں اور K نوں کے* پر طبعی ماحول کے اثرات کا مطالعہ کرتی ہے، ارضی سیاسیات (Geopolitics) میں ا- خاص مقام ر b ہے اور بعض ماہرین کی Ã میں مختلف سیاسی اکائیوں (Units) کے درمیان تعلقات پر تحقیق میں اس کی سخت ضرورت ہے۔ علم قانون عام طور سے، اور بین الاقوامی قانون خاص طور سے، بین الاقوامی تعلقات کی چھان بین میں ا- اہم مقام ر r ہے، کیوè محدود کرنے والے معاہداتی دا ے، قومی حکومت کے اقتدار کو معین کرتے ہیں۔ (جیسے سرحدوں کا تعین) اسٹراٹجک علوم بھی جو خود سیاسی علوم کے زمرے میں شمار ہوتے ہیں، بین الاقوامی تعلقات میں اہم مقام ر p ہیں، جس میں نیوکلیائی اسلحوں کے دور میں روک تھام، عالمی اور علاقائی سطح پر طاقت کے توازن پر ٹکنالوجی کے اثرات اور اس کا استعمال، عملی تحقیق، B* زی وغیرہ کا مطالعہ کیا جا* ہے۔

بین الاقوامی تعلقات میں * دہ* فکری خاکے (Models* یا ڈھانچوں

(framework) سے سروکار رہتا ہے۔ ان نمونوں* ڈھانچوں کے اعتبار اور تعمیم (Generalization) کی صلا A علمی Ã*یت کی بہ نسبت کمزور ہوتی ہے اور صرف واقعات اور ان کے درمیان اسباب و{ ئج کے ممکنہ تعلقات کے بہتر ادراک کے لئے ہیں۔ یعنی حقیقت میں وہ شبہ Ã*یتی ہیں نہ کہ عام اور کلی اصول۔ اسی وجہ سے، بین الاقوامی تعلقات کے مطالعے میں، مختلف Ã*یت اور فکری مکا$ ہمارے سامنے آتے ہیں۔ مثلاً قدامت پسند (Traditionalist)، (Behaviourist)، حقیقت پسند (Realist)، اور مثالیت پسند (Idealist) افراد اور ہر ای- ، بین الاقوامی تعلقات کے مبا # کو، اپنے اپنے نقطہ Ã سے مطالعہ کرتے ہیں۔(۱)

بین الاقوامی تعلقات — اصطلاح میں

بین الاقوامی تعلقات کی اصطلاح اپنی تمام صورتوں اور حالات میں، عالمی منظر* سے قومی معاشرے کے افراد* کھلاڑیوں کے درمیان تعامل وتبادل سے مرتبط ہوتی ہے۔ بین الاقوامی تعلقات کے مطالعے میں، خارجہ سفارت کاری (Foreign Diplomacy*) اپنے عام مفہوم میں قوموں کے درمیان سیاسی طر i کار کا تجزیہ وتحلیل شامل ہے۔(۲)

بین الاقوامی تعلقات ، سرحد* پر کرنے والے* سرحد* پر کرنے کا رجحان (Tendency) ر p والے تعلقات اور مسئلوں کا ای- مجموعہ ہے۔ دوسرے لفظوں میں 'سرحدوں کے* پر جانے کو' بین الاقوامی تعلقات کا معیار اور مظہر ماننا چاہئے۔(۳) یہ تعلقات ، سرحدوں کے ذریعے ای- دوسرے سے ج اہونے والے تمام حکومتوں، اشخاص، خصوصی اور عمومی ا ویوں اور اداروں کے درمیان تعلقات پر مشتمل ہے۔ اس طرح ریمون آرون

(۱) ایضاً، صص ۱۲۵، ۲۶

(۲) ایضاً، ص ۴۱

(۳) ماہرین کے Ã یہ کے مطابق، بین الاقوامی تعلقات کی یہ بہترین تعریف ہے جو فرامیلیون () کے ذریعے بیان کی گئی ہے۔

(Ramon Arwin) کے Ã یہ کے مطابق، حکومتوں کی خارجہ* پالیسی (Foreign Policy)، خود ان کے داخلی عمل اور ردعمل کا نتیجہ ہونے کے علاوہ، عالمی سطح پر ای- دوسرے سے جڑے ہوئے تعلقات کا ای- جال بناتی ہے، جو کہ ای- جہتی* حکومتوں کے درمیان موجودہ حالات کے علاوہ نئے تعلقات پیدا ہونے کا* ب (ہوتی ہے۔(۱)

بین الاقوامی تعلقات کے علم کا فا+ ہ

بین الاقوامی تعلقات کے علم کے ذریعے (طاقت واقتدار کے دا ٔ ہ اور اس کے اساسی اصول کے سلسلے میں کچھ معا5تی قوا 2 (Behavioural Laws) کا علم حاصل کرنے کے بعد) رونما ہونے والے واقعات اور بین الاقوامی مسائل کے* بارے میں* زیادہ علمی طر j اور حقیقت پسندانہ+ از سے قضاوت اور ان کا* ب قاعدہ منظّم (Systematic) طر j سے تجزیہ وتحلیل کر h ہیں، اور سیا ۔ داں اس کے اور لازمی سفارتی (Diplomatic) مہارت کے ذریعے نہ صرف اپنے قومی مفادات کو حاصل کر h ہیں، بلکہ بین الاقوامی منظر* مے پر اپنے ملک کی ساکھ کو بھی بڑھا h ہیں۔ فیصلوں (Decision) اور اقدامات (Measures) میں اصلاح، ای- ملک کی ساکھ کو قلیل مدت (Short Term) میں* ب لکل چھوٹی طاقت سے چھوٹی طاقت، وسطی مدت میں متوسط طاقت اور لمبے عرصے (Long Term) میں ای- بڑی طاقت* سو* پر ور (Super Power) میں+ ب ل h ہیں۔ اس کے بر خلاف ا Ã ی وعملی سیا ۔ غلط ہوگی، تو حکومت کی قدر و منز ۔ کی تنزلی کا راستہ ہموار ہو جائے گا۔ مثال کے طور پر قاچار کے زمانے میں ای ان، آہستہ آہستہ اپنا ا Ó ذ کھو بیٹھا۔(۲)

(۱) احمد نقیب زادہ، Ã یہ ہای کلان روابط بین الملل، (تہران: ا O رات قومس، ۱۳۷۳)، ص ۲۴.

(۲) حسین سیف زادہ، اصول روابط بین الملل (الف وب)، (تہران: ا O رات دادگستر، ۱۳۷۳)، صص ۲۰-۲۱

بین الاقوامی تعلقات کے تشکیلی عناصر (۱)

اب یہ سوال پیش * ہے کہ بین الاقوامی تعلقات میں کون لوگ کردار ادا کرتے ہیں؟ بین الاقوامی تعلقات کے کار داز دو قسم کے ہوتے ہیں: اصلی و حقیقی یعنی حکومتیں، اور ذ~ و مجازی یعنی علاقائی (Regional) اور بین الاقوامی ادارے۔

حکومت (State) حقیقت میں سیاسی اداروں کی . سے اعلیٰ شکل ہے، جو قانونی ضابطوں اور خاص اصول کے ذریعے ان کے حوالہ کی گئی کسی ملک کی جا طاقت کو، ملک کے دا ے میں * فذ کرتے ہیں۔حکومت، طاقت اور اقتدار کے آ ذ کے وسائل کو اپنی اجارہ داری (Monopoly) میں رb ہے اور اس کے قوا 2 ، اس کی ماتحتی میں رہنے والے تمام افراد کے لئے لازم الا ا ہے۔حکومتیں * دو جاری اور مستمر ہوتی ہیں اور اپنی قوم کی طرف سے دوسری قوموں سے تعلقات قائم کرتی ہیں۔بین الاقوامی تعلقات میں ۔اس کے کلی مفہوم میں۔بھی * دہ , حکومتیں، جو قوموں کی ںا ئندہ ہیں، کردار ادا کرتی ہیں۔

دوسری عالمی B (Second World War) کے بعد سے، ان کھلاڑیوں کی تعداد تقریباً تیں H ہو چکی ہے۔جیسا کہ اقوام متحدہ کا منشور، اس زمانے کے بین الاقوامی Âم میں دوسری عالمی B کے فاتح، ۵۱ مستقل ملکوں کے ذریعے لکھا اور دستخط کیا H، لیکن آج یہ تعداد ۱۹۰/ -- پہنچ چکی ہے۔یہ ممالک، چھوٹے ے رکن (Member) ہیں جو اپنے جغرافیائی ـــ ارضی سیاسیات (Geopolitics) کے اعتبار سے، بین الاقوامی منظر* مے ا - کردار ادا کرتے ہیں۔لیکن اصلی کھلاڑیوں کی اس * ڑھ * وجود، بین الاقوامی Âم میں کوئی محسوس تبد~ پیدا

(۱) علی اصغر کا%، روابط بین الملل در تئوری و در عمل، ایضاً، ص ۸۵ ـ ۹۸ ـ ۱۰۴/ زنجیرۂ تنازعی در سیا - و روابط بین الملل، (تہران: O رات قومس، ۱۳۷۰ء)، ص ۱۳۲ الی ۱۴۷۔

نہیں ہوئی ہے۔جس طرح ا- زمانے میں، دو ڑی طاقتیں (Super Powers)، روس اور امر k بین الاقوامی منظر* مے دو ڑی * ور اور غاصب طاقت شمار ہوتی تھیں، اسی طرح آج بھی، حقیقت میں، بین الاقوامی تعلقات کے اصلی معمار اور منتظم وہی قابض طاقتیں ہیں، جو ہر ممکن طر i سے، چاہے بین الاقوامی اجلاس (Conference) اور تنظیمیں ہوں * دو فریق * چند فریقی اقرار * مے (Agreement) ہوں، بین الاقوامی Âم کی q کو اپنے قبضے میں رکھے ہیں۔

حکومتیں اپنے آپ میں احساس و ارادہ سے عاری ہوتی ہیں۔جو کچھ ان کی طرف منسوب کیا جا* ہے وہ ان لوگوں کی کارکردگی ہے جنہوں نے سیا - دانوں (Politician) اور فیصلہ کرنے والوں (Decision Maker) کا لباس پہن رکھا ہے۔البتہ وہ لوگ اپنے سیاسی کا* موں کے جواز کو، حکومت اور گورنمنٹ (Government) کے قانونی اقتدار کے ذریعے حاصل کرتے ہیں۔بہ ہر حال یہ ان کے رجحا* ت (Tendencies) اور معنوی و مادی محرکات (Motives) ہیں جو ان کے کردار کو بناتے ہیں، وہ کردار جو فیصلہ e (Decision making) اور* پالیسی سازی Policy making * (* ہے اور حکومت و قوم کے مستقبل * * از * ہے۔

اصلی کھلاڑیوں کے ساتھ ساتھ، کچھ اور عناصر بھی ہیں جو بین الاقوامی تعلقات میں ذ~ و مجازی کردار ادا کرتے ہیں اور قومی حکومتوں کی درخوا - ، کچھ خاص اختیارات، ادارتی صورت میں اور حقوقی ڈھانچے میں، ان کے ذمہ کئے جاتے ہیں۔جیسے بین الاقوامی ادارے اور کثیر الممالکی (Multinational) اور ملک * ر (Transnational) کمپنیاں۔یہ کمپنیاں اور ادارے اپنے آپ میں کوئی طاقت نہیں رb ہیں، بلکہ وہ کام ا م دیتی ہیں جو ان کے رکن افراد چاہتے ہیں۔یہ سامنے * ت ہے کہ حکومتوں کے درمیان موجود اختلافات، دوستی اور رقا $، ان / و پوں میں بھی ظاہر ہوتے ہیں۔جیسا کہ اقوام متحدہ میں بھی * ہے اور ہم ہمیشہ اس اہم ادارے کے

تنازعات، تعطل (DeadLock)* ل مٹول اور ا اف (Deviation) کے شاہد ہیں۔حال حاضر میں بین الاقوامی تعلقات کے ا- عنصر کی حیثیت سے، حقیقی افراد بھی، آہستہ آہستہ عالمی منظر *ے پر آ رہے ہیں۔مثال کے طور پر، شہری $ کے مسئلے پر ا- شخص آزاد ہے* کہ خاص شرائط کے تحت، کسی ملک کی شہری $ کو قبول کرے* یا کسی ملک کی شہری $ سے دn دار ہو جائے۔

بین الاقوامی تعلقات کی مختصر* ریخ

ا یران، ہندوستان، چین اور قدیم یو* ن سے ملی تحو ییں اور اس زمانے کی سلطنتوں کے درمیان روابط، اس* بت کے گواہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ ؑ پیدائش سے صدیوں سال پہلے، مفکرین اور بڑے فلسفی حضرات نے، اقوام، ملل* بدشاہوں اور حکمرانوں کے درمیان روابط کے سلسلے میں بعض Ā*یت پیش کئے تھے، جن میں کچھ Āپے آج بھی اہم اور معتبر ہیں۔

جیسے افلاطون اور ارسطو کی تحو ییں، مشہور یو* نی مورخ ''توسید+ ز'' کی *پنسیس (The Peloponnesian War) کی جنگوں کی* ریخ، چینی فلسفی کنفوشیس (Confucious) کا وصیت* مہ، لاؤتسو (Laotse) کی تعلیمات، ہندوستانی مفکر کوٹلیہ کی تحو ییں(۴۴۰ ق۔م)، کتاب 'شہر* یار' 'شہزادہ' مصنفہ اطالوی سیاستداں میکیاولی (Machiavelle) (۱۴۶۹ء)، Âم الملک کا سیا *مہ (۱۱ صدی عیسوی)، ابن خلدون کی تحو ییں اور Ā*یت (۱۳۳۲ھ.ق.۔۱۴۰۶ء) اور بہت سے دوسرے مفکرین کی تحو ییں، اس وقت بھی اہمیت کی حامل ہیں۔(۱)

حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے. سوں بعد، سنہ ۶۱۰ء میں اسلام کے f ع ہونے سے عالم

(۱) علی اصغر کا%، روابط بین الملل در تیوری وعمل، ایضاً، ص ۲۸ و ۲۹

HU +M K ۔جس زمانے میں یورپ اپنے تعصب آمیز* ریکی میں ڈو* ہوا تھا، ا کے آ ی پیغمبر حضرت محمدؐ، چالیس سال کے سن میں مبعوث ہوئے۔

[illegible]
[illegible]
[illegible] (جمعہ:۲)

وھی تو ھے جس نے جاھلوں میں ان ھی میں کا ایك رسول (محمد) بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاك کرتے اور ان کو کتاب و عقل کی باتیں سکھاتے ھیں،اگرچہ اس کے پہلے تو یہ لوگ صریحی گمراھی میں تھے۔

حضرت محمدؐ ایسے دور اور ایسی جگہ پیغمبر بنا کر بھیجے گئے جو K نی* ریخ کا سے *یدہ زوال پذیر دور تھا۔جیسا کہ حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلامؐ کو لوگوں کو ڈرانے والا والا بنایا،تا کہ وحی الٰھی کے امین ھوں۔جب تم قوم عرب

بدترین دین کے حامل تھے اور بدترین مکان میں زندگی گزارتے تھے۔غاروں ،بڑے پتھروں اور خطرناك زهريلے سانپوں کے درمیان ،شنوائی سے عاری زندگی گزارتے تھے،گندا پانی پیتے تھے،اور خراب غذا کھاتے تھے۔ایك دوسرے کا خون ناحق بہاتے تھے اور رشتے داریوں کو قطع کرتے تھے۔تمہارے درمیان بتوں کی پوجا ہوتی تھی اور فتنہ و گناہ تمہارے وجود کو گھیرے ہوئے تھا۔(۱)

پیغمبر اسلامؐ اپنے جوانی کے دور میں، بعثت سے قبل ''محمد امین'' کے * م سے مشہور اور ''حلف الفضول'' کے معاہدے میں شر یـ تھے۔ مکے میں قیام +پ قبیلوں نے ا یـ دوسرے کے ساتھ کچھ معاہدے کئے ہوئے تھے، جن کے رو سے ا یـ قبیلہ دوسرے قبیلے کے تعرض سے محفوظ رہتا تھا۔لیکن اگر کوئی اجنبی شہر میں * تھا اور کوئی ظلم اس پ * تھا تو کوئی قبیلہ * معاہدہ ایسا نہ تھا جو اس کی حما$ کر * ۔کہا جا* ہے کہ بنی اسد بن * یمہ کے قبیلے کا ا یـ فرد تجارت کی غرض سے مکہ * اور بنی سہم کے کسی شخص نے اس کے مال کو + ا، لیکن اس کی قیمت ادا نہیں کی۔

اسدی شخص نے قریش سے فر* د کی ،لیکن قریش والوں نے کہا کہ چو è تم ہمارے حلیف نہیں ہو،اس لئے ہم تمہاری حما$ نہیں کر h ہیں۔اسدی شخص . # ہر طرف سے * امید ہ H توابو 3 کی پہاڑی پ H اور اپنی مظلومیت میں کچھ اشعار پڑ ہے اور قریش سے مدد مانگی۔ قریش والے پشیمان ہوئے اور عبداللہ بن . عان کے مکان پ ا یـ معاہدہ کیا کہ آج کے بعد سے کسی اجنبی پ ظلم نہیں ہونے دیں گے۔ چو è یہ معاہدہ ، پچھلے معاہدوں اور وعدوں کے علاوہ تھا،

(۱) نہج البلاغہ، ج ہفتم محمد دشتی، (قم: O رات مشرقین، ۱۳۷۹)، خطبہ ۲۶، ص ۷۲۔۷۳۔

اس لئے اسے ''حلف الفضول'' کہا H ۔(۱)

بعثت کے بعد تین سال *- لوگوں کو مخفی طر j سے ،توحید کی اور شرک و $ پرستی چھوڑنے کی دعوت دیتے رہے اور اس کے بعد (۶۱۳ء میں) اللہ کے حکم سے اپنی دعوت کو آشکار کر* ۔اس دعوت کو، اس زمانے کے عرب کی دو* ی سیاسی اور اقتصادی طاقتیں، یعنی قبیلوں کے سردار اور دو - مندوں کی مزاحمت کا سامنا * پڑا۔دعوت کا علنی ہو* ،قریش کے شد+ ردالعمل او* قابل . دا* - * و (Pressure) کے ہمراہ تھا، جیسے ساتھیوں کو اذ$ و آزار اور ان کا قتل، شہر+ ری، اقتصادی * کہ بندی (بعثت کے ساتویں سال کی ابتدا سے نیمہ ر. # سنہ بعثت ۔۶۱۷ سے ۶۱۹ --) اور پیغمبرؐ کے ساتھیوں کا سیاسی * ئیکات۔یہاں -- کہ رسول : اؐ نے مکے سے ''ہجرت'' اور ''پناہ'' (Asylum) کی * ت پیش کی * کہ مسلمانوں کی جان و ایمان محفوظ رہے۔لہذا ۵ ہ بعثت (۶۱۵ م) میں دس * پندرہ لوگوں پ مشتمل پہلا گ وہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔کچھ عرصے بعد، جعفر بن ا Þ . کی سر. اہی میں، دوسرا گ وہ بھی حبشہ کی جا$ رواں ہوا جس میں ۸۲ سے ز+ افراد تھے۔

لیکن حبشہ کیوں؟ عرب اور دوسرے علاقوں کے حالات کا جا* ہ e سے ،حبشہ کے انتخاب کی دلیل واضح ہو جائے گی: (۱) عرب * دی علاقوں کی طرف ہجرت، جہاں عموماً مشرک لوگ رہتے تھے، خطر* ک تھا، کیو è وہ لوگ قریش کی خوشا* اپنے * . وا. اد کے دین سے لگاؤ کی وجہ سے ،مسلمانوں کو قبول کرنے سے انکار کر h تھے۔(۲) عرب کے عیسائی اور یہودی * دی علاقے بھی، ہجرت کے قابل نہ تھے، کیو è وہ لوگ روحانی اقتدار کے لئے ا یـ دوسرے سے لڑ رہے تھے اور تیسرے رقیب کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی۔(۳) یمن، ا یرانی حکومت کے نز ی * تھا اور ا یرانی حکام، یمن میں مسلمانوں کے قیام کرنے پ راضی نہیں ہو h تھے۔(۴) حیرہ بھی، یمن کی

(۱) جعفر شہیدی، * ریخ تحلیلی اسلام، ج ۱۷، (تہران: نشر دانشگاہی، ۱۳۷۳)، ص ۳۹۔

طرح ایرانی حکومت کے نفوذ میں تھا۔ (۵) شام مکے سے دور تھا، اس کے علاوہ شام اور یمن، قریش کے تجارتی بازار شمار ہوتے تھے۔ (۱)

حبشہ کا انتخاب پیغمبرؐ کی رای تھی۔ چنانچہ آن حضرتؐ بادشاہ حبشہ نجاشی کے وصف میں فرماتے ہیں: ''وہاں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے سامنے، کسی پر ظلم نہیں ہوتا ہے اور وہاں، سچائی کی سرزمین ہے۔'' اس طرح سے پیغمبرؐ نے اپنی طاقت کا اظہار کیا اور مشرکین کے بڑھتے ہوئے دباؤ اور سخت ردعمل کے بحران کو مسلمانوں کے حق میں حل کر دیا اور یہ بیان کر دیا کہ مسلمانوں کو ایک خاص علاقے کی آب و خاک کا پابند نہیں ہونا چاہئے، اگر کوئی علاقہ، مسلمانوں کو دامن نہیں کر رہا ہے اور وہاں مسلمانوں کی زندگی اور ترقی میں رکاوٹ ہو تو یہ ضروری ہے کہ اس جگہ کو ترک اور مناسب علاقے کو اقامت کے لئے انتخاب کیا جائے:

[illegible] (عنکبوت:۵۶)

میری زمین تو یقیناً گشادہ ھے تو تم میری ھی عبادت کرو۔

[illegible]
[illegible] (نحل:۴۱)

اور جن لوگوں نے (کفار کے) ظلم پر ظلم سہنے کے بعد خدا کی خوشی کے لئے (گھر بار چھوڑا) اورھجرت کی ،ھم ان کو ضرور دنیا میں بھی اچھی جگہ نچلا بٹھائیں گے اور آخرت کی جزا تو اس سے کھیں بڑہ کر ھے۔

سنہ ۱۲ بعثت (۶۲۱ء) میں ''عقبۂ اولیٰ'' کے معاہدے میں، پیغمبر اسلامؐ نے یثرب کے

(۱) جعفر سبحانی، فراز ہایی از تاریخ پیامبر اسلام، ج چہارم، (تہران، انتشارات مشعر، ۱۳۷۴)، صص ۱۲۸۔۱۲۹

بارہ افراد سے ایک دینی، اخلاقی معاہدہ کیا۔ سنہ ۱۳ بعثت (۶۲۲ء) کے زمانۂ حج میں، ''عقبۂ ثانی'' کے معاہدے کے ذریعے پیغمبرؐ نے یثرب کے پچھتر افراد سے سیاسی، سماجی معاہدہ کیا، جس کو ''بیعۃ الحرب'' (۱) بھی کہتے ہیں، کیونکہ اس معاہدے میں، اہل یثرب نے یہ عہد کیا تھا کہ پیغمبرؐ کے دوستوں کے دوست اور پیغمبرؐ کے دشمنوں کے دشمن رہیں گے، پیغمبرؐ کی حمایت کریں گے اور ان کی اطاعت سے روگردانی نہیں کریں گے۔ پیغمبرؐ نے بھی خود کو ان میں سے قرار دیا اور فرمایا: ''میرا خون تمہارا خون اور میری حرمت تمہاری حرمت ہے، میں تم میں سے ہوں اور تم مجھ سے ہو۔ جو تم سے جنگ کرے گا، اس سے میں جنگ کروں گا اور جو تم سے صلح سے رہے گا، اس سے میں صلح سے رہوں گا۔'' اس معاہدے کے بعد ربیع الاول سنہ ۱۳ بعثت (۶۲۲ء) میں پیغمبرؐ نے مکے سے یثرب (جس کا نام ہجرت کے بعد مدینۃ النبی پڑا) ہجرت فرمائی (۲) اور اس کو ''اسلامی حکومت کا مرکز'' قرار دیا۔ آنحضرتؐ نے اسلامی حکومت کو مستحکم کرنے کے لئے کچھ اقدامات انجام دئے، جیسے:

(۱) عوامی حمایت اور مقبولیت کو اپنی طرف کرنا (عقبہ کے دونوں معاہدوں کے ذریعے)

(۲) مدینے میں سماجی اتحاد کا قیام:

(الف) مہاجر وانصار کے مؤمنین کے درمیان رشتۂ اخوت قائم کرنا۔ کہ حق کی راہ میں ایک دوسرے کی مدد کریں اور موت کے بعد ایک دوسرے کی میراث پائیں۔ رسول اکرمؐ نے [illegible] (حجرات:۱۰) کے حکم الٰہی سے، اپنے ساتھیوں سے فرمایا: [illegible] اللہ کی راہ میں دو دو ایک دوسرے سے بھائی چارہ کرو۔ پس خود، حضرت علیؑ کے ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا: [illegible] البتہ رشتۂ اخوت سے قائم ہوا حکم میراث، جنگ بدر کے بعد سورۂ

(۱) جعفر شہیدی، ایضاً، ص ۵۶.

(۲) یہ ہجرت خود پیغمبرؐ کے ذریعے تاریخ اسلام کا مبداء قرار پائی۔

اآل کی آ$ نمبر ۵۷/ر کے ذریعے منسوخ ہH ۔

(ب) پہلا عمومی معاہدہ* پہلا اسلامی دستور (First Islamic Constitution): غیر مستقیم طر j سے ا- ایسے معاہدے کے ذریعے قبائلی ڈھانچے میں تبد~، جس میں قبیلوں کے سامنے* دہ وسیع میدان تھے اور اس میں معین کئے گئے سماجی حقوق، قبیلوں کے ذریعے مانے جا چکے حقوق سے متعارض تھے، قبائلی + گی کی* تے* نے (Texture) میںC دی تبد~ کی راہ ہموار ہوئی۔ تنازعات کے تصفیہ کا Âم، قبائلی Âم سے مختلف اور اس سے متعارض تھا۔ اس معاہدے میں یہودیوں سے روابط کی کیفیت بیان ہوئی ہے۔ وہ لوگ جو دین الٰہی کے پیرو، خاص اقتصادی مقام کے حامل تھے اور قریش سے بہت ہی قرR تجارتی تعلقات ر p تھے، لہٰذا یہودیوں سے معاہدے میں ان کو ''امت واحدہ'' کا ا- . ء کہاH ہے۔ اس معاہدے کے کچھ دفعات یہ تھے:

(۱) مدینے میں مسلمان اور یہودی ا- قوم کی طرح + گی اُ اریں گے۔ (۲) مسلمان اور یہودی اپنے مذہبی مراسم میں آزاد رہیں گے۔ (۳) .B کے موقع پ، ہر ا- دوسرے کی، اس صورت میں کہ وہ حملہ آور نہ ہو، دشمن کے خلاف مدد کریں گے۔ (۴) مدینے پ دشمن کے حملہ کی صورت میں، دونوں اُ وہ ا- دوسری کی مدد سے، شہر کا اور اس میں رہنے والوں کا دفاع کریں گے۔ (۵) اختلافات اور تنازعات کے پیدا ہونے کی صورت میں، اختلاف کے رفع و دفع کے لئے آ ی قاضی رسول: اُہوں گے۔(۱)

(۳) مسجد — مسلمانوں کی سماجی C د (Social Base):

پیغمبر اسلامؐ کا مدینے میں پہلا اقدام، مسجد کی تعمیر تھا۔ شروع شروع میں، مسجدُ زاور

(۱) علی اصغر3/4تی، Âم سیاسی اسلام، (قم: Oرات امام عصرؑ، ۱۳۸۲)، ص ۱۸۱۔۱۸۲۔

عبادت گاہ ہونے کے علاوہ، اموال غنیمت اور ٹیکس ر p کی جگہ بھی تھی۔ نئی حکومت کا پہلا قید خانہ بھی مسجد کے ا- گوشہ میں تھا۔ مسجد، ا- سماجی، سیاسی، تہذR، تعلیمی، عبادی، اعتقادی، اخلاقی اور قضائی جگہ تھی۔

(۴) تفریق (Discrimination) کا خاتمہ:

اس عمل کو پیغمبر اسلامؐ نے رشتۂ اخوت کے قیام او[illegible]

[illegible]'' (حجرات:۱۳) ''اس میں شک نہیں کہ خدا کے نزدیک تم سب میں بڑا عزت دار وھی ھے جو بڑا پرھیزگار ھو'' کے مدÃ، دو - ، قبیلہ، چمڑے کار- ، ± وغیرہ کوÃ + از کر کے، نئے K نی روابط و تعلقات کو منظّم کر کے ا م* ۔

(۵) دینی حاکم سے متعلق امور کی رعا$:

[illegible] (سورۂ ا اب:۲۱)

بے شک رسول تمھاری زندگی کے لئے ایک بھترین نمونہ ھیں۔

دینی حاکم کی حیثیت سے، پیغمبر اسلامؐ کا کردار، رہبری اور اسلامی سماج کی قیادت کا نمونہ (Pattern) ہے۔ آن حضرتؐ نے اسلامی رہبری کے لئے مطلوبہ معیاروں کو پیش کیا ہے: عدا - ، عوامی مقبولیت، اخلاقی کشش، عمل میں پیش قدمی، استقامت او* ری۔

(٦) دعوت و جہاد کے ذریعے اسلام کو پھیلانے کی کوشش:

دعوت: مسلّم اور منصوص اصولوں میں ا- اصل، اللہ کی عبادت و پستش کی دعوت بھی ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] (نحل:۱۲۵)

(اے رسول)تم(لوگوں کو) اپنے پروردگار کی راہ پر حکمت اور اچھی اچھی نصیحت کے ذریعے سے بلاؤ اور بحث و مباحثہ کرو بھی تو ایسے طریقے سے جو (لوگوں کے) نزدیک سب سے اچھا ہو ۔اس میں شك نہیں کہ جو لوگ خدا کی راہ سے بھٹك گئے ان کو تمھارا پروردگار خوب جانتا ھے اور ھدایت یافتہ لوگوں سے بھی خوب واقف ھے۔

اسلام یہ نہیں چاہتا کہ زبردستی ان عقائد کو جو وہ حق جانتا ہے دوسروں پر تھوپے۔

[illegible] (بقرہ:۲۵۶)

دین میں کسی طرح کی زبردستی نہیں ،کیونکہ ھدایت، گمراھی سے (الگ) ظاھر ھوچکی ھے۔

بلکہ حق کے بیان اور حق و باطل میں تمیز کے بعد، بشر کو عالمانہ انتخاب کی دعوت دیتا ہے۔

[illegible] (یوسف:۱۰۸)

ان سے کہہ دو کہ میرا طریقہ تو یہ ھے کہ میں (لوگوں کو) خدا کی طرف بلاتا ھوں ۔میں اور میرا پیرو (دونوں) مضبوط دلیل پر ھیں۔

پیغمبر اسلامؐ اپنے اقربا کو اور مکہ، یثرب، طائف اور قرب و جوار کے قریوں میں رہنے والوں کو اسلام

کی دعوت دینے کے علاوہ، سنہ ۷ ھ (۶۲۹ء) میں کچھ سفیروں کے ذریعے اپنے پیغام کو، دوسرے چھوٹے بڑے قبیلوں اور ملکوں کے سربراہوں تک پہنچایا، ان میں سے کچھ اہم یہ ہیں:

(۱) **ساسانی بادشاہ خسرو پرویز**— عبداللہ بن حذافہ سہمی کے ذریعے: پیغمبرؐ نے اس کو فارس کے کسریٰ کے نام سے یاد کیا اور اس درخواست کی کہ اللہ کی وحدانیت اور آن حضرت کی رسالت کی گواہی دے، ورنہ مجوسیوں کے گناہ اس کے ذمے ہوں گے۔ کسریٰ نے خط کو پھاڑ ڈالا اور یمن میں اپنے عامل باذان کو حکم دیا کہ پیغمبرؐ کو توبہ پر مجبور کرے، ورنہ حضرت کے سر کو اس کے پاس بھیج دے۔

(۲) **مصر کا بادشاہ مقوقس**، حاطب بن ابی بلتعہ کے ذریعے: پیغمبرؐ نے اس کو 'عظیم القبط' کے لقب سے یاد کیا۔ اس نے ادب و احترام سے خط کو پڑھا اور حاطب کا استقبال کیا۔ رسولؐ کو ایک خط لکھا اور دو کنیز کے ساتھ، جن میں ایک ماریہ قبطیہ تھیں، حضرت کے لئے بھیجا۔

(۳) **قیصر روم ہرقل (Hercules)**، دحیۃ بن خلیفۃ کلبی کے ذریعے: قیصر روم جو ایسے پیغمبر کے ظہور کا منتظر تھا، آن حضرت کے خط کا جواب احترام اور کچھ تحفوں کے ساتھ دیا، لیکن بادشاہی کے چھن جانے کی ڈر سے اسلام قبول نہیں کیا۔

(۴) **حبشہ کا بادشاہ نجاشی**، عمر بن امیہ ضمری کے ذریعے: نجاشی مسلمان ہوگیا اور رسولؐ سے اپنے لگاؤ کا اظہار کرتے ہوئے، آن حضرتؐ کے لئے کچھ تحفے بھیجے اور مسلمان مہاجروں کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کیا۔

(۵) **غسانی شام کا حاکم حارث بن ابی شمر**، شجاع بن وہب کے ذریعے: وہ قیصر روم کی جانب سے دمشق اور اس کے نواح پر حکومت کرتا تھا اور اس کا دار السلطنت جولان تھا۔ خط میں استعمال کی گئی تعبیروں سے بہت غضبناک ہوا اور کہا کہ ایک سپاہ کے ساتھ ان کی طرف آئے گا، اگرچہ وہ یمن میں ہوں۔

(۶) حاکم یمامہ ہوذۃ بن علی حنفی، سلیط بن عمرو کے ذریعے: اس نے پیغمبرؐ کے جواب میں جو اس سے اسلام قبول کر کے اپنی حکومت محفوظ ر p کی * ت فرمائی تھی، لکھا: عرب میرے لئے بہت احترام کے قایل ہیں، بہتر یہ ہے مجھے اپنے کام میں شر- کرلو* کہ میں تمہاری اطا (کروں۔

(۷) حاکم بحرین منذر بن ساوی: (یہ خط سنہ ۸ ھ. میں بھیجا H) (۱) رسول : اؐ کے جواب میں لکھا: میں نے آپ کے خط کو بحرین کے لوگوں کے سامنے پڑھا، کچھ لوگوں نے اسلام کو پسند کر کے قبول کر لیا اور کچھ نے قبول نہیں کیا۔ میری حکومت میں یہودی اور مجوسی بھی رہتے ہیں، اگر ان کے * رے میں کوئی حکم ہو تو فرمائیے۔ (۲)

(۸) یمن کے * دشاہ حارث حمیری کو بھی خط لکھا۔ (۳)

''جہاد'': اسلام میں B ذاتاً مطلوب امر (Desirable Matter) نہیں ہے، بلکہ پہلا اصول، اسلام کی دعوت دینا ہے۔ رسول : اؐ کی سیرت * ک سے بھی یہ * ت ظاہر ہوتی ہے کہ آن حضرت نے کبھی اسلام کی تبلیغ کے لئے B نہیں کی، بلکہ اپنے اوپر کفار کی تھوپی ہوئی جنگوں میں بھی آن حضرت خون ٔ ابہ سے پرہیز کے لئے، تمام ممکنہ طر j اور وسائل کا استعمال کرتے تھے۔ اسلام کے ارشادی اسٹرٹیجی (Strategy) کے دا ٔ ے میں، جہاد آ ٔ ی حربہ ہے۔ شیعہ و سنی دونوں فریق، جہاد کو اسلام کا ا- مسلّم اصول ما... ہیں، کیو è قرآن میں اس کی تصریح و * کید ہوئی ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ فرما* ہے:

(۱) مجموعہ مقالات محمد خاتم پیامبران، (علی شریعتی، مقالہ از ہجرت * وفات)، ایضاً ص ۳۱۱/

(۲) علی¾تی، ایضاً، ص ۱۸۹ * ۱۹۱/

(۳) مجموعہ مقالات محمد خاتم پیامبران، ایضاً ص ۳۰۷/

àniĵõõĵaøźóí, ĉapoĵĵ `øÞ (توبہ:۷۳)

اے نبی کفار و منافقین سے جہاد کرو۔

اسلام کی جنگیں دو قسم کی ہیں:

۱۔ دفاعی B جس میں مسلمان، دشمن کے حملوں کے سامنے، اپنا دفاع کرتے تھے اور پیغمبرؐ کے دور کی اکثر جنگیں اسی نوعیت کی تھیں۔ جیسے غزوۂ خندق (۵ ھ./۶۲۷ م)۔

۲۔ آزادی دلانے والی جنگیں جو کسی معاشرے کے افراد کو ظلم و ستم سے ت دلانے اور ان لوگوں کو کچلنے کے لئے ا م * ئی، جو اسلامی پیغام کو عوام کی سماعتوں -- پہنچنے میں حائل تھے۔ جیسے فتح مکہ (۸ ھ./۶۳۰ ء) (۱)

پیغمبر اسلامؐ قرآنی ارشادات کو مدÃ ر p ہوئے، اسیروں سے اچھا * ؤ فرماتے تھے اور اسلام کے پھیلاؤ اور مسلمانوں کے علمی سطح کو بڑھانے کی غرض سے، اگر کوئی اسیر ایمان لے * تھا* دس مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیتا تھا تو آزاد کر دیا جا* تھا۔

oĉõ] üéñá ptñ*àúóĩ,øĉâúôĩoĵĵ `øÞ

õ]aúóĩ*õaúóĩóĉõĩúĉ+õúóõĉ+õúóĉ³õ

ûruĉõçÉõ (آل:۷۰)

اے رسول جو قیدی تمہارے قبضے میں ھیں ان سے کھہ دو

کہ اگر خدا تمہارے دلوں میں نیکی دیکھے گا، تو جو (مال) تم سے

چھین لیا گیا ھے اس سے کھیں بھتر تمھیں عطا فرمائے گا۔ اور تمھیں

بخش بھی دے گا اور خدا تو بڑا بخشنے والا مھربان ھے۔

(۱) یعقوب جعفری، مسلما* ن در بستر * ریخ، ج دوم، (تہران، دفتر نشر فرہنگ اسلامی، ۱۳۸۰) ص ۳۶.

پیغمبر کے گہر* ردورحیات میں بہت سے غزوات اورسر* یت ہو N ،ان کی مجموعی تعداد ۸۱ ر ہے۔(۱) جیسے غزوہ + ر (۲ھ/۶۲۴ء)، غزوۂ احد (۳ھ/۶۲۵ء)، غزوۂ بنی نضیر (۴ھ/۶۲۶ء)، صلح حدیبیہ (۶ھ/۶۲۸ء)، سریۂ ذات سلاسل (۸ھ/۶۳۰ء)، غز! وہ تبوک (۹ھ/۶۳۱ء)۔

د V رہبروں کی طرح، (حضرت موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون کو اپنا جانشین اور وز یر منتخب کیا) پیغمبر اسلامؐ نے بھی حضرت علیؑ کو اپنے جانشین اور وصی کی حیثیت سے منتخب فر* یا اور) رأ مختلف مجلسوں میں اس کو بیان فر* یا اور اس پ* کید کی۔ بعثت کے ابتدائی دور میں، اپنے اقر* ء کی دعوت اور حجۃ الوداع کے واقعۂ غد یر خم (۱۰ھ/۶۳۲ء) میں آن حضرت کا بیان اور اس * ت کی* G، اس کے کھلے ہوئے مثال ہیں۔(۲)

اس زمانے کی دو ب* ی طاقتیں یعنی ا! یران و روم سے پیغمبر اسلامؐ کے تعلقات، خط و کتا $ سے آگے نہ ب* ھ سکے، ہر چند ا! یران کی بعض نو* دیوں جیسے یمن، اسلام کے حدود میں داخل ہوگئے تھے۔ B تبوک میں مسلمانوں نے، روم کے لشکر کا سامنا کیا۔ اسی طرح حیات رسولؐ کے آ* ی* یم میں (۱۰ھ کے اوا / ۶۳۲ء)، جیش اسامہ رومیوں سے B کے لئے تیار ہوا تھا۔ لیکن پیغمبرؐ کے بعد، مسلمانوں نے ا! یرانیوں سے B کی، بہت سے فتوحات حاصل کئے اور ساسانیوں کی حکومت کو ختم کر کے، ان کو اسلامی حکومت کے ماتحتی میں کر* یا۔ رومیوں سے بھی کئی * ر B کی اور کئی* ر ا* دوسرے کے قیدیوں کا تبادلہ کیا، اور قسطنطنیہ -- پیش قدمی کی۔ سنہ ۹۲

---

(۱) پیغمبرؐ کے غزوات کی تعداد سلسلے میں اختلاف** پ* جا* ہے۔ صا # امتاع الاسماع، ان کی تعداد کو ۳۴ جا... ہیں، طبقات ابن سعد میں ۲۷، مروج الذہب میں ۲۶ * ۲۷ کی تعداد بیان ہوئی ہے ا* قول کے مطابق ۲۹ غزوہ ہے۔ البتہ بعض لوگوں نے خیبر اور وادی القریٰ کو ا* ہی* ہے۔

(۲) علی 3/4 تی، ایضاً ص ۱۹۳.

ھ (۷۱۲ء) میں + لس (آج کا اسپین) کی سرزمین میں داخل ہوئے۔ سنہ ۱۱۲ھ (۷۳۱ء) میں . ز یرۂ سیسیلی (Sicily) کو فتح کیا۔(۱) دوسری طرف اسلام کا جھنڈا، ہسپا* سے لیکر دیوار چین -- لہرانے لگا۔

دوسری صدی کے آ اور تیسری صدی کی ابتدا میں (نویں صدی عیسوی)، اسلام کی وسیع و عریض خطہ پ تین حکومتیں تھیں لیکن افسوس وہ ا* دوسرے سے متحد نہ تھیں، ہر ا* خلافت کی مدعی اور ا* دوسرے سے ن* اع و B میں مصروف تھی۔ ا* عباسی سلطنت، دوسری فا^ حکومت اور تیسری + لس کے امویوں کا راج۔

زمانے کے حالات (Circumstances) کو ذہن میں ر p ہوئے * یت قرآنی اور احکام الٰہی پ ا* نئی اور قید مکان و زمان سے آزاد اور سیع Ã اور عالمی تحولات کو مد Ã ر p ہوئے، صدیوں کے عرصے میں، آج اسلام پھیل چکا ہے اور د * کے د V ملکوں کے توازن میں، ہر اسلامی ملک، ا* طرح کی مستقل حکومت کا مالک ہے۔

او پ بیان کی گئی* توں سے معلوم ہو* ہے کہ صدیوں پہلے بعثت سے قبل* یا بعثت کے بعد، پیغمبر اسلامؐ نے ایسے قوا 2 و حقوق کو جاری کیا، جو حالیہ دو صدیوں میں، بین الاقوامی تعلقات میں سامنے آرہے ہیں اور ان پ عمل کیا جا رہا ہے۔ جیسا کہ ژاک ر* لر () کہتے ہیں:

"* پ نچ صدی کے عرصے میں، اسلام اپنے پ علم و تہذ $ کی طاقت کے + و -- ، اس زمانے کی د* پ حاوی رہا اور اسلامی Ã یت کو* ن کے علوم و فلسفہ کے گنجینوں سے مکمل کرنے کے بعد، ان کو یورپ میں منتقل کیا۔ اسلامی تمدن کا پھیلاؤ، یورپیوں کے افق فکر پ چھ H یا تھا اور ان کی فکر اور علمی حیات کے چشم + انو پ چمک رہا تھا۔"(۲)

---

(۱) یعقوب جعفری، ایضاً ص ۵۶-۵۷.

(۲) فخر الدین حجازی، نقش پیامبران در تمدن K ن، ج دوم، (تہران: O رات بعثت، ۱۳۵۸)، ص ۱۴۰.

بین الاقوامی تعلقات کا علمی صورت میں آغاز، سنہ ۱۶۶۸ء بتا H یے ہے۔(۲) پہلی عالمی B سے پہلے* رہخ، حقوق اور فلسفے کے کالجوں میں، بین الاقوامی تعلقات کی + ریس ہوتی تھی اور فلسفی حضرات، K نی فطرت، B، صلح اور عدا ۔ پر گفتگو کرتے تھے۔(۳) اسی طرح سنہ ۱۹۱۹ء میں، ویلز (Wales) یونیورسٹی میں، پہلی ۔ ر بین الاقوامی تعلقات کا شعبہ بنا H یا ۔(۴) سنہ ۱۶۴۸ء وسٹفالی () کے معاہدے کے ذریعے، سیاسی ڈھانچہ، پہلے سلطنت سے ملک اور حکومت، اور بعد میں بین الاقوامی Â م میں تبدیل ہو H ۔

چنانچہ یورپ کی* رہخ میں، سنہ ۱۶۴۸ء سے ۱۹۱۴ء کا عرصہ، ڈپلومیسی (Diplomacy)، طاقت کے توازن (Power Balance)، اتحاد اور بین الاقوامی حقوق کے سنہرے دور* م سے جا* ہے۔(۵) لہٰذا طاقت کے توازن کو بنانے کے لئے، پہلا بین الاقوامی Â م، ایـ دوسرے سے رقا $ کرنے والی* پانچ بڑی طاقتوں کے ذریعے X وجود میں آیا۔ پہلی عالمی B (۱۹۱۴ء-۱۹۱۸ء) اور اس کے بعد دوسری عالمی B (۱۹۴۰ء-۱۹۴۵ء) نے بہت* خیر سے، سیاسی مفکرین کو اس میدان سے واقف کرا* یا۔

B سے D ت اور B کی ممنوعیت کے لئے بین الاقوامی اجلاس کی تشکیل، تخفیف اسلحہ (Disarmament) اور بعض جنگی اوزاروں اور اسلحوں کے استعمال کی محدود $ کی وجہ سے، سنہ ۱۹۱۹ء اور ۱۹۵۳ء کے @ کے عرصے کو "طولانی* جنگی وقفہ" کہتے ہیں۔ اس عرصے میں د* میں دو قطبی Â م وجود میں* یا جس میں شرق و غرب میں دو بلاک (Block) (امریکہ اور روس) تھے

(۲) حسین سیف زادہ، **اصول روابط بین الملل** (الف و ب)، ایضاً، ص ۱۹۔

(۳) کارل دویچ، ر ت کیوہین و غیرہ Â یہ ہای روابط بین الملل، ج ۱، وحید بزرگی، (تہران: O رات ما ، ۱۳۷۵)، ص ۱۰۱۔

(۴) حسین سیف زادہ، **اصول روابط بین الملل** (الف و ب)، ایضاً، ایضاً

(۵) حسین سیف زادہ Â یہ ہای مختلف در روابط بین الملل، ج ۳، (ا O رات سفیر، ۱۳۷۲)، ص ۱۸۔

اور ہر بلاک میں ایـ ایـ سو* ور کی سرپرستی میں چند بڑی طاقتیں تھیں۔

سنہ ۱۹۹۱ء میں روس (U.S.S.R) کے بکھرنے سے، * عالمی Â م یعنی تہذیبوں کے درمیان تعلقات، اور غیر دستوری صف بندی کا بین الاقوامی Â م وجود میں* یا، جس میں طاقتوں کے مرا $* پانچ درجوں اور ایـ دوسرے سے جڑے ہوئے Â م کی صورت میں وجود میں آئے: سپر * پاور (Super Power)، بڑی طاقت، وسطی طاقت، چھوٹی طاقت اور* لکل چھوٹی طاقت۔(۱)

(۱) حسین سیف زادہ، **اصول روابط بین المللی** (الف و ب)، ایضاً ص ۷۹-۸۰

دوسرا باب

اقتدار
اور
اس کے عناصر

طاقت

طاقت کی تعریف:

مادی اور معنوی عناصر کا ای- مجموعہ جو قومی مفادات کے حصول کے لئے، حکومت*· م کے ای- معین اور شنا·# شدہ اَ وہ کے حوالے ہو*· ہے، طاقت کہلا*· ہے۔ طاقت، لغت میں قوت، قدرت، تو*·ئی اور کسی کام کے ا م دینے کے استعداد کو کہتے ہیں۔ طاقت مختلف قسم کی ہوتی ہے: K ن کی طاقت (کائنات پ، اپنے اوپ، دوسروں پ، *ز ن، قول، آواز وغیرہ پ) اقتصادی طاقت، سیاسی طاقت، دفاعی طاقت، علمی طاقت، تہذR طاقت وغیرہ۔ K نی طاقت سے مراد لوگوں کے افکار وافعال کو قابو میں کر*· ہے۔

سیاسی طاقت سے مراد خود صاحبان اقتدار کے درمیان نیز ان کے اور عوام کے درمیان متقابل روابط کو کنٹرول کر*· ہے۔ سیاسی طاقت اس کے*· فذ کرنے والوں اور جن پ یہ طاقت*· فذ کی جاتی ہے کے درمیان ای- رابطہ ہے۔ سیاسی طاقت پہلے اَ وہ کو دوسرے اَ وہ کے ذہنوں پ *ڈ و ! (Pressure) ڈال کر (اپنی K نی طاقت کے ذریعے) ان کے کچھ افعال کو اپنے قابو میں کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ اس *ڈ وَ کے تین مقصد ہوتے ہیں: فا+ ے کی لالچ، نقصان کا ڈر نیز عوام اور اداروں سے لگاؤ جو بین الاقوامی سیا - میں، داخلی سیا - کی طرح، اپنی حقیقت ر p ہیں اَ چہ بہت کم واضح ہوتے ہیں۔ یہ *ڈ وَ (Pressure) تین طر j سے*· فذ کئے جاتے ہیں: فرمان (Order)، تہدی± (Threat) اور فر*ڈ ی مقام کی کشش (Person or post's charisma)۔ (یہ تینوں طر j ممکن ہے مل کر عمل میں آ N)

بین الاقوامی سیا - میں دفاعی طاقت، کسی حکومت کی سیاسی طاقت کو بنانے میں ای- دھمکی*· لقوہ (Potential) امکان کی صورت میں استعمال ہوتی ہے۔ B کی صورت میں دفاعی

طاقت کا عملی مظاہرے سے یہ* ت ظاہر ہوتی ہے کہ دفاعی طاقت، سیاسی طاقت کا متبادل ہو چکی ہے۔جسمانی تشدد (Violence)، دو جسم کے درمیان جسمانی رابطے کو (جس میں ا۔ کی طاقت دوسرے کے افعال وحرکات پر قابو پانے کے لئے کافی ہے)، دو ذہنوں کے درمیان نفسیاتی رابطے (جو سیاسی طاقت کی C دہے) کا جانشین بنادیتا ہے۔(۱)

سیاسی طاقت کی تعریف کی C دیں، بین الاقوامی تعلقات میں، طاقت، بین الاقوامی منظر* مے کے 'کھلاڑیوں' یعنی حکومتوں کے درمیان ا۔ تعلق اور رابطہ ہوتی ہے۔مٹافیزکس (Metaphysics) کے نقطۂ Â سے، سماج میں طاقت کا ذریعہ K ن اور عوام ہیں۔البتہ طبیعی اور ما بعد طبیعاتی د* میں، قدرت کا ذریعہ اللہ تعالیٰ کی ذات لایزال ہے۔چنانچہ: اللہ عالم فرما* ہے:

ôá]ôÂö o ööø ôÂô,٣ (نحل:۷۷)

بے شك الله هر شے پر قادر هے۔

اسلام میں K ن اللہ کی قدرت کا مظہر ہے، جو زمین پر اعلیٰ صفات کی طرف حر۔ میں ہے، یہاں ۔ کہ اللہ کی جانشینی یعنی خلافت الٰہیہ کے مقام کو حاصل کرسکتا ہے۔(۲) لیکن حکومتیں طاقت کے دا۔ ے میں ان سیاسی اختیارات میں ہوتی ہیں: موجودہ حا ۔ کو* قی رکھنا، طاقت کو بڑھاوا دینا اور طاقت کی ú لیش۔

(۱) ہانس جی، موگنتا، سیا ۔ میان ملتہا، حمیرا مشیر زادہ، ج اول، (تہران: O رات وزارت امور خارجہ، ۱۳۷۴) ص ۴۷-۴۸

(۲) علی اصغر کا%، روابط بین الملل در تئوری و در عمل، ایضاً ص ۱۶۴۔

قومی طاقت

بین الاقوامی تعلقات میں، طاقت سے مراد وہی قومی طاقت ہے: مادی و نفسیاتی قوتوں (Abilities) کا مجموعہ جو حکومت* م کے ا۔ جغرافیائی و سیاسی اکائی کے قلمرو میں موجود ہو* ہے۔(۱) چوè ہر قوم اپنی خارجہ سیا ۔ کو حکومت* می حقوقی ادارے کے ذریعے ا م دیتی ہے، لہٰذا اس حکومت کے کا+ ے، بین الاقوامی امور میں، اس قوم کے نما یندوں کا کردار ادا کرتے ہیں۔وہ لوگ قوم کی جا$ سے بولتے ہیں، قوم کے* م پر معاہدے کرتے ہیں، قومی مقاصد کا تعین کرتے ہیں اور اس مقاصد کے حصول کے ذرائع کو چنتے ہیں اور قومی طاقت کو پر قرار ر p بڑھانے اور اس کی ú لیش کی کوشش کرتے ہیں۔یہ افراد . # بین الاقوامی منظر* مے پر اپنی اپنی قوم کے نما یندوں کی حیثیت سے آتے ہیں تو اپنی اپنی قوم کی طاقت کو* فذ کرتے ہیں اور اس کو* لیسیوں کا تعاقب کرتے ہیں۔(۲)

بین الاقوامی تعلقات کے پس منظر میں، طاقت کے تقسیم کے بمو . # بڑی طاقتیں، بین الاقوامی سیا ۔ کے منظر* مے پر، اپنی حیثیت کو* قی رکھنا چاہتی ہیں، اسی لئے طاقت کے تقسیم کے سلسلے میں بین الاقوامی تنازعات کا حل اپنے فا+ ے کی شکل میں کرتی ہیں، اس کے پر خلاف بین الاقوامی Â م میں کمزور حکومتیں جو طاقت کے* پر اس تقسیم سے* راضی ہیں، موجودہ حا ۔ کے پر قرار رہنے کے حق میں نہیں ہوتیں اور اپنی طاقت کے اضافے بین الاقوامی Â م کی بناوٹ (Texture) اور نمونہ میں Â* نی چاہتی ہیں۔(۳)

(۱) ایضاً ص ۱۷۰

(۲) ہانس جی، مورگنتا، ایضاً ص ۱۸۴.

(۳) عبد العلی قوام، اصول سیا ۔ خارجی و سیا ۔ بین الملل، ج سوم، (تہران: O رات سمت، ۱۳۷۳) ص ۶۵

تمام سماجی مظاہر(Phenomenon)،مختلف درجات میں،قومی طاقت کو وجود میں لانے میں کردار ادا کرتے ہیں۔ان میں سے تو بعض قومی طاقت کو۔ڑھانے میں مثبت کردار ادا کرتے ہیں اور بعض منفی کردار،قومی طاقت میں کمی* یا ٹھراؤ کا* (ہوتے ہیں۔قومی خصوصیات ،قومی ۔ بہ،حکمراں Ã*یت*، بعض جغرافیائی عناصر اس/ وہ میں شامل ہیں جو ا- سماج کے طاقت حاصل کرنے کی راہ میں حائل ہو h ہیں۔عام طور پر قومی طاقت پر * از ہونے والے اہم اور تشکیلی عناصر کو چھ عنوان میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

۱۔ Ã*یت (Ideology)

۲۔ سماجی۔K نی عناصر(Socio- Anthropological Factors)

۳۔ سیاسی عناصر(Political Factors)

۴۔ جغرافیائی عناصر(Geographical Factors)

۵۔ دفاعی عناصر(Defence Factors)

۶۔ اقتصادی عناصر(Commercial Factors)

ان عناصر سے شکل* پانے والی قومی طاقت،ا- دوسرے سے جڑی ہوئی او* قابل تجزیہ ہے۔ان عناصر میں عملی طور پر تفکیک نہیں کیا جاسکتا ہے،جیسا کہ ہم ان کو بہتر سمجھنے کے لئے ان کا تجزیہ وتحلیل کرتے ہیں۔کیوè ممکن ہے کسی خاص شرائط وحالات میں،طاقت کا کوئی عامل اہم جلوہ/ ہو،لیکن حالات کے+ لنے سے اس کی اہمیت کم ہوجائے۔(۱)

(۱)ایضاً،ص ۹۸.

قومی طاقت کے عناصر

(۱)Ãیہ(Ideology):

لغت میں آئیڈ*یلوجی، عقیدہ اور Ã کے معنی میں ہے۔آئیڈ*یلوجی*یÃیہ، اقتصادی،سماجی،دفاعی اور سیاسی قدروں(Values)اور مقاصد کے سلسلے میں فکروں کا ا- مجموعہ ہے اور ان قدروں اور مقاصد کے حصول کے لئے بعض منصوبوں کو پیش کر* ہے۔قومی طاقت پر آئیڈ*یلوجی کی* ثیر ان امور کا* (ہوتی ہے:

۱۔ قومی ۔ بے کی تقو$

۲۔ عوام کو ملک میں موجود سرکاری عملہ اور Ã م پر بھروسہ دلا*

۳۔ ملک میں اتحاد و یکجہتی پیدا کر*

۴۔ آئیڈ*یلوجی دوسرے ممالک میں Óذ کا بہترین ذریعہ

۵۔ بین الاقوامی منظر* مے پر،ہم خیال ملکوں کے اتحاد کا* (

۶۔ فوج کے استقرار*یتبد~ کے لئے اسٹرا Î اور فوجی+ بیر(Tactics)وضع کرنے میں معاون۔(۱)

مفکرین اور سیاسی Âم کے اقوال و کارکردگی کو صحیح سمجھنے کی صورت میں ہی،عوام فیصلوں کے ا: کرنے اور ان پر صحیح عمل درآمد میں* ہی تعاون وشر - کے لئے تیار ہوتے ہیں۔اور یہ امر حکومت کی طرف سے ا- صحیح +* یلوجی کے تعین کا رہین منت ہے۔

(۱)حسین سیف زادہ،اصول روابط بین الملل (الف وب)،ایضاً،ص ۱۷۸./عبدالعلی قوام،ایضاً،ص ۷۵۔۷۶

(۲) **سماجی۔ K نی عناصر** (Socio-Anthropological Factors):

اس میں * دی، قومی خصوصیتیں، قومی ۔ یہ اور سماجی اتحاد جیسے امور کا دخل ہو ہے۔

(الف) *** دی** (Population): * دی اور اس کی کیفیت صلح* ۔ B کے دوران، کسی ملک اور حکومت کی طاقت کے لئے ا ی اہم عامل شمار ہوتی ہے۔ اس عامل پ، دوسرے عناصر جیسے ماہر افراد کا وجود، فوجی عملہ کی تعداد * دی کے ب ڑھنے کا تنا ۔ اور سیاسی Âم کی صلا A ثر ڈالتی ہیں۔ مثال کے طور پ چین، ا ی ارب سے * دہ * دی کے ساتھ، بین الاقوامی سیا پ، ۳۰ لاکھ سے کم * دی والے آلبا 6 (Albania) سے * دہ ثر r ہے، کیو è * دہ * دی، اقتصادی، ٹکنالوجی اور دفاعی وسائل کی فراہمی کا (ہو ہے اور اگر حکومت دوسرے عناصر قدرت میں ا ی نسبتی ی b ہے تو * دی کے عامل پ بھروسہ کرکے، اپنے مفادات اور قومی مقاصد کے تحقق میں بہتر کامیابی حاصل کرسکتی ہے۔ لیکن منفی صورت میں * دی، بین الاقوامی منظر ے پ حکومت کی سرا میوں میں کمی کا (ہوسکتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی ملک دوسرے شعبوں میں پچھڑا ہوا ہوگا تو * دی اس کی طاقت کو ب ڑھانے میں مدد نہیں کرسکتی ہے۔ بعض اوقات * دہ * دی، بین الاقوامی منظر ے پ حکومت کی سرا می کو کم کردیتی ہے۔ (۱)

(ب) **قومی خصوصیات** (National Charateristics): فکری، تہذ R، سماجی اور علمی خصوصیات اور قومی طرز عمل، اس کی قومی خصوصیات میں شامل ہیں، ان میں سے ہر ا ی کسی نہ کسی طرح سے قومی طاقت پ ثر + از ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پ ۔ من کے لوگ، تقسیم کے پہلے سے، ہمیشہ Ä وضبط کی روشنی میں خاص صلاحیتوں کی حامل قوم کے طور پ پہچانے جاتے ہیں۔ اس کے پ خلاف اطالوی لوگ اس میدان میں ہمیشہ کمزور تھے، چنانچہ پہلی عالمی ۔B میں، مجبوراً، انگر ز اور

(۱) عبدالعلی قوام، ایضاً، ص ۷۷۔

فرانسیسی فوج کے ذریعے ان کی حما$ کی گئی۔ (۱) کسی ملک کی قومی خصوصیات کو اس ملک کے تمام افراد پ عمومیت نہیں دی جاسکتی ہے، دوسری طرف ہر قوم کی صفات تغیر+ پ ہوتے ہیں اور دوامی نہیں ہیں۔ جس طرح دوسری عالمی ۔B میں ۔ منوں کی شقاوت وتشدد، آج کے ۔ منی کی خصوصیت نہیں مانی جاسکتی ہے۔ دوسری طرف ا ی قوم کی خصوصیات دوسری قوموں میں دیکھی جاسکتی ہے اور اس طرح قومی خصوصیات کو کسی خاص قوم سے مختص کر بہت مشکل ہے۔ (۲)

(ج) **قومی ۔ یہ اور حوصلہ** (National Morale): قومی ۔ یہ کسی ملک کے افراد کی مشترکہ نفسیاتی اور اخلاقی خصوصیت ہے جو متغیر اور خاص مواقع کے بع ہے۔ قومی ۔ یہ، عوام کی اپنے ملک کی پ لیسیوں کی حما$ اور اس کی تبعیت میں حکومت کی مشروعیت اور سیاسی استحکام میں مو ثر واقع ہوسکتی ہے اور آ کار قومی طاقت میں ا ی اہم عامل شمار ہوتی ہے۔ چنانچہ صلح ۔B کے زمانے میں، کسی ملک کے لوگوں کا ۔ یہ (Morale) اس ملک کے status اور اس کی خارجہ سیا پ اہم ثر r ہے۔ مثلاً چیکوسلواکیہ (Chekoslavia) کے لوگ، پہلی عالمی ۔B کے اختتام -، اپنی الگ پہچان (Identity) کے حصول کے لئے، ا ی اچھے ۔ یہ کے حامل تھے۔ لیکن صلح* ے کے خفیہ معا5ت کے فاش ہونے اور اپنے ملک کی خودمختاری (Independence) کو خطرے میں پ* دیکھ کر، اپنا ۔ یہ کھو بیٹھے اور خود کو موجودہ حالات کے حوالے کر* ی۔

(د) **سماجی سالمیت** (Social Integrity): یہ عامل قومی طاقت کا ا ی اہم مظہر ہے۔ قومی مقاصد کے تحقق اور قومی مفادات کے حصول کے لئے، کسی حکومت کی اہلیت کو پ ڑھانے میں سیاسی، سماجی اور Aتی اتحاد بہت اہم ہیں۔ یہ اتحاد، عوام کے وسیع اشتراک

(۱) ایضاً، ص ۷۸۔

(۲) حسین سیف زادہ، اصول وروابط بین الملل (الف وب)، ایضاً، ص ۱۷۵۔

اورمشترکہ قومی آگاہی (Common National Awareness) اور Ä* یت سے استفادہ
سے وابستہ ہے۔مختلف نسلی،قومی اورمذہبی اَ وہوں کے درمیان یکجہتی اوراتحاد کا فقدان،حکومت
کے کمزور ہونے سے لیکراس کے بکھرنے اور خودمختاری کے خاتمہ کی حد- جاسکتی ہے۔حتیٰ کہ
جغرافیائی اوربین الاقوامی منظر* مے سے اس حکومت کے ختم ہونے کا* (ہوجائے۔(۱) جیسے وہ
قومی،نسلی،مذہبی اور Ä* یتی اختلافات جوروس (U.S.S.R) میں پیدا ہوئے اورآ کار اس کے
بکھرنے کا* (ہوئے۔(۲)

(۳) سیاسی عناصر (Political Factors)(۳)

اس میں،سیاسی استحکام،قیادت کی کیفیت،حکومت کی شکل اورقومی اعتبار کی طرف اشارہ
کیاجاسکتاہے:

(الف) سیاسی استحکام (Political Stability): حکومتوں کے قومی مفادات،کچھ
استحکام بخش عناصر سے ل e ہوئے،ا- لمبے عرصے میں تشکیل* پ تے ہیں۔لیکن آسانی سے
تبدیل نہیں ہوتے ہیں،اَ چہ حکومتوں کی تبد~ سے،خارجہ* پ لیسی کے مقاصد کے رجحا ت میں
تبد~ آسکتی ہے۔

C یدی تبد~ اور خارجہ* پ لیسی کے جیحات میں + لاؤ،وسائل کی تقسیم میں تبد~ ،یعنی
کسی شعبے کے کچھ مادی ومعنوی مفادات کو دوسرے شعبے سے مختص اورمنتقل کرنے کے ہمراہ ہو*
ہے۔قومی مقاصد پر نگاہ کرنے کا + از،سماجی دفاعی،اقتصادی،تہذ R اورسیاسی منصوبہ بندیوں کی

(۱) عبدالعلی قوام،ایضاً،ص۸۰.
(۲) جوزف فرانکل،روابط بین الملل در جہان متغیر،عبدالرحمٰن عالم،ج پنجم، (تہران: ا O رات وزارت خارجہ،
۱۳۷۶)،ص۱۶۰.
(۳) عبدالعلی قوام،ایضاً،ص۸۲-۸۷

تبد~ کا* (ہو* ہے،اوراَ یہ تبدیلیاں،مختلف بحرانوں کے ظاہر ہونے کا* (ہوں تو قومی
طاقت کی کمی اورملک کے + رنیز بین الاقوامی تعلقات میں اس کی کمزوری کا L ہےاور سیاسی
استحکام ختم ہوجا* ہے۔لہٰذا سیاسی استحکام کومستقل نہیں بلکہ غیر مستقل تغیر+ یلازمہ کی حیثیت سے
مطالعہ کر* چاہئے،کیو è اقتصادی عنصر،ا- مستقل تغیر+ ی(Variable) کی صورت میں،سیاسی
استحکام کو کنٹرول کر* ہے اورقومی طاقت کو کم کر* ہے۔

(ب) قیادت (Leadership): قیادت مختلف پہلوؤں سے قابل غور ہے: سفارتی،
اقتصادی،Ä* یتی اوردفاعی انتظام۔حکمت عملی بنانے اوراس کے * فذ کرنے کے عمل میں مختلف
افراد اَ وہ،ادارے اور انجمنوں کے شامل ہونے کے * وجود،خارجہ* پ لیسی اور بین الاقوامی
تعلقات اوراس کے عملی کرنے کے طر h ں کومنظّم کرنے کے لئے،ایسے لیڈروں اورانتظام کاروں
کی ضرورت ہے جو،حالات اور بین الاقوامی تقاضوں (Circumstances) کا ادراک
(Perception) اورشنا # کرکے اپنے قومی مفادات صحیح طر j سے تعین کریں اورقومی مقاصد
کے حصول کے لئے سرا َ م ہوجا N ۔

قیادت ایسا عنصر ہے جوقومی طاقت کو بڑھانے میں مدد کرسکتا ہے اوربعض حقایق جیسے
مادی ومعنوی وسائل کی تیاری اور استعمال کے طر j ،سماجی اتحاد واستحکام کے قیام اور تقو $ کے
لئے آئیڈ* یلوجی سے استفادہ اور بحرانی حالات و B میں دفاعی سہولتوں (Facilities) کے صحیح
استعمال پر منحصر ہوتی ہے۔

(ج) حکومت کی قسم (Type of Government): حکومتی ڈھانچہ
(Government Structure)،فیصلہ e اور* پ لیسی بنانے Policy making کے
طر j ،حکمت عملی (Strategy) کے اتخاذ اوراس کے آ نو بہت ل ر p ہیں۔کوئی ملک،صرف
خاص خصوصیات کی حامل حکومت کے ذریعہ ہی،قومی طاقت کو بڑھاوادینے اوردوسروں کے کردار پر

ا؎ + ازی کی C ی دکو حاصل نہیں کرسکتا ہے، بلکہ ہر ملک، چاہے وہاں کسی بھی قسم کی حکومت ہو، حکومت کے سیاسی استحکام، خارجہ * پ لیسی کے ذمہ داروں کی مہارت اور اہلیت، ان کی تیز طراری اور تحرک، قیادت کی کیفیت، عوامی ادراک وآگاہی اور آ ٔ کار بنائی گئ * پ لیسیوں کی عوامی حما $ ی اور پشت پناہی کے ذریعے، داخلی اور بین الاقوامی منظر * مے پ اپنی قومی طاقت کو . ڈھاوادے h ہیں۔

(د) **قومی اعتبار** (National Status): عالمی سماج میں کسی حکومت کی حیثیت Position، قومی اعتبار * ی بین الاقوامی ساکھ (International Prestige)(۱) کے لحاظ سے اس حکومت کی طاقت کے گھٹانے * ی . ڈھانے میں اہم ہوتی ہے۔ حکومت عالمی سماج کے سامنے اپنے کردار اور ڈھانچہ کے سلسلے میں جو کچھ پیش کرتی ہے، وہ سیاسی اور اقتصادی * . ت پ A ی میں بہت مؤ ؓ ہوتی ہے، اسی طرح کسی حکومت کا ا ی . ہ ت ومطلوب حا ت سے بہرہ ور ہو * ٔ، سفارتی مذاکرات میں ا ی اہم عنصر شمار ہو * ٔ ہے۔ کسی حکومت کا . B S * . ہری حملے کی صورت میں نقصان سے محفوظ رہنے کی صلا A ی (Non-Vulnerable)، طاقت ور حرحف کی موجودگی، چشمگیر اقتصادی وصنعتی کامیابی اور مستقل حکمت عملی سبھی ان موارد میں سے ہیں جو کسی حکومت کی Position کو + رون ملک اور اس کی اتباع میں بین الاقوامی منظر * ٔ مے پ قومی طاقت کو . ڈھانے میں مدد کر h ہیں۔

(۴) **جغرافیائی عناصر** (Geographical Factors)(۲):

اکیسویں صدی کی حیرت انگیز تبدیلیوں کے * . وجود، جغرافیائی وسعت، شکل، طبیعی حا ت اور سرحدیں، بین الاقوامی تعلقات میں قومی طاقت کو گھٹانے * ی . ڈھانے میں . سے اہم عناصر ہوتی ہیں۔

---

(۱) حسین سیف زادہ، اصول وروابط بین الملل (الف وب)، ایضاً، ص ۱۷۷.

(۲) عبدالعلی قوام، ایضاً، ص ۸۷ الی ۹۲. / عزت اللہ عزتی، مژئوپولیتیك در قرن بیست و یکم، (تہران: O ا رات سمت، ۱۳۸۰)، ص ۷۸ الی ۱۰۵.

(الف) **وسعت** (Expanse): وسیع وعریض خطہ زمین بہت ساری K نی طاقت کو اپنے + رسما e کے علاوہ، . B کے دوران، فوج کے پیچھے 0 کے امکان کو آسان بنا * ہے اور اسے * ٔ قابل تسخیر (Invincible) حا ت » کر * ہے۔ لیکن دوسری صورت میں، دفاعی طاقت اور طاقت میں مؤ ؓ د V عناصر میں کمزوری کی صورت میں، وسیع وعریض ملک کے چپہ چپہ سے منا . دفاع کرنے میں مشکلات کا سامنا کر * ٔ پ * ہے اور ملک میں دشمنوں کی در + ازی کے امکا * ٔ ت . ڈھ جاتے ہیں اور ملک کے + راو * . ہر قومی طاقت گھٹ سکتی ہے۔ آج کے عمومی Ã یے کے بمو . # ، ملک کی * . دی کے پھیلاؤ کے تنا . وسعت مثالی (Ideal) ہوتی ہے۔

(ب) **شکل** (Shape): اَ کسی ملک کی جغرافیائی شکل ا ی منظّم ہندسی صورت میں ہو تو اچھی + افعی حا ت سے . خوردار ہوگا۔

(ج) **طبیعی حا ت** (Physical Position): کسی ملک کا پہاڑی ہو * ٔ، اپنے متعلق ہمسائل کے * . وجود دفاعی نقطہ Ã سے مفید ہوسکتا ہے۔ زمین کا دھنسا ہو * ٔ (Sunken Surface) بھی ملک کے لئے دفاعی سہولیات * ی مشکلات کا * . (ہو * ہے۔

(د) **طبیعی سرحدیں** (Physical Borders): . سے * ی دہ منا . سرحد وہ ہوتی ہے جس کا دفاع آسانی سے کیا جاسکے، جیسے پہا * ی در * ی۔ بعض مواقع پ + * ی ں بھی منا . سرحدیں . $ ؓ * ہوتی ہیں، لیکن اکثر + یوں کا اہم تجارتی راستہ شمار ہو * ٔ، ان کی اہمیت کو پہا * ی در * ی کے مقابلے میں گھٹا دیتا ہے۔ کسی ملک کے پ ڑوسیوں کی حا ت (Position) بھی، قومی طاقت نیز تعلقات پ مؤ ؓ ہوتی ہے، چنانچہ کمزور پ ڑوسیوں سے پیدا ہونے والی حفاظتی خلا * . ہری طاقتوں کے حملے کا * . (ہوسکتا ہے۔

(۵) **دفاعی عناصر** (Defensive factors)(۱) اس عامل میں، اسلحے اور جنگی سازوسامان، دفاعی

---

(۱) عبدالعلی قوام، ایضاً، ص ۹۲-۹۳.

افراد کی تعداد و کیفیت، دفاعی قیادت وÂمت، دفاعی بجٹ (Bugdet)، فوجی چھاونی، دفاعی فنون، فوجوں کی حر- خیزی، فوجیÄ و¾ام (Logistics) اور د7یبی (Provision) کے امکا* ت وغیرہ کا مطالعہ کیا جا* ہے۔ دفاعی طاقت میں کسی بھی طرح کی افراط و تفریط، خارجہ سیا- پر عملدرآمد کرنے والوں کو بہت سارے مشکلات سے دوچار کر* ہے۔ دفاعی عنصر مستقل نہیں بلکہ تغیر+یر ہو* ہے، کیوè دفاعی طاقت خود، Â*یتی، اقتصادی، نفسیاتی اور ارضی سیاسیات (Geopolitics) سے متاثر ہوتی ہے۔ بین الاقوامی تعلقات میں کسی ملک کی قومی طاقت میں دفاعی قیادت اور جنگی اسلحے بہت اہم ہوتے ہیں، چاہے دو ملکوں کے درمیان تنازعات کے حل کے لئے B اور مقابلے کی جگہ، مصالحت آمیز راستے موجود ہوں۔

(۲) اقتصادی عناصر (Economical Factors)(۱):

موجودہ وسائل کے صحیح استعمال کے لئے سیاسیÂم کی سنورنے اور حر- آمیزی، قومی طاقت کے اہم معیاروں میں شمار ہو* ہے۔ چنانچہ وہی حکومت طویل مدتی B میں شری- ہوسکتی ہے جو معاشی امکا* ت کے نقطۂÂ سے بے فکر ہو۔ کوئی حکومت جتنا* دہ امکا* ت و ذرائع سے مالامال ہوگی، اتنا ہی صلح B کے دوران اس کی نقصان+ی کم ہوگی۔ اس عنصر میں بعض متغیرہ (Variable) اور + رونی و خارجی مسائل پر توجہ دینی چاہئے۔ جیسے: مجموعی پیداوار (Gross National Product G.N.P.)، سالانہ آمدنی، صنعتی و زرعی پیداوار کی تعداد و کیفیت، وسائل کی فراہمی (Availability)، حکومت کا دوسری سیاسی اکائیوں کے مالی و اقتصادی ذرائع پر انحصار و عدم انحصار کے درجے، دوسری عالمی B (Second World War) کے بعد سے بین الاقوامی اقتصادیÂم کی پیچیدگی (Complicated)، غری$ و امیر ملکوں کے درمیان خلیج، تیسری

(۱) ایضاً ص ۹۴-۹۵

د* کے ممالک کے اقتصادی، سیاسی اور تہذRÂم کی بڑی صنعتی طاقتوں کی سیاستوں سے لا+ی بڑی طاقتوں کے ذریعے مختلف حربوں کو استعمال کرکے، پچھڑے ملکوں کو اپنے قابو میں کرنے کی کوشش۔

دھیان میں رکھنا چاہئے کہ کسی ای- شعبے پر حد سے *دہ زور دینا اور سرمایہ کاری اور *کید، دوسرے شعبوں میں کمزوری اور پچھڑے پن کا* (ہوسکتا ہے، اور لمبے عرصے میں قومی طاقت میں کمی کا* (بھی۔ لہٰذا طاقت و اقتدار کے عناصر میں اقتصادی تقسیم کے سلسلے میں ای- طرح کا توازن و اعتدال چاہئے۔

طاقت قرآن اور اسلام میں

اسلام میں بھی طاقت کا بیان ہوا ہے، لیکن یہ حقیقت پسندی (Realism) کی طرح نہیں، جو طاقت کو سیا- کا اساس جا{ ہے۔ قرآن و اسلام میں سیا- ، اقتدار حاصل کر* نہیں ہے، لیکن اپنی جگہ پر اور اعتدال و تنا کی حد میں اہمیت کا حامل ہے اور اس کو اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے ای- وسیلہ کے طور پر استعمال کیا جا* ہے۔ چنانچہ آغاز بعثت میں، مخفی تبلیغ اور ساتھیوں کی تعداد کم ہونے کی وجہ سے، پیغمبر کی بہت *دہ طاقت نہیں تھی، اس کے* وجود کبھی بھی آن حضور نے کسی بہکاوے میں، قریش کے وعدے و وعید کو اور اس کے ذریعے اپنی سیاسی و اقتصادی طاقت کو بڑھاوا دینے اور اس کے+ لے میں اللہ کی وحدا M کی تبلیغ کو ت-ک کرنے کو قبول نہیں فر*ی۔

لیکن اعلا6 تبلیغ کے بعد، مسلمانوں کی حبشہ اور اس کے بعد مدینہ کی طرف ہجرت کرنے اور ساتھیوں کی تعداد میں اضافہ اور اسلام کے فروغ کے ساتھ پیغمبر کی طاقت روز بروز بڑھ رہی تھی۔ مدینہ میں عقبہ کے دونوں معاہدوں کے ذریعے لوگوں کا اشتراک، تعاون اور حما$ کو حاصل کرکے اور ان کے اختلافات کو دور کرکے، مسلمانوں کے قومی ; بے کو تقو$ دی۔

دوسری طرف اللہ کے حکم سے مسلمانوں کو رشتۂ اخوت سے *+ ھ کر، ôbÂ^ [ÛôÂÖÄ ájo
ô ÔÕç³ (حجرات،۱۰)،''مومنین تو آپس میں بس بھائی بھائی ہیں۔'') ان کے *ر دہ سے *ر دہ ہمدلی
اورقر $ * (ہوئے۔تفریق (Discrimination) کو ختم کیا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرما* ہے:

ô ÃàÖäÓüÂ ,ô]öîÌÔÀÜ (حجرات،۱۳)

اس میں شک نہیں کہ خدا کے نزدیک تم سب میں

سب سے بڑا عزت دار وہی ہے جو بڑا پرہیز گار ہو۔

مسجد کو مسلمانوں کا سماجی، سیاسی، دفاعی اور تہذR مرا/ قرار *یا اور ان کو مختلف علوم کی تحصیل کا شوق دلا*یا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرما* ہے:

ãâôØÜ`ãÂç×Ö`ÙÓÝç%ãàä(Ú°) o³ÊãâØÃæq,Ô] çäö

ØÊÂÚç°ÔØã ãàÔÂó vÔ]æhäjÔÔ] ÜÕÜ³Ãæü³`ãÕ^ãæö

àãfÓÙ ØoÊØ (جمعہ:۲)

وہی تو ہے جس نے جاہلوں میں ان ہی میں کا ایک

رسول بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو

پاک کرتے اور ان کو کتاب اور عقل کی باتیں سکھاتے ہیں

،اگرچہ اس کے پہلے تو یہ لوگ صریحی گمراہی میں (پڑے

ہوئے) تھے۔

àÚçäâ,Ô] éÂâôÚäÖØ³]ãÖ]Ø¿Öç%Ûä^ÔÎ³ÕoÊçØ]çÃîÓ×ÊØö

ÜÛ`ãÔØ (یوسف:۱۰۹)

تو کیا یہ لوگ روئے زمین پر چلے پھرے نہیں کہ غور

کرتے کہ جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں ان کا انجام کیا ہوا

àãé^ÔÂãÖØ]éÂâôÚäÖØ³]ãÖ]Ø¿Öç%Úä^ÔÎÕoÊçØ]çÃîÓ×ÊØ (آل عمران:۱۳۷)

پس ذرا روئے زمین پر چل پھر کر دیکھو تو کہ

(اپنے اپنے وقت کے پیغمبروں کو) جھٹلانے والوں کا کیا

انجام ہوا۔

,کیۂ Ñ ،لوگوں-- الٰہی*یت کو پہنچا*،کتاب وحکمت کی تعلیم اور تحصیل علم و دانش ایسے امور ہیں جو زمین کے کسی بھی کونے میں ،سماج کی تہذR" تی کا* (ہوتے ہیں۔آن حضرتؐ نے تمام اوقات اور تمام امور میں اچھے اخلاق ،خوشروئی اور مہر*بانی کی دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

DMEÑ¡ ÌÝ]ÜÚ^ÓÚÜÛi`ÂoÓÖ]ô

بے شک میں مکارم اخلاق کو مکمل کرنے کے لئے

مبعوث کیا گیاہوں۔

ہمیشہ قسط وعدل سے* وکرتے تھے اور غنیمت کے اموال خمس وزکوٰۃ کو عادلانہ طور تقسیم کرتے تھے، کیوè اللہ تعالیٰ فرما* ہے:

ôâŠu]çÂ^ãÙ‚ÃÖ]Ôá]ô (نحل۹۰)

بے شک اللہ عدل و احسان کا حکم دیتا ہے۔

دوسرے مذاہب کے ماننے والوں جیسے یہودیوں سے اچھا* وفرماتے تھے،جیسا کہ مدینہ کے منشور میں ،ان کو امت واحدہ کے ا-ء کے طور تعارف کراتے ہوئے ان سے ا-

(۱) ابوعلی الفضل بن حسن طبرسی، مکارم الاخلاق، ج اول، (تہران: اO رات اعلمی، ۱۳۷۷)، ص۳۶۔

معاہدہ بھی کیا۔ اسلام قبول کرنے کے سلسلے میں، کسی طرح کی زورنہ دستی نہیں کی ہے، بلکہ اس سلسلے میں K ن کو آزاد چھوڑ* یا ہے:

o⁰ äúö,ö †[] äúø; ê (.[] oîûôçè (بقرہ:۲۵۶)

دین میں کسی طرح کی زبردستی نہیں ہے کیونکہ

ہدایت، گمراہی سے الگ ظاہر ہو چکی ہے۔

ہمیشہ مسلمانوں کو اپنے ایمان کو مضبوط کرنے کا حکم دیتا ہے:

äü[] ûôÔ äöç ö`ö ç Šü ö ç, ö äz,ö[]

áä,ç üäö (اÅم:۸۲)

جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اپنے ایمان کو

ظلم(شرک) سے آلودہ نہیں کیا انہیں لوگوں کے لئے امن و

(اطمینان) ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

áä,ç ö^ î ô äö â ö ô ú ö â ö (سجدہ:۱۸)

کیا جو شخص ایماندار ہے اس شخص کے برابر

ہو جائے گا جو بدکار ہے (ہرگز نہیں یہ دونوں) برابر نہیں

ہو سکتے ۔

: ائے واحد اور اس کی مطلق حاکمیت پر ایمان لا*، حق کے سامنے سر تسلیم خم کر*، اور مجموعی طور پر اسلامی اصول پر ایمان لا*، یہ . مسلمانوں کی قومی خصوصیت، دینی و مذہبی مشترکات اور اسلام و پیغمبرؐ کی طاقت کے عناصر ہیں۔

پیغمبر اسلامؐ، جنگوں میں مکمل درا$ اور اصحاب سے مشورہ کر کے، بہترین او ... فتہ ,... ین ساز و سامان (Equipment)، جنگی و دفاعی صف آرائی (Deployment of Forces) حتیٰ

کہ سچے اور وفادار جاسوسوں سے فا+ ہ اٹھاتے تھے۔ جیسا کہ: ا+ عالم فر* ہے:

áøfä;iö ß[] ½ö äö á äç Ô á ú ö _ö[] ú ä`ö ; ³ âö

ô] ä ,äö (ا آل:۶۰)

اور(مسلمانو) ان کفار کے (مقابلے کے) واسطے

جہاں تک تم سے ہو سکے (اپنے بازو کے) زور سے اور بندھے

ہوئے گھوڑوں سے (لڑائی کا) سامان مہیا کرو۔ اس سے خدا

کے دشمن پر اپنے دھاک بٹھالوگے ۔

پیغمبرؐ نے جمہوری حکومت کی C در رکھی۔ چنانچہ، ہمیشہ، تمام امور میں مسلمانوں اور اپنے ساتھیوں سے مشورہ فرماتے تھے۔

Ü`öäp,ø ö äüø (شوریٰ:۳۸)

اور ان کے کل کام آپس کے مشورے سے ہوتے ہیں۔

†ú ô ö äö ø (آل عمران:۱۵۹)

اور ان سے کام کاج میں مشورہ کرلیا کرو۔

امر بہ معروف و نہی عن G کو پھیلا* یا:

†ö ö] àâ ä ô î ö ü †ú ø (لقمان:۱۷)

اور (لوگوں سے) چھا کام کرنے کو کہو اور برے کام

سے روکو۔

آن حضرتؐ نے خا+ انی اور قبائلی طرز حکومت کو، اسلامی حکومت میں تبدیل کر* یا۔ ا یہ ایسی حکومت جس میں حاکمیت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور پیغمبر اسلامؐ، اللہ کے بھیجے ہوئے، حامل وحی اور الٰہی احکام *: فذ کرنے والے کی حیثیت سے، اللہ کی طرف سے، معاشرے کے عینی ولا$

اورسرو ستی کواپنے ذمے لئے ہوئے تھے۔پیغمبر اسلامؐ ا یـ* پ ک ومعصوم، عادل وعالم اور و مد. و منتظم رہبر تھے، اورا یـ اچھی قیادت کی خصوصیات کے حامل تھے۔

oÞ]çÕ¶Ó÷ôlaç ÖØÚÓÕ2ažœ,Ï©] á Ü`õaû³`õaèÎ©ø

lø'õÜ©ànôÔÔ×ÛÜ ûu©äv©ø©ÔÔ×Ü] äšøçÓ³ø

oÔô÷_Šä©pa]ÚÓÔ©ä_©ø] ø] á ÙÔÎÜ] à³ÓÔ‰ø

ÜŠ r]aÜÔ] (بقرہ:۲۴۷)

اور ان کے نبی نے ان سے کہا کہ بیشك خدا نے

(تمہاری درخواست کے مطابق) طالوت کو تمہارا بادشاہ

مقرر کیا۔(تب) کہنے لگے اس کی حکومت ہم پر کیونکر

ہوسکتی ہے حالانکہ سلطنت کے حقدار اس سے زیادہ تو

ہم ہیں۔کیونکہ اسے تو مال (کے اعتبار)سے بھی فارغالبالی

(تك) نصیب نہیں ۔(نبی نے) کہا خدا نے اسے تم پر فضیلت

دی ہے اور (مال میں نہ سہی) مگر علم اور جسم کا پھیلاؤ

تو اسی کا خدا نے زیادہ فرمایا ہے۔

جیسا کہ حضرت علیؑ فرماتے ہیں ‡øa©] àäÓÔ;] áõÓ©äÔÝ^eÜÔ]äõÓ©ä©ø

åÔê],,vøÄÔjP ÜÛÜ‚Ô(gaø©ä©] ÑøÈ©ÔçÝ] Ä_Í]ä^ÔÛ–ÔäõÛ³ r³ø

!ÅÛjÔÝ^e áa^^ÂÔ(Ô‰Ý^e áaÜÒÔÙ`ÊÔ(T×Î]ç^ÒäÛ(Ôçõ] hÜÔ];ÔjØ

پیغمبر اسلامؐ کے یہ تمام اقدامات، مسلمانوں کے اتحادو u نگت اور اسلامی حکومت کے سیاسی استحکام کا* . (ہوئے۔اس طرح مکہ کے فتح ہونے سے اور اسلام و مسلمین کے ,. ڑے دشمنوں کوراستے سے ہٹانے سے، یہ طاقت اپنے کمال , پہنچ گئی۔اسلام، جغرافیائی نقطہ Ã سے بھی پھیلا اور وسیع ہH یـ ۔یہاں -- کہ . ;! ہ عرب کی سرحدوں سے بھی* . ہر پہنچH یـ ۔پیغمبر اسلامؐ نے اسلام کی تبلیغ کے لئے، مختلف حکومتوں کے* م قاصد روانہ کئے اور اپنے بین الاقوامی تعلقات کو مکمل اقتدار کے ساتھ, قرار کیا۔ چنانچہ آنے والے زمانے میں، دو. ڑی طاقتیں یعنی ا, یان وروم , بھی حاوی ہوئے اور وہ ملک بھی، اسلام کی حدود میں داخل ہوگئے۔اس طرح پیغمبرؐ نے، اللہ کی مدد اور قرآن کی ہدا$ سے داخلی اور بین الاقوامی منظر* مے, اپنی قومی طاقت کے نقطۂ عروج, پہنچ گئے۔جیسا کہ: ا+ عالم ارشاد فرما* ہے:

àn]ÔÛ©äÔ;]ÔÔ,ø©,Ô] qaö (آل عمران:۶۲)

وہی تو وہ ہے جس نے اپنی خاص مدد اور مومنین

سے تمہاری تائید کی۔

تیسرا باب

بین الاقوامی تعلقات
میں
سفارت کاری

سفارت کاری(Diplomacy)

سفارت کاری کی تعریف:

ڈپلومیسی(Diplomacy)، یو*نی لفظ ''ڈپلوما'' (Diploma) سے لیاH یا ہے، جس کے معنی موڑے ہوئے صفحہ* یا کسی بھی قسم کے موڑے ہوئے* یا Roll کئے ہوئے پتے ہے۔ اور اصطلاح میں ای- رسمی سند (Official Document) کو کہتے ہیں جس کے بمو. # ،کوئی عنوان، امتیاز* یا مراعات (Privilege) کسی شخص کو* دی جا* ہے۔(۱)

بین الاقوامی تعلقات کی اصطلاح میں، ممالک کے درمیان تعلقات کو رسمی نمائندوں کے ذریعے، ہدای$، کنٹرول اور تنظیم کرنے کے عمل کو سفارت کاری* یا ڈپلومیسی (Diplomacy) کہتے ہیں۔ ڈپلومیسی یعنی، خارجہ سیا ، رہبر اصول اور ذرائع نیز ان پر عمل درآمد کرنے کی کیفیت کو کنٹرول کر* ،(۲) جس کے ذریعے ای- حکومت عملی وا. ائ+ ابیر کی مدد سے اپنی سرحدوں سے* . ہر اپنے مفادات کا تعاقب (Pursuance) کرتی ہے۔

ملکوں کے ای- دوسرے پر . ڑھتے ہوئے انحصار کی وجہ سے، بین الاقوامی نشستیں اور کثیر فریقی اجلاس (Multilateral Summit)(Diplomacy of Conference) اور* پارلیمانی ڈپلومیسی (Parliamentry Diplomacy) روز. ونر. ڑھتی جا رہی ہیں۔ لیکن ممالک بہت سارے امور کے تحت، آپسی تعلقات ر p ہیں۔ اس طرح کہ بیشتر ڈپلومیٹیک سرا میاں، دوفریقی ہوتی ہیں اور وزارت خارجہ کے عام ذرائع اور* . ہری ملکوں میں مقیم سفارتی وفد کے ذریعے ا* پاتی ہیں۔ بعض اوقات سفارت کاری سرا میاں، قانون ساز اور عدالتی اداروں کے سر. اہوں کے ذریعے (۳)، اور کبھی کبھی اہم اور حساس مسئلوں میں، چوٹی کی سطح پر، ممالک کے سر. اہوں کے

(۱۔۲) جک سی پلینو، روی آلتون، ایضاً، ص ۳۲۵ اور ۳۲۶.

(۳) عبدالعلی قوام، ایضاً، ص ۲۰۸

درمیان* ت پA کے ذریعے اور بعض مواقع بین الاقوامی اداروں کے ذریعے ا * پتے ہیں۔

عوام کو اپنے کاموں میں شر یـ کرنے کے نقطہÃ سے ڈپلومیسی خفیہ اور کھلی ڈپلومیسی میں تقسیم ہوتی ہے۔اس طرح پچھلے دور میں، مطلق العناں حکومتیں (Autocratic)، عوام اور قوم کو کوئی موقع نہیں دیتی تھیں اور حکام وسلاطین خود، فیصلے کرکے اس* فذ کرتے تھے، لیکن یہ طر i کچھ عناصر سے متاثر ہوکر، کھلی ڈپلومیسی میں تبدیل ہH یـ۔ بعض عناصر جیسے :ٹکنالوجی میں انقلاب، سیاسی اکائیوں کا ایـ دوسرے سے وابستگی اور دوطرفہ انحصار،اَ وہی تعلقات کی پیش رفت، رائے عامہ (Public Opinion) کی اہمیت، آمر$ (Dictatorship) کا خاتمہ اور نئی جمہوریتوں کا 1/4رکی بنا پ کھلی ہوئی ڈپلومیسی میں کسی بھی طرح کا خفیہ معاہدہ اور قرار* مہ* l ہH (۱) اور حکومتوں کو کم از کم بین الاقوامی مذاکرات کے{ ئج اور خارجہ سیا ـ کے حقائق کو عوام کے سامنے* چاہئے، کیوè حکومتوں کو، بحرانی حالات میں، اپنے عوام کی حما$ واشتراک، تعاون اور ایثار کی ضرورت ہے۔اور قوم خود بھی اس* ت کا مستحق جا,, ہے کہ ان ایثار و* نی کے مواقع پ حقایق اور معلومات فراہم کئے جانے کی مستحق سمجھتی ہے۔(۲)

ممالک ،سیاسی ماحول اور مدÃ مفادات کیC دپ ،. وئے کار لائی جانے والی Diplomacy ،مختلف اور متنوع ہوجاتی ہے۔ بہر حال Diplomacy چاہے کسی بھی قسم کی ہو، لیکن بین الاقوامی تعلقات کے منظم وقاعدہ مندÂم کو مدد پہنچاتی ہے اور بین الاقوامی تنازعات کا پ امن طر j سے تصفیہ کا رائج* ین طر i ہے۔۔اَ چہ Diplomacy ٹکنالوجی اور فنی علم سے بہرہ ور ہوتی ہے، لیکن یہ* دو* فن (Art) ہے نہ کہ علم (۳) اور ممالک کے درمیان تعلقات میں،

(۱) جوزف فرانکل، ایضاً، ص۱۷۴.

(۲) عبدالعلی قوام، ایضاً، ص۲۸۰.

(۳) علی اصغر کا%، روابط بین الملل در تئوری ودر عمل، ایضاً، ص۲۴۲.

ذاتی ربط کے لئے ، یہ اصلی اور ضروری ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ بھی اس فن کے مالک تھے۔ چنانچہ* پ* رسفیر اور اُن ئندہ بھیجنے اور سران قریش سے مذاکرہ کرنے کے بعد، آ کار، مذاکرات کا نتیجہ. آمد ہوا اور پیغمبر اسلام نے مشرکین سے موافقت حاصل کرکے، صلح حدیبیہ کے معاہدے پ دستخط کیا اور یہ* ت پ امن طر j سے ا م +پ ہوئی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورہK ء، آ$ نمبر ۱۱۴ میں ارشاد فر* ہے:

[illegible]

ان کی راز کی باتوں سے اکثر میں بھلائی کا تو نام تک نهیں،مگر (هاں)جو شخص کسی کو صدقه دینے یا اچھے کام کرنے یا لوگوں کے درمیان میں ملاپ کرانے کا حکم دے تو (البته ایك بات هے)اور جو شخص محض خدا کی خوشنودی کی خواهش میں ایسے کام کریگا تو هم عنقریب هی اسے بڑا اچھا بدله عطا فرمائینگے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آ$ میں سفارت کاری اور سفیر کے فرائض منصبی کو صدقہ دینے اور اچھے کام کرنے کے. ا* ہے اور فر* یہ ہے کہ اَ اس میں اللہ کی رضا جوئی چھپی ہوئی ہو تو بہت ,ڈی .' کا حقدار ہوگا۔

سفارت کاری کے فرائض منصبی

ڈپلومیسی کے منصبی فرائض کو چھ عنوانوں میں ذکر کیا سکتا ہے:

۱۔Ú ئندگی (Representation): . سے اہم فریضہ ہے۔Ú ئندہ اپنے اسناد تقرر (Credential)(۱) کو ظاہر کر کے، قومی، اداری، سیاسی اجلاس اور نشستوں میں شریک ہو کر اپنا کام ا م دیتا ہے۔Ú ئندے کا . سے اہم سیاسی رخ، وہC ی ہے جس میں سفارتخانہ اور دوسرے سفارتی ذرائع سے اپنی قومی سیا ت کی وضا # و مدافعت، مذاکرات اور قبول کرنے والی حکومت کی خارجہ اور داخلی سیا ت کو تغیر دینا شامل ہے۔

۲۔ا™ ہی تبدیلیوں کے سلسلے میں وقت پر آگاہی: سفیروں کے خاص فرائض میں ای یہ بھی ہے کہ رو Ú ہونے والےC دی مسائل اور + رونی و بیرونی Pattern اور ان کے { ئج کا تجزیہ کر کے، اپنی حکومت کو آگاہ و متنبہ کریں۔

۳۔نئی سیاستوں اور پہل کرنے والے اقدامات کیC ی ڈالنا یا ماحول فراہم کرنا۔

۴۔طرفین یا چند ممالک کے درمیان بالقوہ یا بالفعل تنازعات کی صورت میں اختلافات کو کم کرنا اور دو فریقی یا کثیر فریقی تعلقات کو آسان بنانا۔

۵۔تبدیلیوں پر کنٹرول اور تغیرات میں Ä وضبط برقرار کرنا۔

۶۔بین الاقوامی معیاروں کے قواعد کے ای وسیع مجموعے کی + وین، تنظیم، اصلاح اور Systematize جو بین الاقوامی Â م میں ای طرح کے ڈھانچے کے X ا دیتا ہو (ہوتا ہے۔(۱)

---

(۱) آر. پی. رستون، دیپلماسی نوین، محمد جعفر جواد، (تہران: نشر دادگستر، ۱۳۷۹)ص ۲۲.

سفارت کاری کے مختلف طریقے (Different Ways of Diplomacy)

(۱) مذاکرہ (Negotiation Diplomacy):

حکومتوں کے درمیان مذاکرہ سفارتی Â یت کا تبادلہ ہوتا ہے جو کہ دو یا چند فریقی صورت میں، اقوام متحدہ (.U.N.O) کے مراکز اور دفاتر، نیز ممالک کے دارالسلطنتوں اور بین الاقوامی اجلاس میں واقع ہوتے ہیں۔اسی طرح تمام اہم بین الاقوامی معاہدوں پر دستخط کرنے سے قبل، غیر رسمی مذاکرات ا م پاتے ہیں۔

مذاکرہ معمول کی سفارتی سرا می ہے جو سفیر، سفارت خانے کے ممبران یا خاص سفارتی افسروں کے ذریعے ا م پاتی ہے۔مذاکرہ اطلاعات کے تبادلہ کے لئے ا م پاتا ہے اور افہام و تفہیم اور اتفاق کی ابتدا ہے۔(۱) اس کیC دی ٹکنیک ترغیب (Encouragement) اور سمجھوتہ (Compromise) ہے(۲)۔مذاکرہ ایسا طریقۂ کار (Process) ہے جس کے ذریعے، کسی مبادلہ یا ایسے مشترکہ منافع جس میں متعارض منافع بھی موجود ہوں، کے سلسلے میں توافق حاصل کرنے کے لئے کچھ تجاویز پیش کئے جاتے ہیں۔مذاکرہ، صریح و واضح تجاویز کا مقابلہ (Confrantation) ہوتا ہے جو مذاکرے کو ضمنی طور پر سودے بازی (Bargaining) اور تنازعات ظاہر کرنے والے دیگر V شکلوں سے الگ کرتا ہے۔(۳) مثال کے طور پر وہ معاہدے جو پیغمبر اسلامؐ نے مختلف قبیلوں اور قوموں سے کئے۔

---

(۱) جک سی. پلینو، روی آلتون، ایضاً، ص ۳۳۲.

(۲) جوزف فرانکل، ایضاً، ص ۱۷۸

(۳) آر. پی. رستون. ایضاً، ص ۱۰۵.

(۲)کثیر فریقی ڈپلومیسی یا کانفرنس(Multilateral Diplomacy):

کاÐنس کی ڈپلومیسی، کھلی سفارت کاری کی ا- شکل ہے جس میں بین الاقوامی نشستوں کے ذریعے سلسلے وار اور مفصل کثیر فریقی سفارتی مذاکرات ہوتے ہیں۔ساری د* میں اقوام متحدہ اپنے سلسلے وار نشستوں میں اس ڈپلومیسی کو استعمال کر* ہے۔کاÐنس کی ڈپلومیسی کی کثیر فریقی حیثیت، ا- C یدفراہم کرتی ہے* کہ ہر رخ سے مسائل واضح و معین ہو جا N مختلفÃ* یت کا تبادلہ ہو اور مشترکہ مسائل کے راہ حل معلوم کرنے کے لئے تعاون کیا جائے۔لیکن یہ* بت ذہن میں رکھنا چاہئے کہ اس طر j سے ہمیشہ اتفاق پر نہیں پہنچا جا سکتا ہے۔(۱)

چنانچہ سنہ ۹ ہجری میں جو سال وفود کے* م سے مشہور ہوا، پیغمبرؐ نے مختلف قبیلوں ، مذاہب اور قوموں کی طرف سے بھیجے گئے وفداو/ وہوں سے ،اسلام و قرآن کے سلسلے میں بہت سارے مذاکرات و مباYت ا م دئے۔

(۳)پارلیمانی ڈپلومیسی(Parliamentary Diplomacy):

یہ کاÐنس کی ڈپلومیسی کی ا- صورت ہے جس کے معنی بین الاقوامی اداروں میں، اکثر$ کی رائے کو ہموار کر کے موافقت حاصل کر* ہے۔*پ ریلمانی سفارت کاری ،مختلف علاقائی اور مشترک المفاد/ وہوں کے طر j اور کارکردگی پر Ãر b ہے اور ان کے طریقۂ عمل کو جو *پ رٹی بندی، حکومتوں کا اپنے úیندوں کی حما$ کے لئے مخصوص بجٹ اور سیاسی لین دین کے لحاظ سے* پ ریلمنٹ سے مشابہ ہو* ہے* Gکرتی ہے نیز مسائل کے طے ہونے، مسائل پر دقیقÃ اور خیالات کو ا- دوسرے سے ضم کرنے میں مدد کرتی ہے۔(۲)

---

(۱) جک سی. پلینو، روی آلتون، ایضاً، ص ۳۳۰/ آر. پ*. رستون، ایضاً، ص ۱۳۰۔۱۳۸.

(۲) جک سی پلینو، روی آلتون، ایضاً، ص ۳۲۷

(۴) سربراہ کی ڈپلومیسی(Summit Diplomacy):

ممالک* ی حکومتوں کے سو اہوں کے ذریعے استعمال کی گئی ذاتی ڈپلومیسی کو سو اہ ڈپلومیسی کہتے ہیں، لیکن یہ اپنے میں، کامیابی کے حصول میں، دوسری ڈپلومیسیوں سے کوئی ز* یدہ صلاA نہیں رb ہے۔چوٹی کی ڈپلومیسی:

الف) اتفاق رائے کے مجموعی حدود کا تعین اور اس کی . ئیات کو نچلے سطح کے حوالے کر سکتی ہے۔

اور

ب) نچلی سطح پر پیدا ہوئی بن بست کو ختم کر سکتی ہے۔

حکومتوں کے مابین تعلقات میں اصلاح و فروغ کے لئے اس سفارتی ٹکنیک کا استعمال کیا جا* ہے۔بعض مواقع پر بہت جلد نتیجہ مل سکتا ہے، کیوèکوئی دوسرا مر/* ی طاقت موجود نہیں ہے جس کے سامنے مسائل کو پیش کیا جا سکے اور ردعمل کے ظاہر ہونے کا انتظار کریں۔دوسری طرف قومی رہنماb رت، تجربہ کار اور ماہر سفارت کار ہوتے ہیں۔(۱) مثال کے طور پر وہ مذاکرے جو پیغمبرؐ نے فتح مکہ کے موقع پر ،ابوسفیان سے کئے، جو ابوسفیان کے مسلمان ہونے اور مسلمانوں کے ذریعے .B اور خون ری ی کے بغیر پر امن طر j سے مکے کے فتح ہونے کا*. (ہوا۔

(۵) کمان ڈپلومیسیCommand Diplomacy:

ز* ی دہ طاقت ور ملک کا دوسرے ملک* ی دوسرے خطے میں، اپنی طاقت کو* فذ کرنے کو کمان ڈپلومیسیCommand Diplomacy کہتے ہیں اور یہ مختلف ممالک کی طاقت میں ز* ی دہ فرق ہونے کی وجہ سے ظاہر ہوتی ہے۔اس قسم کی سفارت کاری کے نتیجہ ممکن

---

(۱)، ایضاً، ص ۳۲۸.

ہے ا- منحصر ملک، حاکم محکومی کے تعلقات* قلمرو رسوخ کی پیدائش کے شکل میں ظاہر ہو۔(۱) جس طرح پیغمبرؐ نے اپنی حاکمیت اور طاقت کے C دیو، مدینے کے منشور کے ذریعے، مدینے کے یہودیوں سے فرمایا کہ یہودی* تو اسلام قبول کر کے مسلمان ہو جا N ۔ یا یہ دے کر اور منشور مدینہ پر عمل کر کے مدینے میں رہیں اور ان کی حما$ کی جائے گی۔ اسی طرح B تبوک میں، پیغمبرؐ اور اسلام کے لشکر کے پہنچنے سے پہلے، # رومی لوگ اپنی سرحدوں- پیچھے ہٹ گئے، تو پیغمبرؐ نے کمان کی ڈپلومیسی کی C دیو، ان کو ہتھیار ڈالنے B کرنے کے @ انتخاب کا موقع* ۔ انھوں نے ہتھیار ڈال* اور مسلمانوں کو فتح ملی۔

(۶) فیت اکمپلائی ڈپلومیسی (Fait accompli Diplomacy):

یہ لفظ فرانسیسی ہے جس کا لفظی مطلب ہے ا م شدہ فعل کے سامنے قرار* اور ڈپلومیسی کی اصطلاح میں بھی یہی معنی دہوتے ہیں۔ ا-* چند ممالک کے ذریعے ا م* H فعل جو دوسرے ملک* ممالک کو نئی اور غیر مطلوب شرائط سے دوچار کر* ہے۔ یہ ڈپلومیسی - طرفہ اقدام ہوتی ہے جو غالباً سفارتی بن بست (Diplomacy Deadlock) کا نتیجہ اور مذاکرہ کا نقطۂ مقابل ہوتی ہے۔(۲) مثال کے طور پر ربیع الاول ۱۳ھ (سنہ ۶۲۲ء) میں لیلۃ المبیت کا واقعہ، # مشرکین مکہ نے، پیغمبر کے قتل کے غرض سے، آن حضرت کے مکان پر حملہ کیا اور پیغمبر اسلامؐ، سورہ آل کی آ$ نمبر ۳۰ میں اللہ کے حکم کے ذریعے، مشرکوں کے اس سازش سے آگاہ ہوئے، رات میں مکے سے یثرب کی طرف ہجرت فرمائی اور حکم* کہ آن حضرت کے بستر پر حضرت علیؑ آرام فرما N ۔ پیغمبرؐ نے اس طرح قریش کو ا- 'ا م شدہ فعل' کے سامنے قرار* ، کیوè وہ پیغمبرؐ کی

(۲) جک سی، پلینو، روی آلتون، ایضاً ص ۳۲۹.

(۱)، ایضاً ص ۳۲۸۔

ہجرت میں مانع ہو* چاہتے تھے اور حقیقت میں ان کے قتل پر کمر کس لی تھی۔

(۷) میکاولی ڈپلومیسی:

میکاولی سفارت کاری کا معنی ہے: مقصد ہی، وسیلے کو توجیہ کر* ہے۔ یہ سفارت کاری، قومی مقاصد کا فری$ کارانہ، Cospiracy اور مزورانہ چالوں کے ذریعے تعاقب ہے، جس کا Motive صرف اپنے تنگ Ā انہ (Narrow-Minded) مقاصد کا حصول ہے۔ کسی بھی طر j سے مقصد کا حصول۔ چنانچہ طاقت ور ممالک اس* پالیسی کو استعمال کر کے، اپنی تمام فری$ کاریوں، مکاریوں (Tricksiness) اور در* ازیوں (Invasion) کو اپنی سیاسی ہوشیاری عقلمندانہ ڈپلومیسی اور قومی مفادات سے دفاع کا* م دیتے ہیں۔ لیکن کمزور ممالک کی چھوٹی سے چھوٹی خطا اور غلطی کو مکیاولی* پالیسی اور بین الاقوامی حقوق پر تجاوز ما... ہیں۔(۱) جیسا کہ واضح ہے اس طرح کی ڈپلومیسی، اخلاقی نقطĀ سے مردود ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فر* ہے:

Úóáóì`ÕöÑóÇØ... (garbled verse)
(بقرہ:۹)

خدا کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے دھو کا دیتے ھیں حالانکہ وہ آپ اپنے ھی کو دھو کا دیتے ھیں اور کچھ شعور نہیں رکھتے ھیں۔

àóãóßóÑõæÇ... (garbled verse) (آل عمران:۵۴)

اور یہودیوں نے (عیسیٰ) سے مکاری کی اور خدا نے تدبیر کی اور خدا سب سے بھتر تدبیر کرنے والا ھے۔

(۱) ایضاً ص ۳۳۲.

سفارت کار (Diplomat)

سفارت کار، حکومتوں کو جوڑنے والی ا ڑی شمار ہوتے ہیں اور فریقین کی * ہمی دلچسپی کے بہت سارے موضوعات کے حل و فصل میں C ی کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی حکومت کی آ ç وکان ہوتے ہیں۔ میز* ن ملک کی اقتصادی، سیاسی دفاعی، تہذR اور سماجی ت تی کو مشاہدہ کرکے اپنے ملک کو خبر دیتے ہیں۔ وہ لوگ اپنے ملک کے Ú ئندے اور تعارف کرانے والے ہوتے ہیں اور اپنے ذاتی * ؤمیں، اپنے ملک کا نمونہ اور پہچان ہوتے ہیں۔ اپنے ملک کی حما$ اور اس کے مفادات کو آگے ڑھانے کے لئے، مفاہمت واتفاق پہنچنے- مختلف مسائل پر مسلسل مذاکرہ کر* ان کا فریضہ ہو* ہے۔(۱)

بین الاقوامی معاشرے میں Diplomat کو سفارتی چھوٹ* ی سفارتی مراعاتیں (Diplomatic immunities) حاصل ہوتی ہیں اور ممالک ان مراعاتوں اور چھوٹ کے احترام کے مطلق* پابند ہیں۔ انہیں عدالتوں کی ا فت سے مستثنیٰ ہونے کے علاوہ، دوسری آزا* یں اور مراعاتیں بھی حاصل ہیں۔ اسی طرح Ú ئندوں کے وفد کی عمارت (سفارت خانہ)، خصوصی قیام گاہ، سفارتی وفد کے ارکان، ارکائیو (Archive)، اسناد، رسمی خط و کتا$ اور Ú ئندوں کے وفد* ی ڈپلومیٹ سے متعلق دوسرے سامان تعرض سے محفوظ ہوتے ہیں۔ سفارتی Ú ئندوں کے وفد کی عمارت ٹیکس سے معاف ہوتے ہیں۔ Ú ئندوں کے وفد کے رسمی استعمال کی اشیاء* ڈپلومیٹ اور ان کے اہل خانہ کے ذاتی استعمال کے سامان کو، ملک میں بغیر ٹیکس اور Custom Duty کے داخل کیا جاسکتا ہے۔ ضمناً ڈپلومیٹ کو ا فتار نہیں کیا جاسکتا ہے۔(۲) ڈپلومیٹ کے* پاس اپنی حکومت کے صدر کی طرف سے اسناد تقرر (Credential) ہوتے ہیں

(۱) جک سی. پلینو، روی آلتون، ایضاً ص ۳۱۹.

(۲) ہوشنگ مقتدر، حقوق بین الملل عمومی، ج پنجم، (تہران: ا O رات وزارت خارجہ، ۱۳۷۶) ص ۹۵۔۱۰۱۔

اور اسی عنوان اور سفارتی حفظ مرا$ کے تحت میز* ن ملک میں داخل ہوتے ہیں۔

۱۔ **سفیر** (Ambassador): سفیر ا- ملک سے دوسرے ملک بھیجا جانے والا سے بلند درجہ کا Ú ئندہ ہے۔ یہ تین طرح کے ہوتے ہیں: (الف) سفیر کبیر* م الاختیار سفیر جس کو اقامت اور مسلسل فرائض کی ادائیگی کے لئے بھیجا جا* ہے۔ ب) خصوصی ایلچی جو کسی خاص کام کے لئے بھیجا جا* ہے۔ ج) پوپ کا Ú ئندہ.

پیغمبر اسلامؐ نے بھی دوسرے ممالک کے لئے Ú ئندے اور سفیر بھیجے۔ مثلاً وہ زمانہ # اسلام کی دعوت کے لئے، امرا و سلاطین، قبیلوں کے سرداروں اور معنوی و سیاسی شخصیتوں کو خط لکھے اور اپنے Ú ئندوں اور سفیروں کے ذریعے ان کو بھیجے۔ آج بھی پیغمبر اسلامؐ کے ۱۸۵ خطوط جو اسلام کی دعوت و تبلیغ* ی معاہدہ و میثاق کی صورت میں تحریر ہوا تھا موجود ہیں۔(۱) اسی طرح وہ مبلغ اور Ú ئندے جو مختلف قبائل جیسے اوس و خزرج کے لوگوں کی ہدا$ کے لئے بھیجتے تھے۔

یہ جاننا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ پیغمبرؐ کے زمانے میں بھی سفیر اور ڈپلومیٹ کو تحفظ (Diplomatic Protection) حاصل تھا۔ مثلاً وہ* پانچ سفیر جن کو قریش نے پیغمبرؐ کے* پاس بھیجا تھا (پیغمبر اسلامؐ نے سنہ ۶ ہجری میں خانہ: ا کی* یارت کی غرض سے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ، مکے کے قر$ خیمہ لگائے ہوئے تھے کہ ا مشرکوں سے صلح ہوگئی تو مکے میں داخل ہوں) انہیں مکمل جانی و مالی تحفظ حاصل تھا اور صحیح و سلامت اپنے شہر و اہل خانہ کے* پاس واپس ہوئے۔

(۲) **مدار المہام** ( ): وہ اپنے اسناد تقرری کو میز* ن ملک کے وز* ی داخلہ کے حوالے کر* ہے اور سفیر کے انتصاب (Appointment) سے قبل* ی سفیر کے سفارتی وفد کی * ی سے کنارہ کشی کر e* ی بلا لئے جانے کے بعد، سفارتی وفد کی دیکھ بھال اس کے ذمے

(۱) جعفر سبحانی، ایضاً ص ۳۸۱

ہوتی ہے۔اسی طرح کم درجے کا سفارتی افسر جس کے ذمے ،سفیر کبیر کی غیر حاضری، بیماری،معذوری* یا موت کی وجہ سے سفارتی وفد کی ذمہ داری ہو، وقتی مدار المہام کہلا* ہے۔

(۳)**قونصل** (Consul):حکومت کا وہ عہدہ دار جو اپنی حکومت اور عوام کی تجارتی اور صنعتی مفاد کو ترقی دینے اور میز* بن ملک میں رہنے والے* یا وہاں سفر کرنے والے ہم وطنوں کی حما$ کے لئے ملک سے* ہر بھیجا جا* ہے۔یہ لوگ،کشتی رانی اور د* ئی حمل و Ü ،شہر$ * پاسپورٹ اور وی* زا سے متعلق مسائل،ارتکاب . م کے ملزم ہموطنوں کی حما$ اور نئے* بازاروں کو کھولنے کے ذریعے اس فریضے کو ا م دیتے ہیں۔سفیر اور مدار المہام کی طرح قونصل کی رسمی سفارتی حیثیت نہیں ہوتی نہ ہی سفیر و مدار المہام کو ملنے والے تحفظ اور مراعاتیں حاصل ہوتی ہیں،1 یہ کہ سمجھوتہ کی C ید* یا عرفاً یہ امتیازات اور تحفظات ان کو حاصل ہو جا N ۔اس کے * وجود قونصل کو بہت سارے تحفظات اور مراعاتیں حاصل ہیں لیکن وہ لوگ صرف سرکاری افعال کے سلسلے میں،میز* بن حکومت کی دیوانی اور تعزیری قوا 2 کی ا/ فت سے محفوظ رہتے ہیں اور اپنے ذاتی استعمال کی اشیاء اور سامان کو صرف تقرری کے بعد پہلے سفر میں بغیر ٹیکس کے ملک میں داخل کر h ہیں۔

(۴)**اتاشی** (Attache): سفارتی وفد سے منسلک ا- ماہر فن،جس کو میز* بن ملک میں اپنا کام ا م دے کر،اپنے مہارتی شعبے سے متعلق سر/ میوں کے نتیجے کو اطلاع دینا ہو* ہے۔ * شی حضرات مختلف شعبوں میں مہارت ر p ہیں اور ان کی معلومات،ان کے ملک کی خارجہ * پالیسی کی تشکیل کے لئے ضروری مواد کا ا- اہم . ہوتی ہے۔لیکن یہ جاسوسی کے زمرے سے الگ ہے،کیو è میز* بن ملک کی اطلاع اور * شی کے قانونی طر j سے وہ ملک میں داخل ہو* ہے اور کام کر* ہے۔

چوتھا باب

بین الاقوامی حقوق اور اس پر حکمراں اصول

بین الاقوامی حقوق

^çÕÚÙÜ ÔæÇæÜ ÔåÕ ÑÃáÜÙ ÔÇ ÇÜ ~ [ÆÜ ÔÓ ^³`øØø

ÕÜÚÔÑÏÜ]ç ÌÒÕÝÇÑ (حجرات:۱۳)

لوگو! ھم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ھم ھی نے تمھارے قبیلے اور برادریاں بنائیں تا کہ ایک دوسرے کی شناخت کرے۔

مذکورہ* لا آ $ پر دھیان دینے سے پتہ چلتا ہے کہ K ن نے . # سے اَ وہی اور قبائلی طر j سے، سماجی ز+ گی کا آغاز کیا، $ سے ا- دوسرے سے تعلقات قائم کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ ایسے تعلقات جو کبھی دوستانہ اور کبھی مخاصمانہ تھے۔ معاہدوں اور موافقت *. موں کے ذریعے قائم کئے جانے والے روابط کو پر امن شرائط کی ضرورت تھی۔ اس وجہ سے ان تعلقات اور معاہدوں پر ا- اصول حاکم ہH، جو قوموں کے درمیان حقوق کا C دبن H۔ ایسے اصول جو معاشروں کی ت ق کے ساتھ ساتھ، روز. وز وسیع اور مکمل ہوتے گئے۔ اسلام و قرآن کی رو سے ان اصول کی C دو ہی ضرورتیں، اقدار اور فطرت کے مطابق اصول ہیں۔

^ØÑÕÛ [ÊÜÑÒÑ] ÁÜÔÕÊÝÜ¸ ÔÔÝ ^ÑÚÕÜØ

ÜÚÝ ÀÜ¸] ÕÜÝÝ] ÞÑÝÔ¸ÑØ (روم:۳۰)

تم باطل سے کترا کے اپنا رخ دین کی طرف کئے رھو ۔یھی خدا کی بناوٹ ھے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ھے خدا کی درست کی ھوئی بناوٹ میں تغیر و تبدل نھیں

ھو سکتا ھے۔یھی مضبوط اور (بالکل سیدھا) دین ھے۔

اسلام کے نقطہÃ سے، حقوق ا- فطری، * نی C در p ہیں۔ اسی لئے قرآن میں بین الاقوامی حقوق، دوسرے اسلامی ضابطوں سے . انہیں ہے۔ اسلام کا حقوقی Âم، ا- واحد Âم اور توحیدی Ãکا مالک ہے اور اس کے قواعد . ا. کی اہمیت ر p ہیں۔

ہالینڈ کے مشہور قانون داں، غربیاں اَ وسیوس، کو بین الاقوامی حقوق کے علم *کا. وا آدم *. جا* ہے۔ اس نے سنہ ۱۶۲۵ م، اس موضوع پر ''B. و صلح*. می کتاب شائع کی۔ جبکہ اسلام، نے اب سے ۱۴ صدی پہلے، اپنے حقوقی اسکول کو پیش کیا۔ مسلمان نے اپنے حقوق کی ا- شاخ کو ''سیر'' کے عنوان سے الگ کر کے، اس موضوع پر بحث و تحقیق میں مشغول ہوئے، چنانچہ مسلمانوں کی اس پہل سے قبل، علم حقوق میں یہ کام سامنے نہیں* تھا۔ مثال کے طور پر چھٹے امام جعفر صادقؑ کے شاَ د، ابو عبداللہ بن الحسن کی کتاب ''السیر الکبیر'' (سنہ ۸۰۴۔ سنہ ۶۹۷ء) (۱)

اسلام کا ¼ر دورخ سے، بین الاقوامی حقوق کی تبد~ میں مؤ ثر ہے۔ پہلے: شریعت اسلام میں* پر ئے جانے والے بین الاقوامی قوا 2 کے نقطہÃ سے۔ اور دوسرے ابتدائے اسلام کے *. ر [نقطہÃ سے، جو عیسائیت کے ذریعے یوروپی سماج کے اتحاد اور صلیبی جنگوں کا زمانہ تھا۔ (۲)

بین الاقوامی حقوق کی تعریف

بین الاقوامی حقوق، ا- دوسرے سے تعلقات کے سلسلے میں مختلف ممالک کے حقوق و فرائض سے متعلق قوا 2 کا ا- مجموعہ ہو* ہے، (۳) جو بین الاقوامی سماج کے اراکین کے درمیان

(۱) خلیل خلیلیان، ایضاً، ص ۶۲. / محمد رضا ضیائی بیگد لی، حقوق بین الملل عموی، ج ہشتم، (تہران: ا O رات کتابخا! نہ گنج دانش، ۱۳۷۳)، ص ۲۹.

(۲) محمد رضا ضیائی بیگد لی، ایضاً، ص ۲۸.

(۳) جک سی. پلینو. روی آلتون، ایضاً، ص ۳۴۷.

تعلقات کومر$ کرٹ ہے(۱)اور بین الاقوامی اداروں کے طرز تشکیل، ان کے فرائض اوران اداروں کے آپسی تعلقات اور دV مما لک سے تعلقات کو، نیز بعض مواقع پ ،Ðادی حقوق وفرائض کو بھی معین کرٹ ہے۔(۲) اسلامی ماہرین قانون نے بھی بین الاقوامی حقوق کی یہی تعریف کی ہے۔

بین الاقوامی حقوق، مقصد وموضوع کے لحاظ سے دوزمروں میں تقسیم ہوتے ہیں:

(الف)عمومی بین الاقوامی حقوق: جوحکومتوں اور بین الاقوامی اداروں کے درمیان تعلقات پÃ ر p ہیں۔

(ب)خصوصی بین الاقوامی حقوق جومختلف حکومتوں کے* شندوں کے آپسی تعلقات پ Ã ر p ہیں۔(۳)

بین الاقوامی حقوق کیC د،مختلف مما لک کی حاکمیت میں. ا. ی کے مفہوم پ استوار ہے اورمختلف ملکوں میں* ہمی اتفاق اور رضا مندی پF ہے، کیوè مما لک خودان قوا 2 کو بناتے ہیں اور ا نہی پ حاکم بھی ہے۔+ رونی اور قومی حقوق کی* پبندی ،حکومت اور حکومتی اداروں (مقنّنہ،انتظامیہ اور عدلیہ) کی حاکمیت کی وجہ سے ہے، لیکن بین الاقوامی قوا 2 ایسی* پبندی پیدا نہیں کرتے، کیوè بین الاقوامی منظر* مے پ حکومتوں کے اوپ ،قانون سازی اوراس پ عمل درآمد اور تنازعات کے فیصلے کے لئے کوئی حاکمیت نہیں ہوتی ہے۔اَ چہ آج کے دور میں، کسی حد- اقوام متحدہ یہ تینوں فرض نبھار ہا ہے اور یہ کوشش کرر ہا ہے کہ حکومتوں کی حاکمیت کوکم کرکے، بین الاقوامی د* کی حاکمیت کواپنے ہاتھوں میں لے لے۔

3333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333

(۱) محمد رضا ضیائی بیگد لی، ایضاً، ص۹. / علی اصغرکا% ،روابط بین الملل در تئوری ودرعمل، ایضاً، ص۳۱۶.

(۲) حمید حیدری ،توسل بہ زور در روابط بین الملل از +گاہ حقوق بین الملل عمومی و فقہ شیعہ،(تہران: اO رات اطلاعات،۱۳۷۶)،ص۲۶. / رضا موسی زادہ،* یستہ ہای حقوق بین الملل عمومی،(تہران: نشر میزان،۱۳۸۰)،ص۷.

(۳) علی اصغرکا% ،روابط بین الملل در تئوری ودرعمل، ایضاً، ص۳۱۶.

لہذا* ہری د* اور بین الاقوامی تعلقات میں حکومتوں کے اقتدار کومحدود نہیں کیا جاسکتا ہے۔لیکن بین الاقوامی طاقت کے آ ذ کے سلسلے میں آ ی فیصلہ حکومتوں کے ہاتھ میں ہونے کے * وجود، ا- دوسرے سے تعلقات کے سلسلے میں کچھ* پبندیوں کوقبول کرتے ہیں جو بین الاقوامی حقوق کے اصولوں کی وجہ سے ہوتی ہیں، لہذا حکومتیں ابتدا میں بین الاقوامی حقوق کا لحاظ، اپنی فطرت کیC د پ کرتی ہیں اور بعد میں* توحسن M ،وقت کی ۱۰ اور اخلاق کیC پ* ردعمل کی وجہ سے* کچھ مراعات(Privilege) اعزاز(Prestige)* بین الاقوامی تجارت کی تنظیم کے مدÃ تھا۔لیکن اَ کسی حکومت کے حیاتی مفاد کا تحفظ، بین الاقوامی حقوق منسوخ کرنے میں مضمر ہوتواس صورت میں بین الاقوامی حقوق، قطعی طور پ دوسرے درجے کی اہمیت حاصل کر e ہیں(۱) اور اس کے ساتھ، اقوام متحدہ کے منشور کے ساتویں* ب کے مطابق ، ا- اَ وہی حفاظتی Âم وجود میں* ہے جو سلامتی کو± (Security Councel) کو، جس میں* پنچ* ڑے ملک داE رکنیت اور وٹو کا حق ر p ہیں، مجاز کرٹ ہے کہ بین الاقوامی حقوق کی خلاف ورزی کی صورت میں دفاعی طاقت کا استعمال کرے۔

سلامتی کو± اقوام متحدہ کا واحد رکن ہے جس کے* پ س اس طرح کا اختیار ہے۔منشور کے خاکے کے مطابق، ارکان کو یہ چاہئے کہ خاص مفاہمت کے ذریعے، کچھ فوج، سلامتی کو± کے استعمال کے لئے اس کے حوالے کریں۔سلامتی کو± پہلے بین الاقوامی قوا 2 کی خلاف ورزی کو *$ کرے، پھراس کے مقابلے کے لئے غیر دفاعی+ ابیر جیسے اقتصادی وسیاسی* کہ بندی وغیرہ کا استعمال کرے اوران+ ابیر کی خلاف ورزی کرنے والے کا مقابلہ کرنے میں مؤ ث نہ ہونے کی صورت میں، دفاعی طاقت کا استعمال کرے۔(۲)

3333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333

(۱) ملکم شاو، حقوق بین الملل، ج دوم، محمد حسین وقار، (تہران: اO رات اطلاعات ،۱۳۷۴)، ص ۱۶. / علی اصغر کا% ،روابط بین الملل در تئوری ودرعمل، ایضاً، ص۳۲۴ سے لیکر ۳۲۹.

(۲) ہوشنگ مقتدر، ایضاً، ص۱۳۹۔۱۴۰

آج کے ملکیÂم کے دور میں بہت سارے ممالک موجود ہیں اور ہرا ـ بین الاقوامی منظر* ے
و اپنے قومی مفادات کے حصول کے سلسلے میں خود مختاری وحاکمیت ر r ہے۔مفادات ومقاصد
میں تعارض پیدا ہونے کی صورت میں ،حکومتوں کے درمیان تنازعات کوروکنے کے لئے ،حکومتیں
اپنی مرضی اور ارادے سے ،اپنے قومی مفادات کے حصول کے سلسلے میں دوسرے ممالک سے اپنے
و* ؤمیں بعض* پند* یں قبول کرتی ہیں اوراس طرح بعض ضابطے بناتی ہیں جوان کے بین الاقوامی
و* ؤ کواس طرح تنظیم کر* ہے کہ امن وسکون کے ماحول میں اپنے اہداف ومقاصد کا تعاقب
کرسکیں۔اس طرح کے ضابطوں کے مجموعہ کوبین الاقوامی قانون کہتے ہیں جس کا مقصدامن اور بین
الاقوامی سلامتی ہے۔(۱)

بین الاقوامی تعلقات و حاکم سیاسی وحقوقی اصولوں کا مجموعہ جن کوکبھی کبھی مل جل
کرامن سے ا ـ ساتھ رہنے (Peaceful Co-existance) کے* م سے تعارف کر* H ـ
ہے، بین الاقوامی حقوق کے عام اور C ـ دی اصول وقواعد میں شمار ہوتے ہیں ۔ان کا میدان عمل
بہت وسیع ہو* ہے۔لہٰذا حکومتوں کو اپنی خارجہ * لیسی میں ہر چیز سے پہلے ان اصولوں کو اپنی
کارکردگی کی C ـ دی* چاہئے۔اسلام میں بھی ،عمومی ،عام اور ازلی ضوابط موجود ہیں جن کا اعتبار
گذرتے وقت اور کسی بھی حا ـ میں ختم نہیں ہو* ہے۔نئے بین الاقوامی حقوق اور اسلامی بین
الاقوامی حقوق کودھیان میں ر p ہوئے وہ اصول یہ ہیں:

۱۔مل جل کرامن سے ا ـ ساتھ رہنا(Peaceful Co-exisence)

۲۔ dl ئے عہد(Fulfilment of Agreement)

۳* وابستگی (الف)عدم مداخلت(Non-Interference)

(ب)غیر جانبداری(Impartiality)

(۱)حمید حیدری،ایضاً،ص ۳۱.

پہلا اصول:مل جل کرامن سے ا ـ ساتھ رہنا(Peacefull Co-existence)(۱)

اپنی نوع سے تعلقات و روابط کے سلسلے میں K نی فطرت کا تقاضا ،ا ـ ساتھ
رہنا(Co-existence)اور امن پسندی ہو* ہے۔اس طرح کے تعلقات ہیں جن کے سائے میں
K ن ، B وخو ی سے* ک اور موافقت ،مفاہمت اور دوستی سے بھرپور بین الاقوامی سماج
میں،آزادانہ طور اپنے اعلیٰ مقاصد اور کمال،جو K ن کی آفرینش کا مقصد ہے،کوحاصل کرسکتا ہے۔

اقوام متحدہ کی تأسیس کا مقصد بھی ،بین الاقوامی امن(International Peace)اور
سلامتی(Security) کو بنائے رکھنا،حقوق کی ا ی کی اصل اور قوموں کی خودمختاری کوملحوظ ر p کی
C ی، قوموں کے درمیان دوستانہ تعلقات کووسعت دینا،اقتصادی،سماجی،تہذ R ی K ن دوستانہ
رخ کے حامل بین الاقوامی مسائل کے حل کے لئے عالمی تعاون اور جنس،* ن* ی مذہب کے C ی
فرق کئے بغیر، K نی حقوق او C ی دی آزادیوں(Fundamental Freedoms) کوملحوظ ر p کی
حوصلہ افزائی کر* اور ب ڑھاوا دینا ہے۔

جس طرح اسلام K نی اتحاد اور فرائض وحقوق میں تمام K نوں کی ا ی اعتماد
کرکے ،مسلمانوں سے امن پسند سیا ـ اپنانے کا خواہاں ہو* ہے* کہ ا ـ دوسرے سے
تعلقات نیز دوسری قوموں سے تعلقات حاکم رہے۔

امن سے ا ـ ساتھ رہنے(Peacefull Co-existence)کا Â یہ پہلی ر سنہ ۱۹۵۴ء
میں ہندوستان اور چین کے ذریعے* پنچ ا صولوں کے تحت پیش کیا H ـ ،جس میں ارضی
سالمیت(Territorial Integerity)،ا ـ دوسرے کی حاکمیت کا احترام،ا ـ دوسرے تجاوز نہ

(۱)دوہینگ کارو،حقوق بین الملل عمومی،مصطفیٰ تقی زادہ ا « ری،(تہران: O رات قومس،۱۳۷۹)ص۱۲۹.

کرٛ، ای- دوسرے کے معا5ت میں عدم مداخلت اور ی کے اصول شامل تھے۔اس فکر کی بعض بین الاقوامی سندوں میں تشریح کی گئی ہے۔جیسے*+ ون (Bandung) کے کاÐنس کا آ ی بیان مورخہ ۱۹۵۵ء اور اقوام متحدہ کی مختلف قراردادیں (Resolution) اور بیان۔اقوام متحدہ کی قراردادوں کی ای- قابل لحاظ تعداد، بین الاقوامی سلامتی (International Security) اور امن (Peace) کو بنائے ر p سے مربوط ہے جن کی لازمی* پبندی کی* ت (Binding) کی طاقت، منشور کے دفعہ نمبر ۲۵ کے متن سے ملتی ہے۔اس دفعہ کے بمو. # ،اقوام متحدہ کے ارکان یہ اتفاق کرتے ہیں کے سلامتی کو± (Security Council) کے فیصلوں کو اس منشور کے تحت قبول اور* فذ کریں گے۔سلامتی کو± کا ,*- وَبھی اس* ت کی* G کر* ہے کہ منشور کے چھٹے، ساتویں اور آٹھویں* ب کی C دپ، سلامتی کو± کے تمام فیصلوں کا لحاظ اور* پبندی لازمی ہوتی ہے۔

بین الاقوامی امن وسلامتی کے تعلق سے . سے اہم قرارداد، آکسون قرارداد* 'امن کے لئے اتحاد' ہے جو ۴ نومبر ۱۹۵۰ء میں اقوام متحدہ کی دستور ساز اسمبلی (General Assembly) کے ذریعے صادر اور تصو$ ہوا۔اس قرارداد کے بمو. # ،اَ کسی خاص مسئلے میں، سلامتی کو± کی سرَا می، وٹو (Veto Power) کے استعمال کے * وجود، بے نتیجہ رہ جائے تو دستور ساز اسمبلی اَ وہی اقدامات اور یہاں- کہ طاقت کے استعمال کے سلسلے میں ضروری فیصلے لے سکتی ہے۔(۱) قیام امن کے سلسلے میں دوسری قراردادوں میں جو K نی حقوق کی حما$ اور B. وطاقت کے استعمال سے روکنے کے سلسلے میں تمام قراردادوں اور بیانوں پ مشتمل ہیں، وہ یہ ہیں:

3333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333

(۱) رضا موسیٰ زادہ، ایضاً ص ۲۲۵۔۲۲۷

ہیگ کے امن کاÐنس جو B. کے قوا 2 کو مر$ ومدون کرنے میں مشغول ہوئی (۱۸۹۹ء۔۱۹۰۷ء)، ۲۶ مارچ سنہ ۱۹۲۸ء*+ - کلوگ معاہدے کے ذریعے B. کو مسترد کر*، بین الاقوامی صلیب احمر تنظیم (Red Cross) کے ذریعے دو مسودہ قانون (Draft Bill) کا تنظیم کر* (۱۹۲۹)، اقوام متحدہ کے منشور کی دفعہ دو کا چوتھا شق: تمام اراکین اپنے بین الاقوامی تعلقات میں کسی بھی حکومت کی ارضی سلامتی* یا سیاسی خودمختاری کے خلاف طاقت کے استعمال کی دھمکی* یا اس کا استعمال* یا ہر ایسے طر j کے استعمال سے جو اقوام متحدہ کے مقاصد کے خلاف ہو r ہے* ز رہیں گے، K نی حقوق کا عالمی اعلامیہ (۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء)، جینیوا کے ۱۹۴۹ء کے کنونشن اور اس سے ملحق پہلے اور دوسرے پ وٹوکول (Protocol) جو ۱۹۷۷ء میں* پس ہوئے، بین الاقوامی تہذR تعاون کے ضابطوں کا اعلان (۱۴ نومبر ۱۹۶۶ء میں یونیسکو کی عام کاÐنس) اور حکومتوں کے درمیان دوستانہ تعلقات سے مرتبط بین الاقوامی حقوق کے اصول کا اعلان (۱۹ اکتو بر ۱۹۷۰ء)۔

جیسا کہ ہم نے دیکھا، آج کے بین الاقوامی سماج میں یہ* ت کہ قومی مقاصد مفادات کے حصول کا واحد ذریعہ امن پسندانہ طر j ہیں* $. ہو چکی ہے۔اقوام متحدہ میں اس پ بہت زور *ذ Hَ یا ہے، نیز بین الاقوامی امن اور K نی حقوق کی مخالفت اور ان کو* پمال کرنے والی حکومتوں کا مقابلہ کیا جا* ہے۔جیسا کہ ا یان پ عراق کے حملے کو محکوم کیا Hَ۔

اسلام میں، K نوں کے درمیان فطری کی C ید کی حیثیت سے امن کا تعارف کر* Hَ یا ہے۔یہ وہی ہے جو K نوں کو ای- دوسرے سے تعاون اور جان پہچان بنانے کے مواقع فراہم کر* ہے اور سارے K نوں میں نیکیوں کے فروغ کا* (*ہو* ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بھی اس * ت پ بہت* کید کی ہے جیسا کہ ارشاد ہو* ہے:

[illegible]

[illegible]
[illegible] (آل:۶۱۔۶۲)

اور اگر یہ کفار صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف مایل ہو۔اور خدا پر بھروسہ رکھو۔(کیونکہ) وہ بے شک (سب کچھ) سنتا جانتا ہے اور اگر وہ لوگ تمہیں فریب دینا چاہتے ہیں تو (کچھ پروا نہیں) خدا تو تمہارے واسطے یقینی کافی ہے۔وہی تو وہ(خدا) ہے جس نے اپنی خاص مدد اور مومنین سے تمہاری تائید کی۔

۲۔ [illegible] (بقرہ:۲۰۸)

ایمان والو! تن سب کے سب اکبار اسلام میں (پوری طرح) داخل ہوجاؤ۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اختلافات کے ظاہر ہونے کی صورت میں اپنے بندوں کو پہلے، امن اور سمجھوتہ اپنانے کی دعوت دیتے ہوئے اس طرح کی عبارتوں کا استعمال فرمایا ہے:

[illegible] (نساء:۱۱۴) لوگوں کے درمیان ملاپ کرانا

[illegible] (نساء:۱۲۸) صلح بہترہے

ایک دوسرے کے ساتھ امن سے رہنے اور بین الاقوامی امن تک پہنچنے کے لئے لازم ہے کہ حکومتیں کچھ اصول وضوابط کو مدنظر رکھیں اوران کا لحاظ کریں:(۱)آپسی احترام کی بنیاد پر دوستانہ تعلقات کا قیام۔(۲)رواداری اور درگزر کرنے کا جذبہ رکھنا۔(۳)اختلافات کا پرامن تصفیہ۔(۴)طاقت کاعدم استعمال

۱۔آپسی احترام (Reciprocal Respect) کی بنیاد پر دوستانہ تعلقات کا قیام

نیک نیتی اور دوسروں سے دوستی انسانی عواطف کے اظہار کے بغیر میسر نہیں ہوتی حکومتوں کا ایک دوسرے سے دوستانہ تعلقات قائم کرنا، ان کے سیاسی، تہذیبی، سماجی اقتصادی اور حتیٰ علمی ترقی کا باعث ہوگا اور دوسری طرف بین الاقوامی اختلافات کے تصفیہ میں مؤثر ہوسکتا ہے، جس کے نتیجے میں بین الاقوامی سماج کو امن و دوستی کی طرف ہدایت کرے گا۔اور اسی لئے حکومتوں کے درمیان دوستانہ تعلقات کے قیام کے سلسلے میں، بین الاقوامی حقوق کے اصول کا اعلامیہ ۱۹۷۰ء میں منظور ہوا۔اللہ تعالیٰ بھی اس سلسلے میں ارشاد فرماتا ہے:

۱۔ [illegible]
[illegible] (ممتحنہ:۸)

جو لوگ تم سے تمہارے دین کے بارے میں نہیں لڑے بھڑے اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ان لوگوں کے ساتھ احسان کرنے اور ان کے ساتھ انصاف سے پیش آنے سے خدا تمہیں منع نہیں کرتا۔بے شک خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

۲۔ [illegible]
[illegible] (فصلت:۳۴)

بھلائی برائی (کبھی) برابر نہیں ہوسکتی تو (سخت کلامی کا) ایسے طریقے جواب دو جو نہایت اچھا ہو (ایسا

کروگے) تو (تم دیکھوگے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی
تھی گویا وہ تمھارا دلسوز دوست ھے۔

۳۔ ãçÚôçÃ]çÈõ àõ,ôâ ãç ÷Ôâõ çõÊù`ãõÌûÀ ãÍûÃ
p,ôø'øØ (مائدہ:۸۲)

اور ایمانداروں کا دوستی سب سے ... کے قریب ان
لوگوں کو پاؤگے جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ھیں ۔

۴۔]æ÷Âøð]]çfŠõÖøâ áõø ôàÙÚçÂõ ÷àõ,ôâ]çfŠõÖ
ÜõÃôÕøÆ (انعام:۱۰۸)

اور یہ (مشرکین) جن کی اللہ کے سوا (خدا سمجھ
کر) عبادت کرتے ھیں انھی تم برا نہ کھا کروورنہ یہ لوگ
بھی بے سمجھے عداوت سے برا کھہ بیٹھیں گے۔

(۲) رواداری (Tolerance) اور معافی (Forgiveness) کا ... رکھنا

رواداری اور درگذر پہلے مرحلے میں، قوموں کے درمیان دوستانہ تعلق کو مضبوط کرتی ہیں
اور دوسرے مرحلے میں بین الاقوامی تنازعات کو ابھرنے سے روکتی ہیں۔

۱۔ à ÂøŠ õÂ ÃûÍø Ãõ ÃÚ ÷Úø Ùø E Ãø], ôõ ô
àÎôâ (اعراف:۱۹۹)

(اے رسول)تم درگزر کرنا اختیار کرو اور اچھے کام
کا حکم دو اور جاھلوں کی طرف سے منہ پھیر لو۔

۲۔ ÜÓÔôã ôâôàÚõ ÷ãõ]ÂÚø ãõÃ ØÚ ÷Â

Ðvôõ ÜõÃôÕøÆ øâôàÚõ `Ãõ ÚôÊ ÷,õ Šøâõ E ôõ
å ÷ôø Šõ] øõÔõâ ÷Úõ] ãøÚøÚ (بقرہ:۱۰۹)

(مسلمانو)اھل کتاب میں سے اکثر لوگ اپنے دلی
حسد کی وجہ سے یہ خواھش رکھتے ھیں کہ تم کو ایمان
لانے کے بعد پھر کافر بنادیں (اور لطف تو یہ ھے کہ) ان پر
حق ظاھر ھوچکا ھے اس کے بعد(بھی یہ تمنا باقی ھے)پس
تم معاف کرو اور در گزر کرو یھاں تک کہ خدا اپنا (کوئی
اور) حکم بھیجے۔

۳۔ àŠø ãÆøð]ÂÚø øŠõ] pøõÂø
ÜõÂÛø ãøÚø ÚÖø ÷Âõ p,õ]]ÚøØ (فصلت:۳۴)

بھلائی برائی (کبھی) برابر نھیں ھوسکتی تو (سخت
کلامی کا) ایسے طریقے سے جواب دو جو نہایت اچھا ھو
(ایسا کروگے) تو (تم دیکھوگے) کہ جس میں اور تم میں
دشمنی تھی گویا وہ تمھارا دلسوز دوست ھے۔

۳۔اختلافات کا پرامن تصفیہ

اختلافات کا مصالحت آمیز یا امن پسندانہ طریقے سے تصفیہ، وہی بین الاقوامی
تنازعات کا طاقت کے استعمال کے بغیر حل کرنا ہے۔ اختلافات کو پرامن طریقے سے حل کرنے کے
لئے یہ لازم ہے کہ ایسے طریقے اور ضوابط کا استعمال کیا جائے جس کے ذریعے ممالک کے ... دی

حقوق و فرائض سے متعلق تنازعات سلجھ سکیں۔ایسے اختلافات* تو حقوقی حیثیت کے ہیں اور موجودہ حق کی مطابقت،عمل درآمد،تغیر وتبد~ سے متعلق ہیں*۔ سیاسی رخ رp ہیں اور حکومتوں کے مفادات میں تعارض*۔ حقوقی قواعد کی تبد~ اور اصلاح سے متعلق ہیں۔ایسے اختلافات قرآن کیÃ میں،خودK ن کے ا اف کانتیجہ ہیں۔

DMUV ‹ Þç̈E]çE

اور سب لوگ تو پہلے ایک ہی امت تھے ،پھر اختلاف کیا۔

,امن طر j سے اختلافات کوحل کرنے کے ذرائع دوطرح کے ہوتے ہیں:

۱۔سیاسی طر j (Political ways) یہ سیاسی اختلافات سے متعلق ہیں،جس کے لئے مذاکرہ(Negotiation)، سمجھوتہ(Compromization)،*ثالثی(Mediation)، تحقیق(Research)، مساعی جمیلہ(Good effort) اوررائے عامہ(Referendum) جیسے سفارتی اقدامات کر* لازمی ہے۔

۲۔قانونی طر j (Legal Ways) یہ حقوقی تنازعات سے متعلق ہیں۔اس اختلاف کے سلسلے میں بین الاقوامی قوا 2 کو استعمال کر*,پڑے گا۔اس طر j میں داوری وحکمیت () اور بین الاقوامی ا« ف(International judgment) شامل ہے۔

لوگوں میں پیدا ہونے والے اس ا اف وگمراہی کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے (جیسا کہ پچھلی آ $ میں ذکر کیاH) C ء کولوگوں کی ہدا$ کے لئے بھیجا۔

DNMOVå†ÏeEà

(پہلے) سب لوگ ایک ہی دین رکھتے تھے پھر(آپس میں جھگڑنے لگے تب) خدا نے (نجات سے) خوشخبری دینے والے اور (عذاب سے) ڈرانے والے پیغمبروں کو بھیجا۔

DMPOVå†ÏeE]

اسی طرح تم کو عادل امت بنایا تا کہ اور لوگوں کے مقابلے میں تم گواہ بنو اور رسول (محمد) تمہارے مقابلے میں گواہ بنیں۔

کہ جو بھی میلان رr ہو،اپنے گمشدہ مقصد کی تلاش کے لئے،اس امت سے منسلک ہوجائے،اور اپنے مشترکK نی مقصد,یفت کرکے،اس امت میں شامل ہوجائے۔

DMUVå]†ÛÂ Ù E

بے شک اللہ کے نزدیک دین تو اسلام ہی ہے۔

B کی,ڈھتی ہوئی تخر R طاقت اور اس کے ہمراہ اس کی اقتصادی وسماجی قیمت،اس *ت کا L بی کہ بین الاقوامی تنازعات کے حل کے لئے,ڑے پیمانے,کوشش کی جائے اور کچھ ایسے راستے نکالے جا N جو . کے لئے قابل قبول ہوں اور جس کی* پابندی . , لازمی ہو۔ ,ک اسلحہ(Disarmament)،نوکلیائی ہتھیاروں کے عدم استعمال کے لئے بین الاقوامی اداروں کی سرا میوں میں اضافہ،اقتصادی,قی،تعلیمی اور تہذR تبدیلیاں،علوم اور ٹکنالوجی کی,قی وغیرہ کے لئے کی جارہی کوششیں،تنازعات کے,امن تصفیہ کے فروغ کا* (ہو N ۔(۱) اللہ تعالیٰ

(۱) جک سی. پلینو،روی آلتون،ایضاً،ص ۳۲۵.

نے قرآن میں اس مسئلہ کو بیان فر* یہے اور اس پ بہت* کید کی ہے:

]çÏjÏæ]æ†³fiøa ÜÓÕ³Ûø³ªÂø³Ãôø³Âøæ]]ç³×Ïjø³i÷Ðæø ١

DNNPVå†ÏeEÜn×ÂôøÄnÛôŠ]æøÜ§Ö]æø]àøÎ]çvøô iö

اور (مسلمانوں) تم اپنی قسموں (کے حیلے) سے خدا

(کے نام) کو (لوگوں کے ساتھ) سلوک کرنے اور خدا سے

ڈرنے اور لوگوں کے درمیان صلح کرادینے کا مانع نہ ٹھراؤ اور

خدا (سب کی) سنتا اور (سب کو) جانتا ھے۔

اس آ$ کی شان ن ول یوں ہے: عبداللہ بن روا* م کے پیغمبرؐ کے ا ی صحابی کے داماد اور بیٹی کے درمیان کوئی اختلاف پیدا ہH ۔عبداللہ نے قسم کھائی کہ ان دونوں میں صلح کرانے کے لئے نہ تو کوئی قدم اٹھائے گا اور نہ ہی کوئی مداخلت کرے گا۔اسی منا L سے مذکورہ آ$* زل ہوئی* کہ اس طرح کی قسموں کو بےC داور ممنوع اعلان کرے۔(۱)

á-ÎøÛÒøàçvøô ªÎç×jjÎ]àøÓÛô] àøÓÂ³iø×ÓøÖa]ø ٢

ðøÏøÓ ÎjuøçÓjÓ]ç×jÎøpÎø ªÎo×ÛøÃøÎ]æøeu Ük ³çø

á]çc_ÏÓÓô ÂøÃøÛøÃøÎçvøô ªk ÎÃ-Îø] tÃøo³Ö

DUV I]†ruE àø_ŠÏÛô] gvôi]

اور اگر مومنین میں سے دو فرقے آپس میں لڑ پڑیں تو

ان دونوں میں صلح کراؤ۔پھر اگر ان میں سے ایک فریق

دوسرے پر زیادتی کرے تو جو فرقہ زیادتی کرے تم بھی اس

3333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333

(۱) ابوعلی الفضل حسن طبرسی، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، ؤ م افزار$ جمہ وتفسیر قرآن بجیا۔۱۴۰۱، نشر حد$ اہل M علیہم السلام.

سے لڑو یہاں تک کہ وہ حکم خداوند کی طرف رجوع کرے۔پھر جب رجوع کرے تو فریقین میں مساوات کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف سے کام لو۔بے شك خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ھے۔

]çÏÏ]æøÜÓÎçàøÓæøªÎçvøô ªÂøçàø áøçÎÛôÖa] ^Ûøð ô٣

DMLV I]†ruEáçÛôvø iÜÓÖÃøÖø]

”مومنین تو آپس میں بھائی بھائی هیں تو اپنے دو بھائیوں میں میل جول کرادیا کرو اور خدا سے ڈرتے رھو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔“

æøÛøÂø ÚøÎ³Úø ô³aÖ]ør ³Ãa³ÚôÎ%Òø³Êôa ÌÎP_ ٤

ðøçŠ] ÔôÖøÃøÎøa³ÚæøÒæø³³Ö³Ö] àø²ÚøÎø ‟ aøÛÃæ†Ãa³Úø

DMMPVð^ŠÞE ^Ûé_Âø]†qøÚôÏôÛøÚøŠÎøæ] éôÎa³Úø

ان کے راز کی باتوں سے اکثر میں بھلائی (کاتو نام تك) نهیں، مگر (هاں) جو شخص کسی کو صدقه دینے یا اچھے کام کرنے یا لوگوں کے درمیان میں ملاپ کرانے کا حکم دے تو (البته ایك بات هے) اور جو شخص (محض) خدا کی خوشنودی کی خواهش میں ایسے کام کرے گا تو هم عنقریب اسے بڑا اچھا بدله عطا فرمائیں گے۔

اختلافات کے حل کے پ امن طر j

۱۔سیاسی طر j (Political Ways)

۱۔۱۔**مذاکرہ** (Negotiation)(۱): مذاکرات جو کہ بہت لچیلے (Flexibile) ہوتے ہیں(۲) . سے* یدہ رائج طر i اور تنازعات کے پ امن حل کے لئے پہلا قدم ہے۔

۱۔۲۔**سمجھو*** (Copromization)* یصلح کر* (۳): تنازعات کے پ امن حل کا ا یـ ایسا طر i جس کی C یو پ کچھ ملکوں کے لئے ئندے، کسی تنازعہ کی چگونگی اور حقایق پ غور کرتے ہیں اور اس کی C یو پ کوئی راہ حل کی سفارش کرتے ہیں۔ یہ طر i جو کہ اغلب تحقیق کے ہمراہ رہتا ہے، ا یـ اَ وہی* لثی (Mediation) سمجھا جاسکتا ہے۔

مصالحت کر* بہت فا+ ہ منداور رسمی نیز شبہ قانونی کارروائی پ مشتمل ہے۔ تنازعات کے خاتمہ کے لئے پیش کی گئی سفارشیں اور مشورے اَ وہ کے Â یت کے آئینہ دار ہیں۔ اقوام متحدہ کے بموجب # ،سلامتی کو± ،اختلافات کو ختم کرنے کا کمیشن (Commission) بنا سکتی ہے* یـ فریقین سے اس طرح کے کمیشن بنانے کو کہہ سکتی ہے۔ بہت سی* توں میں سلامتی کو± خود حل اختلاف کے کمیشن کی حیثیت سے عمل کرتی ہے۔

۱۔۳۔***لثی** (Mediation)(۴): اس میں ا یـ * ث ملک کچھ C دی تجاو یز کو پیش کرکے، فریقین کو ا یـ مؤ ثر حل -- پہنچنے میں مدد کر* ہے۔ ی* لثی فریقین کی درخوا ـ پ* ی از خود

(۱) دیکھئے ’ڈپلومیسی کے مختلف طر j ‘.

(۲) عبد الحمید فر+ ی عراقی، روشہای مسالمت آمیز حل و فصل اختلافات بین المللی، ج سوم، (تہران: ا O رات وزارت خارجہ، ۱۳۷۳) ص ۱۵۔۱۶

(۳) جک سی. پلینو، روی آلتون، ایضاً ص ۳۲۱. (۴) ایضاً ص ۳۲۳.

رضا کارانہ طور پ (Voluntary)، کسی تیسرے ملک کے ذریعے ا م دی جا سکتی ہے۔ یہ طر i فریقین کے درمیان تناؤ (Tension) کو کم کرنے اور سمجھوتے کی صورت نکالنے کی صورت میں کامیاب ہوسکتا ہے۔ بین الاقوامی رواج میں، فریقین کے لئے حتیٰ کہ .B کی حا ـ میں بھی، فریقین پ اس* ت کی* پابندی لازمی نہیں ہوتی کہ وہ* لثی کی تجو یز کو غیر دوستانہ عمل تصور کریں* یـ بغیر درخوا ـ کے پیش گئی* لثی کی تجو یز کو قبول کریں۔

۱۔۴۔**تحقیق** (Research)(۱): اس طر j میں، کسی بین الاقوامی اختلاف کے تعلق سے حقایق کا رسمی اور غیر جانبدارانہ طور پ واضح کیا جا* ہے۔ تحقیق کا استعمال اس لئے ہو* ہے اختلافی مسئلے کی حقیقت اور وجہ واضح ہوجائے جس سے، اختلافات کے پ امن حل میں آسانی ہوسکے۔ تحقیق اس* ت کا متقاضی ہے کہ فریقین* یـ کسی بین الاقوامی ادارے کے ذریعے، حقیقت کا پتا لگانے والا کمیشن بنا* یـ جاے، اور یہ کمیشن ضروری تحقیقات کے بعد، تحقیق کے مراحل اور اس کے نتیجہ کو، فریقین* یـ بین الاقوامی اداروں کو رپورٹ کرے* کہ فریقین خود آزادانہ طور پ یہ فیصلہ کریں کہ تحقیق کے { ئج پ عمل کر* ان کے حق میں بہتر ہے* یـ نہیں۔ فریقین خود بھی تحقیق کے خواہاں ہو h ہیں، کیو è یہ طر i* لثی اور صلح کرانے کی طرح نہیں ہے کہ* ث ممالک اختلاف کے حل کے لئے کچھ تجاو یز پیش کریں۔

بہت سے دو فریقی معاہدوں میں، تحقیق کی طرف اشارہ کیا جا* ہے۔ ظاہر ہے کہ تحقیق خود، اختلافات کے حل کا ا یـ طر i ہوسکتا ہے* یـ یہ کہ اختلافات کے حل کے دv طر h ں کا .' لا ینفک شمار ہوسکتا ہے۔ بہر حال اب (سنہ ۱۹۲۰ء سے آج --) تحقیق خود اختلافات کے حل کرنے کے طر h ں میں شمار نہیں ہوتی ہے بلکہ حل اختلافات دور کرنے کے دv طر h ں کا ا یـ .' ہے۔ چنانچہ اقوام متحدہ کا منشور بھی اسی طرح ہے۔(۲)

(۱) ایضاً ص ۳۲۱. (۲) عبد الحمید فر+ ی عراقی، ایضاً ص ۲۵۔۲۷.

۱۔۵۔**مساعی جمیلہ**(Good Efforts)(۱):اصل اختلاف میں داخل ہوئے بنا، کسی تیسرے فریق کی ثالثی (Mediation) اور مداخلت (Intervention) کو مساعی جمیلہ کہتے ہیں۔اس طریقے میں ایک ثالث ملک، فریقین کے درمیان مستقیم یا غیر مستقیم مذاکرات کی از سر نو قیام کی سفارتی کوششیں کرتا ہے کہ فریقین خود مناسب حل تک پہنچ سکیں۔مساعی جمیلہ میں ثالث ملک، طرفین تنازعہ پر اپنے اثر و رسوخ (Influence) کو استعمال کرتا ہے۔(۲) بین الاقوامی اختلافات میں اس طریقہ کا استعمال دو فریقی سفارتی کوششوں کے تعطل کی صورت میں ہوتا ہے۔اگر فریقین کے درمیان معاہدے میں، مساعی جمیلہ کے بارے کوئی خاص نکتہ بیان نہ ہوا ہو تو وہ لوگ ثالث حکومت کی ثالثی کی تجویز کو قبول کرنے کے پابند نہیں ہوتے ہیں، اسی طرح ثالث حکومت کو یہ حق نہیں ہے کہ اپنی تجویز کے مسترد ہونے کی صورت میں اختلاف کو اور بڑھاوا دے۔

۱۔۶۔**رائے عامہ**(Referendum)(۳): بعض اوقات فریقین کا اختلاف ایسے خاص مسائل اور موضوعات سے متعلق ہوتا ہے کہ جن سے قوم کی بھی دلچسپی ہوتی ہے۔اس صورت میں اگر طرفین، اختلافات کے پر امن حل کے کسی بھی طریقے پر اتفاق و مفاہمت تک نہ پہنچ سکیں تو اقوام متحدہ رائے عامہ کی تجویز پیش کرتا ہے۔رائے عامہ کسی خطہ کے تمام افراد کی عوامی دلچسپی کے کسی خاص موضوع پر مستقیم اظہار رائے ہے۔مثلاً زمین کی واپسی اور سرحدی تبدیلیوں کے سلسلے میں رائے عامہ، جو بین الاقوامی تعلقات میں اکثر دہرائے جاتے ہیں۔

---

(۱) جک سی. پلینو، روی آلتون، ایضاً ص ۳۲۲.

(۲) ملکم شاو، ایضاً ص ۳۷۱.

(۳) جک سی. پلینو، روی آلتون، ایضاً ص ۳۲۴.

۲۔قانونی طریقے (Legal Ways):

۲۔۱۔**فیصلہ(Judgment) اور حکمیت(Arbitration)**: بین الاقوامی قضاوت کا مقصد ممالک کے درمیان اختلافات کو خود ان کے منتخب کردہ ججوں اور قانونی ضابطوں کی بنیاد پر حل کرنا ہے۔(۱) یہ طریقہ فریقین کے آزادانہ ارادے کی بنیاد پر قائم ہے۔چنانچہ عدالت کے ذریعے فریقین کے اختلاف کی سنوائی تبھی انجام پاتی ہے جب طرفین اپنی رضامندی اور G کا صریحاً اعلان کر چکے ہوں۔

یہ اعلان کئی طریقوں سے ہوتا ہے۔۱) عدالت کی طرف رجوع کرنے کا معاہدہ: یہ وہی حکمیت ہے۔یہ ایک ایسا معاہدہ ہے جو حکومتیں اختلاف پیدا ہونے کی صورت میں منعقد کرتی ہیں کہ اپنے اختلافات کے فیصلے کے لئے کسی جج یا قاضی سے رجوع کریں۔اس معاہدہ میں موضوع اختلاف، فیصلے کا دستور العمل، قاضی کے حدود اختیار اور قانون پر عمل درآمد ہونے وغیرہ کو طے کیا جاتا ہے۔۲) حکمیت کی طرف رجوع کرنے کی شرط: یہ دو یا چند فریقی اقرار نامہ ہوتا ہے جو اختلافات کے سامنے آنے سے قبل، اس نکتے کے ساتھ کہ حکومتیں اپنے اختلاف کو قاضی یا جج کے سامنے پیش کریں گے منعقد کئے جاتے ہیں۔اقرار ناموں میں ان شرائط کا ہونا صرف ایک ذیلی موضوع ہوتا ہے اور اقرار نامے کا اصل موضوع کچھ اور ہی ہوتا ہے۔اس کے باوجود یہ شرط، فریقین کو اختلافات کے ظاہر ہونے کی صورت میں اس کو کسی قاضی کے سامنے پیش کرنے کی پابند کرتی ہے۔یہ شرط یا تو فیصلے کو خاص اور متفق علیہ موضوعات میں محدود کرتی ہے یا تو پھر کسی خاص موضوع میں محدود نہ کرکے، معاہدے سے متعلق کسی بھی طرح کے اختلاف کی سنوائی کو شامل ہوتی ہے۔۳) دائمی فیصلہ کا معاہدہ: یہ معاہدہ اور اقرار نامہ دو یا چند ملکوں کے درمیان ہوتا ہے جس کی بنیاد پر تمام یا بعض اختلافات کو عدالت کے ذریعے تصفیہ کرایا جاتا ہے۔

---

(۱) عبدالحمید فرہادی عراقی، ایضاً ص ۳۶/ محمد رضا ضیائی بیگدلی، ایضاً ص ۴۵۰.

فیصلے کا دستور ان موضوعات سے وابستہ ہو* ہے: موضوع اختلاف جس کا مکمل طور پر تعین ہو* چاہئے، قضات (ججوں) کے انتخاب کی کیفیت جو عہد حاضر میں عدالتی کمیشن تین سے *پانچ قاضیوں پر مشتمل ہوتی ہے اور جس کے ارکان کو فریقین مقرر کرتے ہیں، قضات (ججوں) کے حدود اختیارات، ان کی صلاA اور وہ قواعد جن کو قاضی اپنے فیصلے کی C دبنا* ہے۔

عدا - کی طرف سے جاری کیاH حکم قانونیC یپ صادر ہو* ہے اور قطعی و لازمی ہو* ہے۔ اسی لئے یہ ا- عدالتی اور قانونی طر i ہے۔ لیکن اس حکم پر عملدرآمد ہونے کی ضما$ نہیں ہوتی ہے۔ قاضی کے فیصلے پر عمل درآمد کی* پبندی کرانے کے لئے کوئی Âم نہیں ہے، بلکہ اس پر عملدرآمد طرفین کی M ٰ اورا. اسی حکم کے لئے ان کی* پبندی سے وابستہ ہے۔ قرآن مجید کی بہت سی* آیت قضاوت اور حکمیت سے متعلق ہیں:

^Ûé@ØaûmöìÃ@ÂaûÛû@ÃaçÏ@³Ò@ÚaÓ@ÖaŠ@Ùj@Ð@Ûòc aø

ãd@bí]á ÛÀûîaáü]Ðü@uÃ@ïÏ ã@ÄaÏŠ@ë ãüÐ@é@ÝÈ aÏ aÛô

(۳۵:ء K)]†a@Øî@Ûäî@b

اور اگر تمہیں میاں بی بی کی پوری نااتفاقی کا طرفین سے اندیشہ ہو تو ایک ثالث مرد کے کنبے میں سے اور ایک ثالث عورت کے کنبے میں سے مقرر کرو۔ اگر یہ دونوں ثالث دونوں میں میل کرادینا چاہیں تو خدا ان دونوں کے درمیان اس کا اچھا بندوبست کردیگا۔ خدا تو بے شک واقف و خبر دار ہے۔

(۵۸:ء K)Ù,@ïi@ÚûÈ@Ûäòv@ÃaØ@Ûa]@àa@ü@jÕØ@ìïØ@ý

اور جب لوگوں کے باہمی جھگڑوں کا فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

(۶۰:ء K) lÔ;ÛÀ_Ö]@oØÛçÛóa@ëai@ÙÔ@ûÒ@,ïÛ@ÚÂa

ان کی دلی تمنا یہ ھے کہ سرکشوں کو اپنا حاکم بنائیں۔

^ÛéÇÛ]@àa@ü@Ûî@j@ë@a@ë@æîi@Ëb@Ûb@Ô@Ô@ô@a@

(۱۰۵:ء K) Ôi@Ô@Ø]

ھم نے تم پر حق کتاب اس لئے نازل کی ھے کہ جس طرح خدا نے تمھاری ہدایت کی ھے اسی طرح لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔

ÜÛÇ@ÔaÛïÒ@Õ@ÚaóÌ@Ø@Ôb@Šî@Äa@ÙÏ@Ûa@Øî@ÔÂ@ü@Ûë@۵

^Ô†@ïÇ@ÃaÛ@Þ@Šb@ÃaÐ@ó@çÛ@ïŠ@Óa@ó@ëa@Ø@ÚaÔ

àa_ÔbÛÛ@g@vÜÂ]@á@gÇÛa@b@Û@ÒÇ@ïØ@ÛÐ@ÏaÛÛ@Ôa@Ô@a

(۴۲:ه ﺋ)

جھوٹی باتوں کے بڑے (شوق سے) سننے والے اور بڑے ھی حرام خور ھیں۔ تو اے رسولؐ اگر یہ لوگ تمھارے پاس (کوئی معاملہ لیکر) آئیں تو تم کو اختیار ھے خواہ ان کے در میان فیصلہ کردو یا ان سے کنارہ کشی کرو۔ اور اگر تم کنارہ کش رھو گے تو کچھ خیال نہ کرو یہ لوگ تمھارا ھرگز کچھ بگاڑ نہیں سکتے اور اگر ان کے درمیان فیصلہ

کردو تو انصاف سے فیصلہ کرو ،کیونکہ اللہ انصاف کرنے
والوں کو دوست رکھتا ہے۔

۶ ^ÛaôÖ¸ôĥ] àæaäóĈvnäô vø ôhøjéĈô] ÜõčaäúàČôø

(بقرہ:۲۱۳) änÊôç,Eŷ]

اور ان پیغمبروں کے ساتھ بر حق کتاب بھی نازل
کی تا کہ جن باتوں میں لوگ جھگڑتے تھے فیصلہ کردے۔

۷ ô Ôô Âĝåæ Ôô nÉçjô ôŠæÂô nøõ] ÙôÎø ô

Ñç Ôõç,äë àæ,ô] Øô ôúaže†ôĈaø,ô] àæúô Õôô_øäø

ÜÔaôaôÔô ÔôÝô ôĝúõ] Ýôaæ ôĝ†ôĈaø,ô]

DQQVá]†ÛÂ Ù E áøÊŷ ÔôjôÛaô

جب عیسیٰ سے خدا نے فرمایا اے عیسیٰ میں ضرور
تمہاری زندگی کی مدت پوری کرکے تم کو اپنی طرف
اٹھالوں گا اور کافروں (کی گندگی) سے تم کو پاک و
پاکیزہ رکھوں گا اور جن لوگوں نے تمہاری پیروی کی ان
کو قیامت تک کافروں پر غالب رکھوں گا ،پھر تم سب کو
میری طرف لوٹ کر آنا ہے تب اس دن جن باتوں میں تم دنیا
میں جھگڑتے تھے ان کا تمہارے درمیان فیصلہ کروں گا۔

۸ †öõçaäõ] ÜõĈvnøjuø†ô] aøÔôô ôuøäúaø

DMLUV ‹ Þçn E àæÛÔôvø]

اور تمہارے پاس جو وحی بھیجی جاتی ہے تم
بس اسی کی پیروی کرو اور صبر کرو یہاں تک کہ خدا
تمہارے اور کافروں کے درمیان فیصلہ فرمائے۔اور وہ تو
تمام فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔

۹ Ôô,øá äæÛôç,Eŷ] àæ,ô] oôkôŠ] ØôÛôpÛô ô

äÔnÊôç,Ôô Øô Ûæ ÊôĈônäô] Ýŷ ø` ôĈôÕôvnø

DMNPVØvÞEáøÊŷ nø

(اے رسول)ہفتے کے دن کی تعظیم تو بس انہیں
لوگوں پر لازم کی گئی تھی (یہود و نصاریٰ)جو اس کے
بارے میں اختلاف کرتے تھے۔اور کچھ شک نہیں کہ تمہارا
پروردگار ان کے درمیان جس امر میں وہ جھگڑا کرتے تھے۔

۱۰ k ŷ ôĈvø] oôĈôÛôĈvnø áøÛôäôaôôø

DSTVð^nÞ]E àæ,ô ô ØÙ`ôvôôĈôçôô] ÜôôÂô

اور (اے رسول) ان کو داؤد و سلیمان کا (واقعہ یاد
دلاو)جب یہ دونوں ایک کھیتی کے بارے میں جس میں رات
کے وقت کچھ لوگوں کی بکریاں (گھس کر) چر گئی
تھیں فیصلہ کرنے بیٹھے اور ہم ان لوگوں کے قصے کو دیکھ
رہے تھے۔

١١ [illegible]

[illegible]

رسـول نـے دعا کی اے میرے پالنے والے تو ٹھیك ٹھیك (میرے اور کـافـروں) کے درمیـان فیصلہ کردے اور همـارا پـروردگـار بـڑا مهـربـان هـے کـه اسی سے ان باتوں میں مدد مانگی جاتی هے جو تم لوگ بیان کرتے هو۔

١٢ [illegible]

[illegible]

اور جـب وہ لـوگ خـدا اور رسـول کـی طـرف بلائے جـاتـے هیـں تـا کہ رسول ان کے آپس کے جھگڑے کا فیصلہ کردیں تو ان میں کا ایك فریق رو گردانی کرتا هے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ایمانداروں کا قول تو بس یہ هے کہ جب ان کو خدا اور اس کـے رسـول کـے پـاس بـلایا جاتا هے تا ان کے باهمی جھگڑوں کا فیصلہ کردیں تو کہتے هیں کہ هم نے حکم سنا اور دل سے مـان لیـا اور یهی لوگ آخرت میں کامیاب هونے والے هیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جـب داؤد کـے پـاس آکـھـڑے هـوئـے تـو وہ ان سـے ڈرگئے۔ان لوگوں نے کہا کہ آپ ڈریں نهیں هم دونوں ایك مـقـدمـہ کـے فـریـقـین هیں کہ هم میں سے ایك نے دوسرے پر زیـادتـی کـی هـے تـو آپ هـمارے درمیان ٹھیك ٹھیك فیصلہ کـردیـجئـے اور انـصـاف سے نہ گزرئے اور همیں سیدهی راہ دکھا دیجئے۔

١٥ [illegible]

اور تم لوگ جس چیز میں باهم اختلاف رکھتے هو اس کا فیصلہ خدا هی کے حوالے هے ۔

٢۔٢۔بین الاقوامی فیصلہ(International Judgment):اقوام متحدہ کا اصلی مقصد عالمی امن وسلامتی کو بنائے رکھنا ہے۔اس طرح امن وپ ا ﷺ + از ہونے والے بین الاقوامی اختلافات کاپ امن حل بھی اس کے مقاصد میں شامل ہو* ہے۔چنانچہ ادارے کے تمام ارکان کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اپنے دعووں کو طاقت کے استعمال کے بغیر پ امن طر j سے حل کریں۔اقوام متحدہ کے مستقل رکن اس سلسلے میں کچھ ذمہ دا* یں ادا کرتے ہیں:

ا۔**سلامتی کو±** (Security Counsel):اقوام متحدہ کا کوئی بھی رکن* مجلس عامہ* دبیر کل (Secretary General)،سلامتی کو± سے یہ درخوا - کرسکتا ہے کہ کسی موضوع کو اپنے دستورالعمل میں قرار دے۔فریقین میں سے کسی ا- کا اقوام متحدہ کا رکن نہ ہونے کی صورت میں اَ

پہلے سے،اختلاف کے پ امن حل کے معاہدے کو مان لیا ہو تو وہ سلامتی کو ± میں یاَ ارش کرسکتا ہے کہ اختلافی موضوع کو اپنے دستور عمل میں قرار دے۔

سلامتی کو ± اس طرح کی درخواستوں کو مسترد کرے یا قبول کرنے میں صا # اختیار ہے۔ سلامتی کو ±* تو اختلاف کے حل کا کوئی طر i تجوی کرے گی* خود مصالحت کے شرائط کا تعین کرے گی۔حالاں کہ دعووں کے پ امن حل و فصل سے متعلق منشور کے چھٹے ب کے بمو # ،سلامتی کو ± کی تجاوی قانونی* بندی پیدا نہیں کرتی ہیں لیکن سیاسی نقطہ Ã سے بہت* دہ ا ر b ہیں۔(۱)

(۲) **مجلس عامہ** (General Assembly):اقوام متحدہ کے رکن اور فریقین اپنے اختلاف کو اقوام متحدہ کی مجلس عامہ کے سامنے پیش کر h ہیں۔اس سلسلے میں مجلس عامہ کے اختیارات،سلامتی کو ± کی بنسبت * دہ وسیع ہیں۔لیکن . # -- موضوع سلامتی کو ± کے دستور العمل سے خارج نہیں ہو* $ -- مجلس عامہ کو اس معاملہ میں سنوائی کا حق نہیں ہے۔اس طرح کے موضوعات کو دبیر کل (سکریٹری جنرل) مجلس عامہ کے سامنے پیش کر* ہے۔مجلس عامہ اختلاف دور کرنے کے لئے* تو سفارش کرے گی* تو تحقیقی کمیشن بنائے گی۔مجلس عامہ کی سفارشیں فریقین کے لئے کوئی قانونی* بندی پیدا نہیں کرتیں، حالا è سیاسی ا ر b ہیں۔(۲) اقوام متحدہ کے یہ دو حقوقی رکن،غیر جانبدار نہیں ہوتے ہیں اور سیاسی لحاظ اور مفادات اس سلسلے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔چنانچہ فریقین میں سے کسی ا - کا اقوام متحدہ میں شکا$ کر* ا - غیر دوستانہ عمل * جا* ہے،کیو è یہ کام * دو مدمقابل پ * و بنانے،عوامی رائے (Public openion) کو اپنے مخالف کے خلاف کرنے* اپنی قوم کو راضی کرنے کے لئے ا م* جا* ہے۔

(۱) ہوشنگ مقتدر،ایضاً،ص ۱۱۱۔۱۱۲./ عبدالحمید فر* ی عراقی،ایضاً ص ۶۰۔۶۹.

(۱) ہوشنگ مقتدر،ایضاً،ص ۱۱۲./ عبدالحمید فر* ی عراقی،ایضاً ص ۶۹۔۷۱.

(۳) **بین الاقوامی عدا --** (International Court of Justice): بین الاقوامی عدا -- ،اقوام متحدہ کا C دی عدالتی شعبہ ہے اور اس کا آ M اقوام متحدہ کا . لا ینفک ہے۔ادارے کے تمام ارکان خود بخود اس عدا -- کے آ ی رکن ہوتے ہیں اور سلامتی کو ± کی سفارش پ مجلس عامہ ایسا ماحول بناتی ہے کہ غیر رکن ممالک جیسے سو> زلینڈ بھی آ M کے ا - فریق بن سکیں۔(۱) بین الاقوامی عدا -- پندرہ قاضی (ججوں*) مستقل قانون دانوں پ مشتمل ہوتی ہے۔ان کو ان کی شہر$ کے قطع Ã ،منصفانہ جغرافیائی حصہ داری (Equitable Geographical Distribution) کے اصول پ ،اور اعلیٰ اخلاقی کردار کے حامل،اپنی حکومت میں اعلیٰ قانونی و عدالتی مشاغل کے حصول کی لازمی شرائط پ پورا ا نے والے* علم قانون کے ماہر اور عالمی سطح پ مشہور ہستیوں میں سے،سلامتی کو ± اور جنرل اسمبلی کے ذریعے اکثر$ آراء سے منتخب کیا جا* ہے۔یہ انتخا ت نو سال کے لئے ہوتے ہیں اور عدا -- کے دوام و استقرار کو قائم ر p کے لئے ہر تین سال میں ا -* رانتخاب ہو* ہے اور ہر مرتبہ* پنچ قاضی منتخب ہوتے ہیں۔ہر اجلاس میں عدا -- کے کم از کم چھ ججوں کا ہو* لازمی ہے۔عدا -- کے قضات کو سیاسی افسروں کی طرح سفارتی آز* یں حاصل ہوتی ہیں اور وہ اپنی مدت کار کے دوران کوئی دوسرا پیشہ اختیار نہیں کر h ہیں۔ضمنی طور پ ان کو یہ عہد کر* ہو* کہ وہ مکمل طور پ غیر جانبدارانہ طر j سے فیصلہ کریں گے۔(۲)

یہ عدا -- اپنے فیصلوں میں ان چیزوں کو پیش Ã ر b ہے:

۱) معاہدے ۲) بین الاقوامی عام رواج اور تا* ہ ۳) علم قانون کے عمومی اصول ۴) عدالتی احکام اور طرفین کی رضامندی سے،عالمی سطح پ ممتاز قانون دانوں کے Ã یت و

(۱) ایضاً،ایضاً

(۲) رضا موسی زادہ،ایضاً،ص ۳۹۲./ جک سی.پلینو،روی آلتون،ایضاً،ص ۳۶۷./ ہوشنگ مقتدر،ایضاً،ص ۱۱۶./ عبدالحمید فر* ی عراقی،ایضاً،ص ۴۶./ محمد رضا ضیائی بیگد لی،ایضاً،ص ۴۵۹.

تعلیمات ۔(ا) عدا ۔ کسی بھی طرح کے اقدام کرنے سے پہلے، قانونی نقطہĀ سے اختلاف کے قابل قبول ہونے اور اپنے اختیارات کو حاصل کرے۔اسی طرح تنازعہ کے اصلیت میں داخل ہونے سے پہلے، اپنے اختیارات کو حاصل کرے۔اَ/ فریقین پیش کئے گئے کسی خاص مسئلے میں عدا ۔ کے اختیا*ِ حق قضاوت کو مان لیں، تو عدا ۔ فریقین کے ذریعے پیش کئے گئے کسی بھی طرح کے مقدمہ کے فیصلے کا اختیار رb ہے۔یہ اختیار قہری نہیں ہو* ہے بلکہ طرفین کی رضامندی سے مشروط ہے۔عدا ۔ کو واضح اور صریح طورپ اختیارات دینا چاہئے اور یہ امر مختلف طرhں سے ا م**ِ ہے۔اختیار حاصل کر* عدا ۔ کے فرائض میں سے ہے اور اس کے اعتبار کو معین کر* ور اختلافی مسئلے سے اس کے تعلق کو سمجھنا، عدا ۔ کا کام ہے۔لیکن اصل وہی فریقین کی رضامندی ہے جو کہ:

(ا) ا یـ موافقت* مہ کے ذریعے مسئلے کو عدا ۔ کے سامنے پیش کرنےپ اپنی رضامندی کا اعلان کرتے ہیں۔(۲) ا یـ فریق عدا ۔ میں عرضی (Petition) داخل کر* ہے اور دوسرا فریق عدا ۔ کے اختیارات کو تسلیم کرنے کا اعلان کر* ہے۔(۳) دو* چند فریقی بین الاقوامی عہد* مے کے ذریعے اپنی رضامندی کا اعلان کرتے ہیں۔اس طرح کے امور میں ا یـ حکومت پہلے سے اختیار کی شرائط قبول کر کے، حقیقت میں مورد بحث مسئلے کے سلسلے میں عدا ۔ کے لازمی اختیار کو تسلیم کر* ہے۔(۴) عدا ۔ کے اختیارات پہلے سے تسلیم کر* ہو* ہے جس کو عدا ۔ کے اختیارات کی شرط منظوری کہتے ہیں۔یہ کام عدا ۔ کے اختیارات کے تسلیم کرنےپ مشتمل یـ طرفہ بیان جاری کر کے اور اقوام متحدہ کے دبیر کل سے اس کی منظوری اور توثیق کرا کے ا م ہو* ہے۔اور یہ توثیق لازمی* پ بندی کا مو. # ہوتی ہے۔

(ا) O بی، پلینو، روی آلتون، ایضاً، ص ۳۶۶.

عدا ۔ کے اجباری اختیارات قبول کرنے میں حکومتیں، ایسے شرائط رb ہیں جس کے بمو. # اس عدا ۔ کے اختیارات کو صرف بتائے ہوئے امور- محدود کرتے ہیں۔مثلاً. # حکومتیں اپنے داخلی اختیارات کے حدود میں آنے والے امور کو، عدا ۔ کے اختیارات سے مستثنٰی کرتی ہیں۔(ا) حکومتیں، اقوام متحدہ کےC یدی شعبوں اور اس کے اکثر Specialized Agencies کی درخوا ۔پ عدا ۔ کسی بھی قانونی مسئلےپ مشورہ بھی دے سکتی ہے۔عدا ۔ کے مشورتی اختیارات* رہا، اقوام متحدہ کے شعبوں، خاص کر مجلس عامہ کے کام آئے ہیں۔جیسے اقوام متحدہ کی رکنیت* یا ادارے کے بجٹ وغیرہ کے مسائل۔(۲)

بین الاقوامی عدا ۔ کے ذریعے جاری کئے گئے احکام لازمی، قطعی اور آ ذ کی ضما$ کے حامل ہوتے ہیں۔فریقین اس کی پیروی کرنے کے* پ بند ہوتے ہیں اور اس کی رائے صادرہ کے خلاف اپیل نہیں ہوسکتی ہے۔چنانچہ اَ/ کوئی ا یـ فریق، بین الاقوامی عدا ۔ کے ذریعے اس پ عا+ کی گئی ذمہ داریوں کو نبھانے سے انکار کر دے، تو فریق مخالف سلامتی کو± کی طرف رجوع کر سکتا ہے اور کو± بھی اپنی سمجھa اور صوا++یب سے، احکام کے آ ذ کے لئے فیصلہ کرے گی۔(۳)

فی الحال بین الاقوامی عدا ۔، اپنے وجود اور بین الاقوامی عام قانون (Comman Laws) کے ضوابطپ عدم اعتقاد اور عدا ۔ کے فیصلے کے* قابل پیشین گوئی ہونے کی وجہ سے، بین الاقوامی د* میں* کام رہی ہے اور اس کی تشکیل کے وقت جو توقعات اس سے وابستہ تھیں اس کو پوری نہیں کر سکی ہے۔(۴)

(ا) رضا موسیٰ زادہ، ایضاً، ص ۳۹۶ سے ۴۰۲- ./ محمد رضا ضیائی بیگدلی، ایضاً، ص ۴۶۲/ عبدالحمید فر+ی عراقی، ایضاً، ص ۴۷

(۲) محمد رضا ضیائی بیگدلی، ایضاً، ص ۴۶۵./ جک سی. پلینو، روی آلتون، ایضاً، ص ۳۶۴./ رضا موسیٰ زادہ، ایضاً، ص ۴۰۴ / عبدالحمید فر+ی عراقی، ایضاً، ص ۵۱.

(۳) محمد رضا ضیائی بیگدلی، ایضاً، ص ۴۶۶.

(۴) عبدالحمید فر+ی عراقی، ایضاً، ص ۵۳-۵۴.

(۴) **علاقائی عدا** (Regional Court): اقوام متحدہ کے منشور کا دفعہ نمبر ۹۵ کہتا ہے: اس منشور کا کوئی بھی قانون اس* ت سے مانع نہ ہوگا کہ اقوام متحدہ کے اراکین، اپنے اختلافات کے حل کو موجودہ* آئندہ ہونے والے معاہدوں کے ذریعے دوسری عدا میں پیش کرسکیں۔ اس مقصد کے تحت علاقائی عدا بنائی گئی ہے: ۱) یوروپی سماج کی عدا ۔۲) حقوق بشر کی یورپی عدا ۔۳) حقوق K نی کی امریکی عدا ۔ ۴) بنہ دوکس کی عدا () ۔۵) 'عدل اسلامی' عدا ۔ ۶) مغربی عرب اتحادیوں کی عدا ۔(۱)

(۴) **طاقت کا عدم استعمال**: آج کے دور میں بین الاقوامی حقوق کے رو سے طاقت کے عدم استعمال کا طر i حکومتوں کے . سے اہم فرائض میں سے ہے۔ اقوام متحدہ کے منشور کے دفعہ نمبر ۲ کے بمو # حکومتیں اپنے دعووں کو امن پسندانہ طر j سے حل کرنے اور اختلافات کے فیصلے کے لئے طاقت کے استعمال سے اَ ِ کرنے کی* پابند ہیں۔ # کہ ۱۹۱۹ء کے معاہدے کے . سے اہم نتیجہ یعنی اقوام متحدہ کی* سیس سے قبل، حکومتوں کے ذریعے طاقت اور B کا استعمال اور مقاصد کے حصول کے لئے ہر ممکن وسیلے کا استعمال مشروع تھا۔ بین الاقوامی حقوق B کے زمانے کے* وکو منظّم کر* تھا، لیکن حکومتوں کے ذریعے B کے استعمال کے اختیار پر کوئی دخل نہیں دیتا تھا۔ اَ چہ شروع میں طاقت کے استعمال کے مقررات پر B عادلانہ کا Â یہ حاکم تھا، جس کے رو سے عادلانہ مقاصد کے علاوہ B غیر قانونی تھی۔ اس مقصد* وجہ کا دائرہ وسیع تھا، مثلاً # غیر قانونی طر j سے کوئی نقصان ہوجائے* کوئی حق سلب ہوجائے۔(۲) لیکن آہستہ آہستہ صلیبی جنگوں کے واقع ہونے اور اس کے بعد ثبت اَ ائی اور یوروپی

(۱) محمد رضا ضیائی بیگد لی، ایضاً، ص ۴۶۹

(۲) ہوشنگ مقتدری، ایضاً، ص ۴۶۹.

سماج میں طاقت کے توازن کے Âم کے مکمل ¼ رسے، عادلانہ B کا مفہوم اخلاقی دائرے میں محدود ہو H اور اس طرح بین الاقوامی قانون سے ختم ہو H ۔(۱)

اقوام متحدہ کے Âم نے B سے روکا نہیں* طاقت کے استعمال کی مماÆ نہیں کی، بلکہ B کے لئے کچھ حدود مقرر کئے۔ مثلاً B شروع کرنے سے پہلے، پر امن طر j استعمال کئے جا N اور مراجع (عدا ، بین الاقوامی عدا * شورای جامعہ ملل (Leag eof nations* قضاوت) کے ذریعے حکم کے صادر ہونے کے تین ماہ B سے پرہیز کریں۔(۲)

لیکن دو عالمی جنگوں کے درمیان، B سے مماÆ کی کوششیں، ۱۹۲۸ء میں اکثر ممالک کے ذریعے B کی مذمت میں کلوگ پر* () کے ا- عمومی معاہدے پر دستخط کرنے کا * (ہو N ۔ ۱۹۴۵ء میں دوسری عالمی B کے بعد اور اقوام متحدہ کی تاسیس کے ساتھ، طاقت کے استعمال کی مماÆ ہوگئی۔ چنانچہ بین الاقوامی منشور کے دفعہ نمبر ا- میں، جار A* Ú امن کے دوسرے طر h اس کو ختم کر* ، اقوام متحدہ کے اہم مقاصد میں شمار کیا H ہے۔

منشور کے دفعہ نمبر ۴ کے شق نمبر ۲ کے بمو # ، تمام اراکین اپنے بین الاقوامی تعلقات میں کسی دوسرے ملک کی ارضی سالمیت* سیاسی خودمختاری کے خلاف طاقت کے استعمال کی دھمکی* اس کے استعمال* کسی بھی طر j کے استعمال سے جو اقوام متحدہ کے مقاصد کے خلاف ہو، اَ ِ کریں گے۔ یہ دفعہ ا- C دی اقرار اور ا- طرفہ طاقت کے استعمال کی عام مماÆ ہے۔ اس اصل پر* رہا خاص کر کے مجلس عاملہ کی قراردادوں میں زور دیا H ہے، جیسے:

(۱) حکومتوں کے داخلی امور میں مداخلت کے غیر قانونی ہونے کا اعلان (۱۹۶۵ء)

(۱) ملکم شاو، ایضاً، ص ۴۰۳.

(۲) ہوشنگ مقتدر، ایضاً، ص ۱۲۹./ ملکم شاو، ایضاً، ص ۴۰۴

(۲) دوستانہ تعلقات سے متعلق بین الاقوامی حقوق کے اصول کا اعلان (۱۹۷۰ء) جو لازمی نہ ہونے کے* وجود اہمیت رT ہے۔

(۳) جارA (Aggression) کی تعریف کی قرارداد (۱۹۷۴ء) جس کی رو سے عام طورپ جارA کو، کسی ملک کے سرحدی سلامتی کے خلاف، مسلح طاقت کا استعمال سمجھH ہے اور جارحانہ اقدامات کو فہر - بند کرکے اس سے روکH ہے۔

(۴) طاقت کے استعمال کی تحریم کی* دہ سے* دہ کارآمد ہونے کا اعلان (۱)

۱۹۷۰ء کے بین الاقوامی حقوق کے اصول کا اعلا6 کسی حکومت کی سیاسی خود مختار* ارضی سلامتی کے خلاف کسی بھی طرح کے دفاعی، سیاسی* اقتصادی* کسی بھی طرح کے* ڈالنے سے/ کرنے کے لئے حکومتوں کی ذمہ داریوں کی* دہانی کر* ہے ۱۹۶۶ء کےK نی حقوق کے بین الاقوامی میثاق نے تمام ملکوں کی اپنی اقتصادی، سماجی اور تہذR ترقی کے لئے آزادانہ سر/ می کے حق پر زور دیتا ہے۔ اس حق پر مجلس عامہ کے ذریعے ۱۹۷۴ء منظور کیاH، حکومتوں کے اقتصادی حقوق وفرائض سے متعلق منشور میں بھی* کید کی گئی ہے، خاص کر یہ تصریح ہوئی ہے کہ: کوئی بھی حکومت، کسی دوسری حکومت کو اپنے اقتدار کے حقوق کو دوسروں سے وابستہ کرنے پر مجبور کرنے کے لئے، سیاسی، اقتصادی* کسی بھی طرح کا دوسرا اقدام نہیں کر سکتی ہے اور نہ ہی ان کے استعمال کی حوصلہ افزائی کر سکتا ہے۔ (۲)

آج -- B اور دشمنی پرF مسلح اقدامات، جو مختلف ممالک کے درمیان* کسی ا- ملک* خطے میں مسلح افواج کے ذریعے ا* تے ہیں، انہیں روکنے کے لئے بہت سے اقدام کئے گئے ہیں: امن اور تعاون کے معاہدے اور موافق* ے، فوجی ساز وسامان پر کنٹرول اور -ک

---

(۱) ہوشنگ مقتدر، ایضاً ص ۱۳۰۔ (۲) ملکم شاو، ایضاً ص ۴۰۷۔

اسلحہ (Disarmament) کے سلسلے میں کئے گئے اقدامات، K نی حقوق سے متعلق قراردادیں اور اعلا6، جیسے ۱۹۲۵ء کے ژنو پروٹوکول کے رو سے کیمیاوی (Chemical) اور حیاتیاتی (Biological) اسلحوں کے استعمال پر قانونی ممانÆ، K نی حقوق کا عالمی اعلا6 (۱۹۴۸ء)، تنازعات میں K نی حقوق کے دفاع کا یوروپی کنونشن (۱۹۵۳ء)، امن پسندانہ مقاصد کے لئے جوہری طاقت کے استعمال کے سلسلے میں مختلف ممالک میں تعاون کی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے اقوام متحدہ کی Specialized Agency کی حیثیت سے ۱۹۵۷ء میں جوہری طاقت کی بین الاقوامی اجنسی (International Atomic Energy Agency) کا قیام، جوہری تجربوں کی ممانÆ (۱۹۶۳ء)، جوہری ہتھیاروں کو پھیلانے کی ممانÆ (۱۹۶۸ء)، کیمیاوی اسلحوں کے تخفیف کا معاہدہ (۱۹۶۸ء) سمندر اور د* کی تہہ میں جوہری* دv تخرR اسلحوں کو رp کی ممانÆ کا معاہدہ (۱۹۷۱ء)، زہریلے اور بیکٹر* ئی* یولاجیکل) اسلحوں کے بنانے اور ذخیرہ کرنے کی ممانÆ اور ان کے خاتمے کے سلسلے میں کنونشن (۱۹۷۲ء)۔

اس کے* جود B کے دوران مہذ* نو* ؤ اور B کو K نی کرنے کے لئے بعض قوا2 بنائے گئے ہیں۔ ایسے اصول اور طرز کار بین الاقوامی حقوق میں بیان ہوا ہے* کہ B میں ملوث ممالک کے* ؤ اور تعلقات پر حاکم رہے۔ B کے دستور اور قوا2 شروع شروع میں عرفی (Mass Norms) صورت رp تھے، لیکن انیسویں صدی کی دوسرے حصے سے، چند فریقی بین الاقوامی کنونشن کے ذریعے رسمی حیثیت پیدا کی۔ (۱)

آج کی د* میں B کی حا - میں ممالک، نہ صرف علاقائی معاہدے اور کنونشن کے ذریعے، بلکہ بین الاقوامی عرفی حقوق اور حقوق K نی کے ذریعے بھی محدود کئے جاتے ہیں جو

---

(۱) جک سی. پلینو، روی آلتون، ایضاً ص ۲۶۴-۲۶۵۔

بے وجہ. و. $. اور دوسرے عوامی اخلاقیات کی توہین کرنے والے کاموں سے مماÆ کرتے ہیں۔اَ طاقت کا استعمال، کسی دوسرے ملک کی سرحدی سلامتی* یا سیاسی خود مختاری* یا کلی طور پر اقوام متحدہ کے منشور کے مقاصد کے مخالف مقاصد کے لئے نہ ہو تو جائز ہے۔جیسے دفاع مشروع۔

دفاع، K ن کا ذاتی ،فطری اور عرفی حق ہے۔منشور کے دفعہ نمبر ۵۱ کے بمو. # ،کوئی بھی معاہدہ اقوام متحدہ کے کسی رکن پر مسلح حملے کی صورت میں اÐادی* یا اجتماعی طور پر ،جائز دفاع کے ذاتی حق کو سلامتی کو± کے ذریعے بین الاقوامی امن و صلح کو بنانے کے لئے لازمی اقدامات کرنے-- ،ت کوئی تخفیف نہیں کرسکتا ہے۔

دفاع مشروع میں یہ عناصر* پائے جاتے ہیں: ۱) ضرورت۔ ۲) فوری (Urgency)۔ ۳) خطرے سے مقابلے کے لئے کوئی دوسرا متبادل راستہ نہ ہو*۔ ۴) تنا . (دفاع خطرے سے تنا . اور معقول ہو۔ مذکورہ* لا اور منشور کے دفعہ نمبر ۵۱ سے مطابقت کی شرط پر دفاع کے ذاتی حق کے استعمال کا دائرہ کافی وسیع ہے اور اس میں یہ امور بھی شامل ہوتے ہیں: ۱) متوقع خطرے سے مقابلے کے لئے۔ ۲) ملکی مفادات کی حفاظت (زمین، اپنے شہری، اموال اور حقوق کا دفاع)۔ ۳) اقتصادی* یا اشتہاری حملہ () جس نے جسمانی+ از اختیار نہ کیا ہو۔

منشور کا دفعہ نمبر ۵۱*، ٹو جیسے علاقائی دفاعی اداروں کے W* تا . (ہوا۔اس طرح کے اداروں کے منشور کے بمو. # ،کسی ا- رکن پر حملہ، تمام ارکان پر حملے کے. ا. سمجھا جا* ہے اور اجتماعی صورت میں حق دفاع پر عمل درآمد کے لئے ،ارکان، حملے سے دوچار ہونے والے ملک کی مدد کے لئے* پابند ہیں۔اس طرح کےاَ وہی دفاع میں، پہلے سے تیار رہنا ضروری ہے، لہٰذا اس طرح کے دفاع کے لئے* . قاعدہ اداروں اورÂم کی ضرورت ہے۔(۱)

---

(۱) ہوشنگ مقتدر، ایضاً، ص ۱۳۲ سے ۱۳۵--- .

B. اور طاقت کا استعمال —— قرآن میں

اسلام، منتسکی (Montesyuieu) جیسے فرانسیسی مفکر کےÃ یہ کے. خلاف، جو اسے طاقت اور شمشیر کا مذہب ما { ہے، سمجھوتہ اور امن کی C دی پر قائم ہے۔ اسلام عقیدہ کے سلسلے میں جبری مداخلت کی مماÆ کا قائل ہے اور کہتا ہے کہ ایمان جو دین کی طرف دلی جھکاؤ ہے ہراَ جبر . دا ث نہیں کرسکتا ہے اور مختلف* یت میں K نی فطرت سے K ۃ e والے اس C دی نکتے کی طرف اشارہ کیا H ہے:

۱۔ [illegible] (زمر:۱۴۔۱۵)

(اے رسول) تم کهه دو که میں اپنی عبادت کو اسی کے واسطے خالص کرکے خدا هی کی بندگی کرتا هوں (اب رهے تم) تو اس کے سوا جس کو چاهو پوجو۔ تم کهه دو که فی الحقیقت گهاٹے میں وهی لوگ هیں جنهوں نے اپنا اور اپنے لڑکے بالوں کا قیامت کے دن گهاٹا کیا۔ آگاه رهو که صریحی گهاٹا یهی هے۔

۲۔ [illegible]

تمهارے لئے تمهارا دین میرے لئے میرا دین۔

۳۔ [illegible] (بقرہ:۲۵۶)

دین میں کسی طرح کی زبردستی نہیں ھے کیونکہ
ہدایت گمراھی سے الگ ظاھر ھوچکی ھے۔

۴ lø‡Ô‡Ûçpü`ôòÖšõ,ªoÊÔúàúóøÔ‚ öóøÇçÕiõ
DUUV « ÞçEàìÔÛç¸ÇÔñøjuœÖåiô] åÔ§ïö

اور (اے پیغمبر) اگر تیرا پروردگار چاھتا تو جتنے لوگ
روئے زمین پر ھیں سب کے سب ایمان لے آتے۔تو کیا تم
لوگوں پر زبردستی کرنا چاھتے ھو تا کہ سب کے سب
ایماندار ھوجائیں۔

۵ ÜÒÖ,òáôóÇç×øtÔçø`óöä@ßŠ©] ,ö ³ÎÖ] o³ÂÔà
DUVØvÞEàìÂÛq Ø

سیدھی راہ کی ہدایت تو خدا ھی کے ذمے ھے اور
بعض راستے ٹیڑھے ھیں اور اگر خدا چاھتا تو تم سب کو
منزل مقصود تک پہنچا دیتا ۔

۶ DOQVØvÞE àÚ§ä] ÊÔþçŸ ÓÖ©] o³ÂØ`êØ

پیغمبروں پرتو اس کے سوا کہ احکام کو صاف صاف
پہنچادیں اور کچھ بھی نہیں ھے۔

۷ ðöªáúàìÚÛÛöûÇ ªà³ÛÂÔÛ³ÓÔ,à³Ú³vói]ØÔÖ
DNUV ì `ÒE†ÊÖñøØ

اور (اے رسول) تم کہہ دو کہ سچی بات (کلمہ

توحید) تمھارے پروردگار کی طرف سے نازل ھوچکی ھے
۔بس جو چاھے مانے اور جو چاھے نہ مانے۔

اسی طرح بعض آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جس کو دل چاہئے اسے ہم وہی دیں گے۔اور یہ آیت ان کے آزادانہ انتخاب کی طرف اشارہ کرتی ہے:

Ü`öÔÛÔ`ÓÖÍçøÖçjÕôzö³] ÓÔöi ,öiáàòà³ÚÔT
oÊÔ`òøáÔ,Ö] ÔÔÔp áçŠüÓ³`óöÔ³äàø`óÔ
]ç¹ÛÚÔxÔàø`óÔç³ÃÛø³ÚçãÔÕàöiÓ³] Ÿ óÔàÔ³]
DMR!MQV çaEáç×ÔÚø

نیکی کرنے والوں میں سے جو شخص دنیا کی
زندگی اور اس کی رونق کا طالب ھو تو ھم انھیں ان
کی کارگزاریوں کا بدلہ دنیا ھی میں پورا پورا بھر دیتے
ھیں اور یہ لوگ دنیا میں گھاٹے میں نہیں رھیں گے۔مگر
ھاں یہ وہ لوگ ھیں جن کے لئے آخرت میں جھنم کی آگ
کے سوا کچھ نہیں اور جو کچھ دنیا میں ان لوگوں نے
کیا دھرا تھا سب اکارت ھوگیا اور جو کچھ یہ لوگ
کرتے تھے سب ملیا میٹ ھوگیا۔

áòÔÛàöuÔÂàöÔ^ßÔÔÖ] 'ø†uø,öiÔÔàÒÔ³ÚÔU
gï 'ÔÚÖÔÔÔ] oÊÔÚàø`óÔÔÔp³] 'ø³uø,ö†Ôö
DNLVp…ç E

اور جو شخص آخرت کی کھیتی کا طالب ہو ہم اس کے لئے اس کی کھیتی میں افزائش کریں گے اور جو دنیا کی کھیتی کا خواستگار ہو تو ہم اس کو اسی دنیا میں سے دیں گے مگر آخرت میں پھر اس کا کچھ حصہ نہ ہو گا۔

بند آنکھوں اور * ھی تقلید کے ذریعے صحیح * غلط راستہ کا انتخاب نہیں کر* چاہئے بلکہ انتخاب آگاہانہ ہو* چاہئے:

۱۰ [illegible]

[illegible]

تا کہ جو شخص ہلاک ہو وہ حق کی حجت تمام ہونے کے بعد ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ ہدایت کی حجت تمام ہونے کے بعد زندہ رہے۔

۱۱ [illegible]

[illegible]

(اے رسول)ان سے کہہ دو کہ میرا طریقہ تو یہ ہے کہ میں لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا ہوں ۔میں اور میرا پیرو (دونوں)مضبوط دلیل پر ہیں۔

ا- ایسا دین جس کے پیغمبروں کا فریضہ صرف تبلیغ * H ہے، اور اس کے عملدر آمد کے طر j بھی . امن پسندانہ اور منطقی ہیں۔ دوسروں کو اسلام کی طرف بلا* کبھی بھی ، جھگڑا، اختلاف، جھوٹ، دھمکی اور طاقت کے ہمراہ نہیں ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرما* ہے:

۱۲ [illegible]

[illegible] (۹۹:ہ)

ہمارے رسول پر پیغام پہنچادینے کے سوا اور کچھ فرض نہیں ہے اور جو کچھ تم ظاہر بہ ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاکر کرتے ہو خدا سب جانتا ہے۔

۱۳ [illegible]

[illegible] (بقرہ:۲۷۲)

ان کا منزل مقصود تک پہنچانا تمہارا فرض نہیں (تمہارا کام صرف راستہ دکھانا ہے)مگر ہاں خدا جس کو چاہے منزل مقصود تل پہنچادے۔

۱۴ [illegible]

اور اگر منہ پھیریں تو اے رسول تم پر صرف پیغام پہنچا دینا فرض ہے۔

۱۵ [illegible]

[illegible] (۹۲:ہ)

اور خدا کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانواور نافرمانی سے بچے رہو اس پر بھی اگر تم نے حکم خدا سے منہ پھیرا تو سمجھ رکھو کہ ہمارے رسول پر بس صاف صاف پیغام پہنچادینا فرض ہے۔

۱۶ [illegible]

[illegible] (انعام:۱۰۷)

اور ہم نے تم کو ان لوگوں کا نگہبان تو بنایا نہیں ہے اور نہ تم ان کے ذمہ دار ہو۔

۱۷۔ [illegible]

اس پر بھی اگر یہ لوگ ایمان سے منہ پھیریں تو تمہارا فرض صرف احکام کا صاف صاف پہنچادینا ہے۔

۱۸۔ [illegible]

(اے رسول) تم کہہ دو کہ خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اس پر بھی اگر تم سر تابی کروگے تو بس رسول پر اتنا ہی (تبلیغ) واجب ہے جس کے وہ ذمہ دار کئے گئے ہیں اور جس کے ذمے دار تم بنائے گئے ہو تم پر واجب ہے اور اگر اس کی اطاعت کروگے تو ہدایت پاوگے ۔اور رسول پر تو صرف صاف طور پر (احکام کا) پہنچانا فرض ہے۔

[illegible]

ہم پر تو بس کھلم کھلا (احکام خدا) کا پہنچادینا فرض ہے۔

۲۰۔ [illegible]

اور (اے رسول)تم ان کے نگھبان نہیں ہو۔

لہٰذا افسوس نہیں کرنا چاہئے اور تبلیغ کے لئے خشونت اور غیر منطقی طریقوں کا استعمال نہیں کرنا چاہئے:

۲۱۔ [illegible]

(اے رسول) اگر یہ لوگ اس بات کو نہ مانیں تو شاید تم مارے افسوس کے ان کے پیچھے اپنی جان دے ڈالوگے ۔

۲۲۔ [illegible]

(اے رسول) شاید تم (اس فکر میں) اپنی جان ہلاک کرڈالوگے کہ یہ کفار مومن کیوں نہیں ہوجاتے۔

۲۳۔ [illegible]

اور (اے رسول) جو کافر بن بیٹھے تو تم اس کے کفر سے کڑھو نہیں ۔

۲۴۔ [illegible]

(اے رسول) تم (لوگوں کو) اپنے پروردگار کی راہ پر حکمت اور اچھی اچھی نصیحت کے ذریعے سے بلاؤ اور

[illegible] ۷

کے) نزدیک سب سے اچھا ہو ۔

۲۵ [illegible]

[illegible]

اور اگر (مخالفین کے ساتھ)سختی کرو بھی تو ویسی ھی سختی کرو جیسی سختی ان لوگوں نے تم پر کی تھی۔اور اگر تم صبر کرو تو صبر صبر کرنے والوں کے واسطے بھتر ھے۔

۲۶ [illegible]

اور (اے ایمانداروں) اھل کتاب سے مناظرہ نہ کیا کرو مگر عمدہ اور شایستہ الفاظ و عنوان سے لیکن ان میں سے جن لوگوں نے تم پر ظلم کیا (ان کے ساتھ رعایت نہ کرو)اور صاف صاف کھہ دو کہ جو کتاب ھم پر نازل ھوئی اور جو کتاب تم پر نازل ھوئی ھے ھم تو سب پر ایمان لاچکے ھیں اور ھمارا معبود اور تمھارا معبود ایک ھی ھے اور ھم سب اسی کے فرمانبردار ھیں۔

۲۷ [illegible]

[illegible]

[illegible]

اور تم میں سے ایک گروہ (ایسے لوگوں کا بھی)تو ھونا چاھئے جو (لوگوں کو)نیکی کی طرف بلائیں اور اچھے کام کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور ایسے ھی لوگ آخرت میں اپنی دلی مراد پائیں گے۔

۲۸ [illegible]

[illegible]

پھر جب تمھارے پاس علم (قرآن) آچکا اس کے بعد بھی اگر تم سے کوئی (نصرانی)عیسیٰ کے بارے میں حجت کرے تو کھو کہ (اچھا میدان میں)آؤ۔ھم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو اور ھم اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو اور ھم اپنی جانوں کو (بلائیں)اور تم اپنی جانوں کو اس کے بعد ھم سب مل کر خدا کی بارگاہ میں گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔

ایسا دین جو متعدد آیت میں دوستی اور محبت کے روابط پر زور دیتا ہے۔جیسے سورہ ممتحنہ کی آیت نمبر ۷، ۸اور ۹۔سورہ فصلت: آیت نمبر ۳۴۔سورہ [illegible]: آیت نمبر ۸۲۔سورۂ [illegible] آیت نمبر ۱۰۸،جن کی شرح امن سے ایک ساتھ رہنے کی بحث میں گزر چکی ہے۔اسلام محبت اور یکدلی کا دین

ہے۔

حضرت علیؑ مالک اشتر کو اس طرح خطاب فرماتے ہیں:

Ÿ aøÜ`e Ìø_×Ô]tøÜ`ÏØfvaÔ]taÔu‡³Ô]ÛÔØfsØ³ÃÔÛ]ø

Î]ØÔ]Ôá^Ëß ‘ÔÜ`ÔÕÜ`ÔÕ]ÔtØjÔ‡.ÔØÃf%øÜ`n×ÃÔÇÓ³Þø

!XXÐ× íÔ] oÊÔÔØÔn¿ÞØÔ]ÔaÔ,(Ô] oÊÔÔØÔ ہمیشہ اپنے دل

کو اپنے شہریوں کی محبت سے مالامال کرو۔ ہرگز لوگوں

کے لئے ان درندہ جانوروں کی طرح نہ بنو جوان کو کھانے

کے لئے موقع کے تلاش میں رہتے ہیں۔ کیونکہ عوام دو قسم

کے ہیں: یا تو تمہارے دینی بھائیوں میں شمار ہوتے ہیں اور

یا تو خلقت میں تمہارے جیسے ہیں!(۱)

غیر قوموں سے سامنا ہونے پ ہم ایسی حکومتوں اور اشخاص کے رو. وہ ہوتے ہیں جو پیدا < طور سے ہم جیسے ہیں، لہٰذا ہم کو چاہئے کہ اپنی K نی محبت اور شفقت کو مذہبی تعصب کے ذریعے* پ مال نہ ہونے دیں۔ یہ وہی دین ہے جس نے امن اور ا- ساتھ رہنے کے احیاء کو دوسرے K نوں اور قوموں سے تعلقات کی C دیا* ہے، مومنوں کو امن عامہ بنانے کا حکم ڈ* ہے۔ ایسا دین جو عالمی رسا -- کا حامل ہے اور تمام K M کو ہر دور میں . # -- کہ K ن پیدا ہو* رہے گا اور جہاں بھی K ن ہوگا، اللہ کی وحدا M اور اسلام کی دعوت دیتا رہے گا۔

]‡+,ÔØÔ]‡+ ÔÕÔÂ×ÔÔ^ÔØŸ ÔÕØ‡%ÔøÔaÔp (سبا:۲۸)

(اے رسول) ہم نے تو تم کو تمام دنیا کے لوگوں کے لئے

3333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333333

(۱) نہج البلاغہ، ایضاً، خط نمبر ۵۳، ص ۵۶۶ اور ۵۶۷۔

(نیکوں کو بہشت کی) خوشخبری دینے والا اور (بدوں کو

عذاب سے) ڈرانے والا (پیغمبر) بنا کر بھیجا۔

^Ã‡ÔÔÜÔÔ]ÜÇ%ÔaÔ ÔÔ] ^`ÔÔÔp (اعراف:۱۵۸)

(اے رسول) تم (ان لوگوں سے) کہہ دو کہ لوگو

میں تم سب لوگوں کے پاس خدا کا بھیجا ہوا ہوں۔

oÔÔÔÔÔvÔ] àÔ ÔÔp ,ÔÔÔÔ%ÔÔÔp,Ô] ÔÔp

]Ô,ÔÔÔÔ (فتح:۲۸)

وہ وہی تو ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور

سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب

رکھے۔

پیغمبر اسلامؐ کی گھر*. ر+ گی میں ان کے کردار پ Ã کرنے سے معلوم ہو* ہے کہ دین اسلام، امن اور دوستی کا دین ہے۔ مثال کے طور پ منشور مدینہ جس کے ذریعے مدینے میں قیام+ پ . یہودیوں سے امن، دوستی اور رواداری کو ڈھا* اور عادلانہ اور منصفانہ قوا 2 کا Ï ذ کیا۔ مشرکین مکہ کے ساتھ صلح حدیبیہ کے بعد، جسے ڈ* ن قرآن میں 'فتح مبین' کہا H ہے، پیغمبر اسلامؐ نے اسلام کے منطقی اور امن پسندانہ پھیلاؤ کے لئے، عرب سے* . ہر ممالک کے سر اہوں کے لئے قاصد روانہ فرما* ۔ کسی بھی طرح کے ظلم اور قانون شکنی کے مقابلے میں کھڑے ہوتے تھے اور قانون شکنی کرنے والوں کو فیصلے کے ذریعے سزا دیتے تھے اور ان کے . م کے تنا . سے اختلافات کے حل کے لئے، قاضی** ش کی حیثیت سے، فریقین کے ساتھ ا- منا . طر j سے پیش آتے تھے۔

ان دلیلوں کے بعد، ایسا دین کس طرح سے طاقت اور تلوار کا دین ہوسکتا ہے۔ حالا è بعض امور میں جن کا ذکر کیا جائے گا، طاقت اور تشدد کو جائز قرار ڈ* H ہے، جیسا کہ بین الاقوامی

منظر* مے پ بھی ہو* ہے۔لیکن اسلام میں، طاقت، تشدداور B وخو ی ی اچھی چیزنہیں ہے اور کبھی بھی امن اورمل جل کرر ہنے کی فطری حا - کو چھوڑا نہیں جا سکتا ہے، 1 ایسی صورت میں # کوئی دشمنی کا ہاتھ اسلام کی طرف پ ڑھے اور کارشکنی ومشکلات اس کے راستے کو روکیں اور کچھ لوگ یہ کوشش کریں کہ تشدداور طاقت کے ذریعے لوگوں کواس دین کی طرف آنے سے* زرکھیں۔

قرآن حق* طل کی مسلسل B میں، K ن کوحق کی* پ سداری کی دعوت دیتا ہے اور یہ تنبیہ کر* ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس B میں، بہانے، مشکلیں اور ہوائے Ñ ، امر کو مشتبہ کردیں* K ن حق کو* طل کا لباس اور* طل کو حق کا لباس پہنانے کی غلطی کرنے کی کوشش کرے۔حق کو قائم کر* چاہئے اور* طل کو ختم کر* چاہئے، چاہے حکومت* حکومتوں پ بھاری پ ڑے چاہے B و طاقت کا استعمال کر* پ ڑے۔اصولاً قرآن، : اکوحق اور اس کے علاوہ* قی چیزوں کو* طل ما { ہے اور حق کے ساتھ رہنے کو اللہ کے ساتھ رہنے کا ذریعہ ما { ہے اور* طل کا ا م زوال اور حق کو جاوداں جا { ہے اور حق کی تکذ$ کو . سب ڑا ظلم سمجھتا ہے۔چنانچہ حق* طل کے سلسلے میں ۳۰۰ سے* د آیتیں قرآن مجید موجود ہیں:

١ áò ÔØ‹ôt‡á aØ ôt Ðð adacD vØ] ðØ œØ Îê
Îçadø (اسراء:۸۱)

اور (اے رسول) کھہ دو کہ (دین) حق آگیا اور (دین) باطل نیست و نابود ھوا ۔اس میں شك نھیں كه باطل مٹنے والا ھی تھا۔

۲۔ بل Ðaqa ô ôQ ôo Ød vØ ô ôç ô C
áq ÕÔ ÓÚ ôt ÚØ (C ء:۱۸)

بلكه هم تو حق كو ناحق (كے سر) پر كھینچ مارتے هیں تو وه باطل كے سر كو كچل دیتا هے پھر وه اسی وقت نیست و نابود هوجاتا هے ۔

۳ Ðvø ô ho, Ø ô ô] o Âp tø] àû ÚôØ á ua
à tû ôØ ôp ç ô pô ô ø ô pûø (عنکبوت:۶۸)

اور جو شخص خدا پر جھوٹ بھتان باندھے یا جب اس كے پاس كوئی سچی بات آئے تو جھٹلادے اس سے بڑه كر ظالم كون هو گا ۔ كیا(ان) كافروں كا ٹھكانا جھنم میں نھیں هے(ضرور هے)۔

K ن کی اصیل آرزؤں (Ideal) میں سے ا- آرزو جس کو قرآن نے بہت اہمیت دی ہے، وہ عدا - پ قائم Â م ہے، جس میں K نی حقوق کسی بھی طرح کی جار A وتعرض سے محفوظ ہوں۔قرآن میں قومی سلامتی (National Security) کے لئے تین C دی عناصر کو خطرہ اور امن و امان کے لئے آفت اور ان کو K ن کے خلاف بہت پ ڑا ظلم بتا* H ہے:

(الف) ظلم جو امن کا دشمن ہے اور # ظلم کا راج ہو* ہے تو خود ظالم بھی محفوظ نہیں رہتا ہے۔

(ب) دوسروں کے حقوق پ تجاوز کر* جس کو قرآن 'تعدی' کے* م سے* دکر* ہے۔

(ج) فساد اور سماجی تعلقات میں خلل + ازی اور+ نظمی پیدا کر* ۔

١ àø t] à ÓÔ az ` ôa ô lø ç] ç a ô ô Øn
áq vØ ÕÔ Ø] ç Pø ` q a Ú ô lç] ç ao Ï]

(بقرہ:۱۸۹)

اور یہ کوئی بھلی بات نہیں ھے کہ گھروں میں پچھواڑے سے (پھاند کے) آؤ بلکہ نیکی اس کی ھے جو پرھیزگاری کرے اور گھروں میں (آنا ھو تو) ان کے دروازوں کی طرف سے آؤ اور خدا سے ڈرتے رھو تا کہ تم مراد کو پھنچو۔

۲۔]ç`ôØ]áçÕ]âcôüá,°]áç‚ÖÇ]Ôá,ÔÖôo³]ußá³àç³×Ö°Ø
àáôûç,°]o×ÛÊ áçØáÂÈ (بقرہ:۱۹۳)

اور ان سے لڑتے جاؤ یھاں تک کہ فساد (باقی) نہ رھے اور صرف خدا ھی کا دین رہ جائے گا پھر اگر وہ لوگ باز رھیں تو ان پر زیادتی نہ کرو ،کیوں کہ ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی (اچھی) نہیں ھے۔

۳۔ ^Ê¿ç Ì¶çÃôÖ]ø`ôé Ø ôÖé ׊Üõ,Å]o³çÕé ,ÖŠÕ³ÆÊÙØ
àôÖŠvû]àÚ ôg³]†çÏ] ôÔ†¸ç é ^Ê¿ôéû]ÙØ (اعراف:۵۶)

اور زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ کرتے پھرو اور عذاب کے خوف سے اور (رحمت کی)آس لگا کے خدا سے دعائیں مانگو۔(کیونکہ) نیکی کرنے والوں سے خدا کی رحمت یقیناً قریب ھے۔

۴۔].‡ÊÔÒ ^ÚÎá,ŠÃ]¶Ö]…ÇÖ]æo³ÅÔÕÛÖ]ÊÖ³]Å³]à³Úá ب

]K†‡Šãô]oÛÊÔÚÖ]ôfÇá]ø (نساء:۳۰)

اور جو شخص جور و ظلم سے ناحق ایسا کرے گا (خود کشی کرے گا) تو(یاد رھے کہ)ھم بھت جلد اس کو (جھنم کی آگ) میں جھونک دینگے۔اور یہ خدا کے لئے آسان ھے۔

۵۔ oÊÃç¼Š]…Ý]ÜçÖ]Ü‚çá,°] ácçÖ]æáÇÖ]ùÔçÖ]^ßÛÚ
Ü`ôÚ^Ö]‚ÂÖ_]Íá,Øç ¹ôÖ] ¹ôÖÚáÊ ÷+ŠÚ^Š³ôÜ]
]Ú^Ò]ÜçÖ]o³ßÂ¿ùÖ]ç Ü³ûÓÚçÖ]ôÚÖ]ôpÞ
oÊô ÜçÖ]Ü‚çá,°] oÊô ÜçÖ]`ÚáÊ,h]Ù]Ü`Ö (مائدہ:۳۳)

جو لوگ خدا اور اس کے رسولؐ سے لڑتے بھڑتے ھیں (اور احکام کو)نھیں مانتے ھیں اور فساد پھیلانے کی غرض سے ملکوں دوڑتے پھرتے ھیں ان کی سزا بس یھی ھے کہ (چن چن کر) یا تو مارڈالے جائیں یا انھیں سولی دیدیجائے یا ان کے ھاتھ پاؤں ھیر پھیر کے کاٹ ڈالے جائیں یا انھیں (اپنے وطن کی) سرزمین سے شھر بدر کردیا جائے ۔یہ رسوائی تو ان کی دنیا میں ھوئی اور پھر آخرت میں تو ان کے لئے بھت بڑاعذاب ھے۔

۶۔ æ]Ã]ác,Ü³ÓÞçÖ]ÚÛãçáßÂá,°] ô] ÙôfŠÊ]çÖ]ÎçÖ]Ø
Ú]‚á,çŠÖ] gvô (بقرہ:۱۹۰)

اور جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی خدا کی راہ میں ان سے لڑو اور زیادتی نہ کرو (کیونکہ) خدا زیادتی کرنے والوں کو ہرگز دوست نہیں رکھتا ھے۔

اسلام میں .B دوطرح کی ہوتی ہے:۱) دفاعی .B جس میں مسلمان دشمنوں کے حملے کے مقابلے میں اپنا دفاع کرتے تھے۔ پیغمبر اسلامؐ کے زمانے کی بہت ساری جنگیں اسی قسم کی تھیں۔ ۲) آزادی دلانے والی جنگیں جو ایک سماج کے عوام کو ظلم وستم سے ت دلانے اور ان لوگوں کو کچلنے کے لئے ا م دی جاتی ہے جو اسلام کے پیغام اور قوا 2 کو عوام کی سماعتوں تک پہنچنے میں مانع ہوتے تھے۔ جیسے فتح مکہ۔

پیغمبر اسلامؐ کے دور میں دوطرح کے جنگی طر j رائج تھے۔ ایک .B وفرار کا طر i جو عربوں اور .. یوں میں رائج تھا۔ اور دوسرا مورچہ بندی کا طر i تھا جو .. انی اور رومی لوگ استعمال کرتے تھے۔ مسلمان بھی مو الذکر طر j کو جو بہتر اور .. دہ کار تھا، استعمال کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن میں بھی اس طر j کی G ہوئی ہے۔

[illegible] (صف:۴)

خدا تو ان لوگوں سے الفت رکھتا ھے جو اس کی راہ میں اسی طرح پرا باندھ کے لڑتے ھیں کہ گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیواریں ھیں۔

قرآن میں جھگڑالو کفر اور دشمنی پیدا کرنے والی .. ائیوں سے جہاد اور اللہ کی راہ میں .B کو ایک مقدس اور اعلیٰ فریضے کے طور پر پیش کیا ہے۔ مسلمانوں کی .. تی تحریک اور راہ

: امیں جا x نی کرنے پر مسلمانوں کے اعتقاد وایمان کو .. ڈھانے کے لئے، اللہ تعالیٰ نے جہاد اور .B کی فضیلت کو بعض آیتوں میں بیان فرمایا ہے:

۱ [illegible]

اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے ھیں انھیں کبھی مردہ نہ کہنا بلکہ (وہ لوگ) زندہ ھیں مگر تم (ان کی زندگی کی حقیقت کا) کچھ بھی شعور نہیں رکھتے۔

۲ [illegible]

پس جو لوگ دنیا کی زندگی آخرت کے واسطے دے ڈالنے کو موجود ھیں ان کو خدا کی راہ میں جہاد کرنا چاھئے اور جس نے خدا کی راہ میں جہاد کیا پھر شہید ھوا تو گویا غالب آیا تو ھم اس کو عنقریب ھی بڑا اجر عطا کریں گے۔

۳ [illegible]

پس (اے رسول) تم خدا کی راہ میں جہاد کرو اور تم اپنی ذات کے سوا اور کسی کے ذمہ دار نہیں ھو اور ایمان

داروں کو جهاد کی ترغیب دو!

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

معذور لوگوں کے سوا (جهاد سے منه چهپاکے) گهر میں بیٹهنے والے اور خدا کی راه میں اپنے مال و جان سے جهاد کرنے والوں کو گهر بیٹه رهنے والوں پر خدا نے درجه کے اعتبار سے بڑی فضیلت دی هے۔خدا نے سب ایمان داروں سے (خواه جهاد کریں یا نه کریں)بهلائی کا وعده کرلیا هے۔مگر غازیوں کو خانه نشینوں پر عظیم ثواب کے اعتبار سے خدا نے بڑی فضیلت دی هے۔

۵۔ [illegible]

[illegible]

[illegible] (ا آل:۷۴)

اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور هجرت کی اور خدا کی راه میں لڑے بهڑے اور جن لوگوں نے (ایسے نازک موقع پر مهاجرین کو)جگه دی اور ان کی هر طرح کی خبر

گیری کی۔یهی لوگ سچے ایمان دار هیں۔انهی کے واسطے مغفرت اور عزت و آبرو والی روزی هے۔

۶۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (توبه:۱۹۔۲۲)

کیا تم لوگوں نے حاجیوں کی سقائی اور مسجد الحرام کی آبادی کو اس شخص کے همسر بنادیا هے جو خدا اور روز آخرت پر ایمان لایا اور خدا کی راه میں جهاد کیا ۔خدا کے نزدیك تو یه لوگ برابر نهیں هیں اور خدا ظالم لوگوں کی هدایت نهیں کرتا هے۔جن لوگوں نے ایمان قبول کیا هے اور خدا کے لئے هجرت اختیار کی اور اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے خدا کی راه میں جهاد کیا وه لوگ خدا کے نزدیك درجه میں کهیں بڑھ کر هیں ۔اور یهی لوگ اعلیٰ درجے پر فائز هونے والے هیں۔ان کا پروردگار ان کو اپنی مهربانی اور خوشنودی اور ایسے باغوں کی خوشخبری دیتا هے جس میں ان کے لئے دائمی عیش و آرام هوگا۔

۷ [illegible] (توبہ:۵۲)

(اے رسول) تم (منافقوں سے) کہہ دو کہ تم ہمارے واسطے (فتح یا شہادت) دو بھلائیوں میں سے ایک کے منتظر ہو۔

۸ [illegible]

(توبہ:۱۱۱)

اس میں تو شک نہیں کہ خدا نے مومنین سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس بات پر خرید لئے ہیں کہ (ان کی قیمت) ان کے لئے بہشت ہے (اسی وجہ سے)یہ لوگ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو (کفار کو) مارتے ہیں اور (خود بھی) مارے جاتے ہیں ۔(یہ) پکا وعدہ ہے (جس کا پورا کرنا) خدا پر لازم ہے (اور ایسا پکا ہے کہ) توریت اور انجیل اور قرآن (سب) میں (لکھا ہوا) ہے۔اور اپنے عہد کو پورا خدا سے بڑھ کر اور کون کرے گا۔تم تو اپنی(خریدو) فروخت سے جو تم نے خدا سے کی ہے خوشیاں مناؤ یہی تو بڑی کامیابی ہے۔

۹ [illegible] (عنکبوت:۶۹)

اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں جہاد کیا انہیں ہم ضرور اپنی راہ کی ہدایت کریں گے اور اس میں شک نہیں کہ خدا نیکو کاروں کا ساتھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو سستی کرتے ہیں اور جہاد پر عقیدہ نہیں رکھتے ہیں:

[illegible] (توبہ:۴۴-۴۵)

(اے رسول) جو لوگ (دل سے) خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ تو اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے جہاد نہ کرنے کی مانگنے کے نہیں ۔بلکہ وہ خود جائیں گے اور خدا پرہیزگاروں سے خوب واقف ہے۔(پیچھے رہ جانے کی اجازت) تو بس وہی لوگ مانگیں گے جو خدا اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل (طرح طرح کے) شک کررہے ہیں تو وہ اپنے شک میں ڈانواڈول ہورہے ہیں۔

۱۰ [illegible]

(توبہ:۸۶-۸۷)

اور جب کوئی سورہ اس بارے میں نازل ہوا کہ خدا کو مانو اور اس کے رسول کے ساتھ (جاکر) جہاد کروتو جو ان میں سے دولت والے ہیں وہ تم سے اجازت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں (یہیں) چھوڑ دیجئے کہ ہم بھی(گھر) بیٹھنے والوں کے ساتھ (بیٹھے) رہیں ۔یہ اس بات سے خوش ہیں کہ پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ بیٹھ رہیں اور ان کے دل پر مہر کر دی گئی ہے تو یہ کچھ نہیں سمجھتے ہیں۔

۳
(نساء:۱۰۴)

اور دشمنوں کے پیچھا کرنے میں سستی نہ کرو اگر لڑائی میں تم کو تکلیف پہنچتی ہے تو جیسی تم کو تکلیف پہنچتی ہے ،ان کو بھی ویسی ہی اذیت ہوتی ہے اور (تم کو یہ بھی تقویت ہے کہ) تم خدا سے وہ امیدیں رکھتے ہو جو ان کو نصیب نہیں ہے۔

۴

(آ ل:۱۵-۱۶)

اے ایمان دارو!جب تم سے کفار سے میدان جنگ میں مقابلہ ہو تو خبردار ان کی طرف پیٹھ نہ پھیرنا اور (یاد رہے) اس شخص کے سوا جو لڑائی کے واسطے کترائے یا کسی جماعت کے پاس (جاکر) موقع پائے اور جو شخص بھی اس دن ان کفار کی طرف اپنی پیٹھ پھیریگا وہ یقینی خدا کے غضب میں آگیا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے اور وہ (کیا) برا ٹھکانا ہے۔

۵
(توبہ:۳۸-۳۹)

اے ایماندارو!تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ خدا کی راہ میں (جہاد کے لئے) نکلو تو تم لدھڑ ہو کے زمین کی طرف جھکے پڑتے ہو۔کیا تم آخرت کی بہ نسبت دنیا کی (چند روزہ) زندگی کو پسند کرتے ہو۔(تو سمجھ لو کہ)دنیاوی زندگی کا ساز و سامان آخرت کے (عیش و آرام کے) مقابلے میں بہت ہی تھوڑا ہے

اگر (اب بھی) تم نہ نکلو گے تو خدا تم پر دردناك عذاب
نازل فرمائے گا۔

۶ [illegible] (توبہ:۸۱)

(جنگ تبوك میں) رسول خداؐ کے پیچھے رہ جانیوالے
اپنی جگہ بیٹھ رہنے (اور جہاد میں نہ جانے) سے خوش
ہوئے اور اپنے مال اور اپنی جانوں سے خدا کی راہ میں جہاد
کرنا ان کو مکروہ معلوم ہوا اور کہنے لگے (اس) گرمی
میں (گھر سے) نہ نکلو ۔(اے رسولؐ) تم کہہ دو کہ جہنم
کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے۔اگر وہ کچھ
سمجھیں ۔

۷ [illegible] (توبہ:۹۳)

سبیل تو صرف انھی لوگوں پر ہے جنھوں نے باوجود
مالدار ہونے کے تم سے (جہاد میں نہ جانے کی)اجازت
چاہی اور ان کو پیچھے رہ جانے والے (عورتوں،بچوں) کے
ساتھ رہنا پسند آیا ۔اور خدا نے ان کے دلوں پر گویا مہر

کردی تو یہ لوگ کچھ نہیں جانتے ۔

۸ [illegible] (احزاب:۱۵۔۱۶)

حالانکہ ان لوگوں نے پہلے ہی سے خدا سے عہد کیا
تھا کہ ہم(دشمن کے مقابلے میں اپنی) پیٹھ نہ پھیریں گے
۔اور خدا کے عہد کی پوچھ گچھ تو ایك نہ ایك دن ہو کر
رہے گی (اے رسولؐ ان سے) کہہ دو کہ اگر تم موت یا قتل
(کے خوف) سے بھاگے بھی تو یہ بھاگنا تمھیں ہرگز کچھ
بھی مفید نہ ہوگا اور اگر تم بھاگ کر بچ بھی گئے تو بس
یہی نہ کہ دنیا میں چند روز اور چین کرلو۔

۹ [illegible] (فتح:۱۱۔۱۲)

جو گنوار دیہاتی (حدیبیہ سے) پیچھے رہ گئے اب وہ
تم سے کہیں گے کہ ہم کو ہمارے مال اور لڑکے بالوں نے
روك رکھا ۔تو آپ ہمارے واسطے (خدا سے) مغفرت کی

دعا مانگئے ۔یہ لوگ اپنی زبان سے ایسی باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے (اے رسولؐ) تم کہہ دو کہ اگر خدا تم لوگوں کو نقصان پہنچانا چاہے یا تمہیں فائدہ پہنچانے کا ارادہ کرے تو خدا کے مقابلے میں تمہارے لئے کس کا بس چل سکتا ہے بلکہ جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے خوب واقف ہے ۔(یہ فقط تمہارے حیلے ہیں) ،بات یہ ہے کہ تم یہ سب سمجھے بیٹھے تھے کہ رسولؐ اور مومنین ہرگز کبھی اپنے لڑکے بالوں میں پلٹ کر آنے ہی کے نہیں ۔اور یہی بات تمہارے دلوں میں گھپ گئی تھی اور اسی وجہ سے تم طرح طرح کی بد گمانیاں کرنے لگے تھے اور آخر کار تم لوگ آپ برباد ہوئے ۔

اللہ تعالیٰ رضا کارفوجوں (Militia) ،جنگی تیاری اور جنگی ساز وسامان اکٹھا کرنے کے سلسلے میں ارشادفرماتا ہے:

۱- [illegible] (نساء:۷۱)

اے ایمان لانے والو (جہاد کے وقت) اپنی حفاظت (کے ذرایع) اچھی طرح دیکھ بھال لو پھر (تمہیں اختیار ہے) خواہ دستہ دستہ نکلو یا سب کے سب اکٹھے ہو کر نکل کھڑے ہو۔

۲- [illegible] (انفال:۶۰)

اور (مسلمانو) ان کفار کے (مقابلے کے) واسطے جہاں جہاں تک تم سے ہوسکے (اپنے بازو کے) زور سے اور بندھے ہوئے گھوڑوں سے (لڑائی کا)سامان مہیا کرو۔اس سے خدا کے دشمن اور اپنے دشمن پر اپنی دھاك بٹھالوگے۔

۳- [illegible] (حدید:۲۵)

ہم ہی نے لوہے کو نازل کیا جس کے ذریعے سے سخت لڑائی اور لوگوں کے بہت سے نفع (کی باتیں) ہیں اور تاکہ خدا دیکھ لے کے بے دیکھے بھالے خدا اور اس کے رسولوں کی مدد کون کرتا ہے۔

۴- [illegible] (بقرہ:۲۱۶)

(مسلمانو) تم پر جہاد فرض کیا گیا اگر چہ تم پر شاق ضرور ہے اور عجب نہیں کہ تم کسی چیز (جہاد) کو ناپسند کرو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور عجب نہیں کہ تم کسی چیز کو پسند کرو حالانکہ وہ

تمھارے حق میں بری ھو اور خدا تو جانتا ھی ھے مگر تم نہیں جانتے ھو۔

اسلام میں B صرف خاص موقعوں پر جائز ٹھرائی گئی ہے، کیونکہ کفار سے B کے سلسلے میں بعض آیتیں بلاقید وشرط اور مطلق طور پر بیان کرتی ہیں:

۱- [illegible] (بقرہ:۲۴۴)

اور (مسلمانو) خدا کی راہ میں جہاد کرو اور یاد رکھو کہ خدا ضرور (سب کچھ) سنتا اور جانتا ھے۔

۲- [illegible] (نساء:۸۴)

تم خدا کی راہ میں جہاد کرو۔

۳- [illegible] (توبہ:۲۹)

اھل کتاب میں سے جو لوگ نہ تو(دل سے) خدا ھی پر ایمان رکھتے ھیں اور نہ روز آخرت پر اور نہ خدا اور اس کے رسول کی حرام کی ھوئی چیزوں کو حرام سمجھتے ھیں اور نہ سچے دین ھی کو اختیار کرتے ھیں۔ان لوگوں سے لڑے جاؤ یہاں تک کہ وہ لوگ ذلیل ھو کر (اپنے) ھاتھ سے جزیہ دیں۔

لیکن اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے دوسری آیتوں میں B کو خاص وجھوں کی بنا پر جائز قرار دیا ہے ۔اس سلسلے میں مفکرین ما... ہیں کہ مطلق آیت کو مقید آیت پر محمول کرنا چاہئے۔(۱) لہٰذا قرآن میں B کی شرعی جواز کی دلیلیں یہ ہیں:

۱- [illegible] (حج:۳۹۔۴۰)

جن(مسلمانو) سے (کفار) لڑا کرتے تھے چونکہ وہ بہت ستائے گئے اس وجہ سے انہیں بھی جہاد کی اجازت دیدی گئی اور خدا تو ان لوگوں کی مدد پر یقیناً قادر و توانا ھے ۔یہ وہ مظلوم ھیں جو صرف اتنی بات کہنے پر کہ ھمارا پروردگار خدا ھے ناحق اپنے اپنے گھروں سے نکال دئے گئے اور اگر خدا لوگوں کو ایك کو دوسرے سے دفع نہ کرتا رہتا تو گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مسجدیں جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ھے کب کے کب ڈھادیے گئے ہوتے ۔

۲- [illegible]

(۱) خلیل خلیلیان، ایضاً، ص۳۹۰.

[illegible] (توبہ:۱۲-۱۳)

اور اگر یہ لوگ عہد کرچکنے کے بعد اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں تم کو طعنہ دیں تو تم کفر کے سربرآوردہ لوگوں سے خوب لڑائی کرو۔ان کی قسموں کا ہرگز کوئی اعتبار نہیں تا کہ یہ لوگ اپنی شرارت سے باز آئیں(مسلمانو) بھلا تم ان لوگوں سے کیوں نہیں لڑتے جنھوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور رسولؐ کا نکال باہر کرنا (اپنے دل میں) ٹھان لیا تھا۔اور تم سے پہلے پہل چھیڑ بھی انھی لوگوں نے شروع کی تھی۔

۳۔ [illegible] (توبہ:۳۶)

اور مشرکین جس طرح تم سے سب کے سب مل کر لڑتے ھیں تم بھی اسی طرح سب کے سب مل کر ان سے لڑو۔

۴۔ [illegible] (:۲)

اور کسی قبیلے کی یہ عداوت کہ تمھیں ان لوگوں نے خانہ کعبہ میں جانے سے روکا تھا اس جرم میں نہ پھنسوائے کہ تم ان پر زیادتی کرنے لگو۔

۵۔ [illegible] (:۸)

اور تمھیں کسی قبیلے کی عداوت اس جرم میں نہ پھنسوادے کہ تم ناانصافی کرنے لگو۔بلکہ تم (ہر حال میں) انصاف کرو ۔یھی پرہیزگاری سے بہت قریب ھے ۔

قرآن مجید میں B کے مقاصد اس طرح بیان ہوئے ہیں:

[illegible] (:۸)

اور تمھیں کسی قبیلے کی عداوت اس جرم میں نہ پھنسوادے کہ تم ناانصافی کرنے لگو۔بلکہ تم (ہر حال میں) انصاف کرو ۔یھی پرہیزگاری سے بہت قریب ھے ۔

۲۔ [illegible] (بقرہ:۱۹۴)

سب حرمت والی چیزیں ایک دوسرے کے برابر ھیں پس جو شخص تم پر زیادتی کرے تو جیسی زیادتی اس نے تم پر کی ھے ویسی ھی زیادتی تم بھی اس پر کرو ۔

۳۔ [illegible] (:۷۴)

پس جو لوگ دنیا کی زندگی (جان تک) آخرت کے

واسطے دے ڈالنے کو موجود ھیں ان کو راہ خدا میں جہاد کرنا چاھئے ۔

۴۔ [illegible] (ء:۷۵)

(اور مسلمانو) تم کو کیا ھو گیا ھے کہ خدا کی راہ میں اور ان کمزور اور بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں (کو کفار کے پنجے سے چھڑانے) کے واسطے جہاد نہیں کرتے جو (حالت مجبوری میں) خدا سے دعا مانگ رھے ھیں کہ اے ھمارے پالنے والے کسی طرح اس بستی (مکہ) سے جس کے باشندے بڑے ظالم ھیں ھمیں نکال ۔

۵۔ [illegible] (ء:۷۶)

ایمان والے تو خدا کی راہ میں لڑتے ھیں اور کفار شیطان کی راہ میں لڑتے مرتے ھیں پس مسلمانوں تم شیطان کے ھواخواھوں سے لڑو۔

۶۔ [illegible] (ا آل:۳۹)

مسلمانو! کافروں سے لڑے جاؤ یہاں تک کہ کوئی

فساد(باقی) نہ رھے اور خدا کا دین ھی دین ھو جائے۔

۷۔ [illegible] (ا آل:۷۲)

اور دینی امر میں تم سے مدد کے خواھاں ھوں تو تم پر (ان کی)مدد کرنی لازم و واجب ھے ۔

اللہ تعالیٰ جار[illegible] کرنے والے مسلمانوں کے [illegible] رے ارشاد فر[illegible] ہے:

۱۔ [illegible] (حجرات:۹)

اور اگر مومنین میں سے دو فرقے آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں میں صلح کرادو۔پھر اگر ان میں سے ایک (فریق) دوسرے پر زیادتی کرے تو جو فرقہ زیادتی کرے تم (بھی) اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع کرے۔

۲۔ [illegible] (بقرہ:۱۹۴)

جو شخص تم پر زیادتی کرے تو جیسی زیادتی اس نے تم پر کی ھے ویسی ھی زیادتی تم بھی اس پر کرو ۔

۳۔ [illegible]

[illegible] (نحل:۱۲۶)

اور اگر مخالفین کے ساتھ سختی کرو بھی تو ویسی ھی سختی کرو جیسی سختی ان لوگوں نے تم پر کی تھی۔اور اگر تم صبر کرو تو صبر صبر کرنے والوں کے واسطے بھتر ھے۔

۴۔ [illegible]

[illegible] (حج:۶۰)

اور جو شخص (اپنے دشمن کو) اتنا ھی ستائے جتنا یہ اس کے ھاتھوں سے ستایا گیا تھا اس کے بعد پھر اس پر زیادتی کی جائے تو خدا اس (مظلوم) کی ضرور مدد کرے گا۔

۵۔ [illegible]

[illegible] (شوریٰ:۴۰۔۴۱۔۴۲۔۴۳)

اور برائی کا بدلہ تو ویسی ھی برائی ھے ۔اس پر بھی جو شخص معاف کردے اور اصلاح کردے تو اس کا ثواب خدا کے ذمہ ھے ۔بے شک وہ ظالموں کو دوست نھیں رکھتا

ھے اور جس پر ظلم ھوا ھو اگر وہ اس کے بعد انتقام لے تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نھیں ھے ۔الزام تو بس انھیں لوگوں پر ھوگا جو لوگوں پر ظلم کرتے ھیں اور روئے زمین میں ناحق زیادتیاں کرتے پھرتے ھیں۔ان ھی لوگوں کے لئے دردناك عذاب ھے اور جو صبر کرے اور قصور معاف کردے تو بے شك یہ بڑے حوصلہ کے کام ھیں ۔

۶۔ [illegible]

[illegible] (اآل:۵۸)

اور اگر تمھیں کسی قوم کی خیانت کا خوف ھو تو تم بھی برابر ان کا عھد ان کی طرف پھینك مارو۔خدا ھرگز دغا بازوں کو دوست نھیں رکھتا ھے۔

B. جو حرام مہینوں (ر. # ،ذیقعدہ اور محرم) کے دوران حرام اور I ہے کے سلسلے میں ارشاد ہو* ہے:

[illegible] (بقرہ:۲۱۷)

(اے رسولؐ) تم سے لوگ حرمت والے مھینوں کی نسبت پوچھتے ھیں کہ آیا جھاد ان میں جائز ھے تو تم انھیں جواب دو کہ ان مھینوں میں جھاد بڑا گناہ ھے اور (یہ بھی یاد رھے) کہ خدا کی راہ سے روکنا اور خدا سے انکار اور

مسجد الحرام سے روکنا ....۔

۲۔ [illegible]

[illegible] (توبہ:۵)

اور پھر جب حرمت کے مہینے گزرجائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کردو۔

مکان B کے سلسلے میں ارشاد * ہے:

[illegible]

[illegible] (بقرہ:۱۹۱)

اور جب تک وہ لوگ مسجد حرام کے پاس تم سے نہ لڑیں تم بھی ان سے اس جگہ نہ لڑو۔

B میں تعداد کے * رے میں ارشاد * ہے:

[illegible]

[illegible] (آل:۶۵۔۶۶)

اے رسول تم مؤمنین کو جہاد کے واسطے آمادہ کرو ۔اگر تم لوگوں میں سے ثابت قدم رہنے والے بیس بھی ہوں

گے تو دو سو (کافروں) پر غالب آجائیں گے۔اور اگر تم لوگوں میں سے ایسے سو ہوں گے تو ہزار کافروں پر غالب آجائیں گے ۔اس سبب سے کہ یہ لوگ نا سمجھ ہیں اب خدا نے تم سے (اپنے حکم کی سختی میں) تخفیف کردی اور دیکھ لیا کہ تم میں یقیناً کمزوری ہے۔تو اگر تم لوگوں میں سے ثابت قدم رہنے والے سو ہوں گے تو دو سو (کافروں) پر غالب رہیں گے اور اگر تم لوگوں میں سے (ایسے) ایک ہزار ہونگے تو خدا کے حکم سے دو ہزار (کافروں) پر غالب رہیں گے ۔اور(جنگ کی تکلیفوں کو) جھیل جانے والوں کا خدا ساتھی ہے۔

B کی کیفیت کے * رے میں ارشاد * ہے:

[illegible]

[illegible] (بقرہ:۱۹۴)

جو شخص تم پر زیادتی کرے تو جیسی زیادتی اس نے تم پر کی ہے ویسی ہی زیادتی تم بھی اس پر کرو اور خدا سے ڈرتے رہو اور خوب سمجھ لو کہ خدا پرہیزگاروں کا ساتھی ہے۔

۲۔ [illegible]

[illegible] (ء:۷۱)

اے ایمان لانے والو!(جہاد کے وقت) اپنی حفاظت (کے ذرایع) اچھی طرح دیکھ بھال لو پھر(تمھیں اختیار ھے) خواہ دستہ دستہ نکلو یا سب کے سب اکٹھے ھو کر نکل کھڑے ھو ۔

۳۔وَدَّ [illegible] (نساء:۱۰۲)

کفار تو یہ چاھتے ھی ھیں کہ کاش اپنے ھتھیاروں اور اپنے ساز و سامان سے ذرا سی غفلت کرو تو ایک بارگی سب کے سب تم پر ٹوٹ پڑیں ۔البتہ اس میں کچھ مضایقہ نھیں کہ (اتفاقاً) تم کو بارش کے سبب سے کچھ تکلیف پھنچے یا تم بیمار ھو تو اپنے ھتھیار (نماز میں) اتار کے رکھ دو اور اپنی حفاظت کرتے رھو ۔

۴ [illegible] (ا آل:۴۵۔۴۶)

اے ایماندارو! جب تم کسی فوج سے مدبھیڑ کرو تو خبر دار اپنے قدم جمائے رھو اور خدا کو بھت یاد کرتے رھو

تا کہ تم فلاح پاؤ ۔اور خدا کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تم ھمت ھاردو گے اور تمھاری ھوا اکھڑجائے گی اور (جنگ کی تکلیف کو) جھیل جاؤ کیونکہ خدا تو یقیناً صبر کرنے والوں کا ساتھی ھے۔

۵ [illegible] (ا آل:۴۷۔۴۸)

اور ان لوگوں کے ایسے نہ ھوجاؤ جو اتراتے ھوئے اور لوگوں کو دکھلانے کے واسطے اپنے گھروں سے نکل کھڑے ھوئے اور لوگوں کو خدا کی راہ سے روکتے ھیں۔اور جو کچھ بھی وہ لوگ کرتے ھیں خدا اس پر احاطہ کئے ھوئے ھے اور جب شیطان نے ان کی کارستانیوں کو عمدہ کر دکھلایا اور ان کے کان میں پھونك دیا کہ لوگوں میں آج کوئی ایسا نھیں جو تم پر غالب آسکے اور میں تمھارا مددگار ھوں ھی پھر جب دونو ں لشکر مقابل ھوئے تو اپنے الٹے پاؤں بھاگ نکلا اور کھنے لگا کہ میں تو تم سے الگ ھوں۔

۶ [illegible]
[illegible] (ا آل:۶۰)

اور (مسلمانو) ان کفار کے (مقابلے کے) واسطے جہاں تک تم سے ہوسکے (اپنے بازو کے) زور سے اور بندھے ہوئے گھوڑوں سے (لڑائی کا) سامان مہیا کرو۔

۷ [illegible]
[illegible]
[illegible]
(ا آل:۶۲-۶۳)

اور اگر وہ لوگ تمہیں فریب دینا چاہتے ہیں تو (کچھ پروا نہیں) خدا تو تمہارے واسطے یقینی کافی ہے۔وہی تو وہ (خدا) ہے جس نے اپنی خاص مدد اور مومنین سے تمہاری تائید کی اور اسی نے مسلمانوں کے دلوں میں باہم ایسی الفت پیدا کردی کہ اگر تم جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب خرچ کرڈالتے تو بھی ان کے دلوں میں ایسی الفت پیدا نہ کرسکتے ۔

۸۔ [illegible]
[illegible] (توبہ:۴۱)

مسلمانو! تم ہلکے پھلکے ہو یا بھاری بھرکم (مسلح) بہر حال جب تم کو حکم دیا جائے تو فوراً چل

کھڑے ہو اور اپنی جانوں سے اور اپنے مالوں سے خدا کی راہ میں جہاد کرو۔

۹ [illegible]
[illegible]
[illegible] (توبہ:۱۲۲)

اور یہ بھی مناسب نہیں کہ کل کے کل (اپنے گھروں سے) نکل کھڑے ہوں۔ان میں سے ہر گروہ کی ایک جماعت (اپنے گھروں سے) کیوں نہیں نکلتی تا کہ علم دین حاصل کرے اور جب اپنی قوم کی طرف پلٹ کے آوے تو ان کو (عذاب آخرت سے) ڈرائے تا کہ یہ لوگ ڈریں۔

۱۰ [illegible]
[illegible] (توبہ:۱۲۳)

اے ایماندارو ! کفار میں سے جو لوگ تمہارے آس پاس کے ہیں ان سے لڑو اور (اس طرح لڑنا)چاہئے کہ وہ تم لوگ سے کرارا پن محسوس کریں۔

۱۱۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] (محمد:۴)

تو جب تم کافروں سے بھڑو تو (ان کی) گردنیں مارو یہاں تک کہ جب تم انھیں زخموں سے چور کر ڈالو تو ان کی مشکیں کس لو پھر اس کے بعد یا تو احسان رکھ کر چھوڑدے یا معاوضہ لے(کر رھا کر)نا ،یہاں تک کہ (دشمن) لڑائی کے ھتھیار رکھ دیں اور اگر خدا چاھتا تو (اور طرح) ان سے بدلہ لے لیتا ۔اگر اس نے چاھا کہ تمھاری آزمایش ایک دوسرے سے (لڑوا کر) کرے اور جو لوگ خدا کی راہ میں شھید کئے گئے ان کی کارگزاریوں کو اللہ ھرگز اکارت نہ کریگا۔

بعض جنگی قوا 2

B. سے مستثنیٰ افراد:

[illegible]

[illegible] (توبہ:۹۱-۹۲)

(اے رسول جھاد میں نہ جانے کا)نہ تو کمزوروں پر کچھ گناہ ھے نہ بیماروں پر اور نہ ان لوگوں پر جو کچھ نھیں پاتے کہ خرچ کریں ۔بہ شرطی کہ یہ لوگ خدا اور اس کے رسولؐ کی خیرخواھی کریں۔نیکی کرنے والوں پر کوئی سبیل نھیں ھے اور خدا بڑا بخشنے والا مھربان ھے۔اور نہ انھیں لوگوں پر کوئی الزام ھے جو تمھارے پاس آئے کہ تم ان کے لئے سواری بھم پھنچادو اور تم نے کھا کہ میرے پاس تو کوئی سواری موجود نھیں ھے کہ تم کو اس پر سوار کروں تو وہ لوگ (مجبوراً) پھر گئے اور حسرت و افسوس سے اس

غم میں کہ ان کو خرچ میسر نہ آیاان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

[illegible]
[illegible]
[illegible] (فتح:۱۷)

(جہاد سے پیچھے رہ جانے کا) نہ تو اندھے ھی پر کچھ گناہ ھے اور نہ لنگڑے پر گناہ ھے اور نہ بیمار پر گناہ ھے ۔اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کا حکم مانے گا تو وہ اس کو (بہشت کے) ان سدا بہار باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی اور جو سرتابی کریگا وہ اس کو دردناک عذاب کی سزا دیگا ۔

دوران [illegible] نز پڑھنے کی کیفیت ([illegible] زخوف):

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] (نساء:۱۰۲)

(اے رسول)جب تم مسلمانوں میں موجود ہو اور (لڑائی ہورہی ہو کہ) تم ان کو نماز پڑھانے لگو تو(دو گروہ کرکے ایک کو لڑائی کے واسطے چھوڑدو اور) ان میں سے

ایک جماعت تمھارے ساتھ نماز پڑھے اور اپنے حربے اور ہتھیار اپنے ساتھ لئے رہے پھر جب(پہلی رکعت کے) سجدے کرکے دوسری رکعت جلدی فرادیٰ پڑھ لیں تو تمھارے پیچھے پشت پناہ بنیں اور دوسری جماعت جو (لڑرھی تھی اور) اب تک نماز نھیں پڑھنے پائی ھے آئے اور (تمھاری دوسری رکعت میں) تمھارے ساتھ نماز پڑھنے اور اپنی حفاظت کی چیزیں اور ہتھیار (نماز میں ساتھ) لئے رھیں ۔

سرحدوں کی حفاظت:

[illegible]
[illegible] (آل عمران:۲۰۰)

اے ایماندارو ں ! (دین کی تکلیفوں کو) جھیل جاؤ اور دوسروں کو برداشت کی تعلیم دو اور (جہاد کے لئے) کمریں کس لو اور خدا ھی سے ڈرو تا کہ تم اپنی دلی مرادیں پاؤ۔

فیٔ:

فیٔ وہ مال ہے جو بغیر [illegible] اور خونریزی کے مسلمانوں کے ہاتھ لگتا ہے۔

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible] (حشر:۶۔۷)

جو مال خدا نے اپنے رسولؐ کو ان لوگوں سے بے لڑے دلوادیا اس میں تمھارا حق نہیں کیونکہ تم نے اس کے لئے کچھ دوڑ دھوپ تو کی نہیں نہ گھوڑوں سے اور نہ اونٹوں سے مگر خدا اپنے پیغمبروں کو جس پر چاھتا ھے غلبہ عطا فرماتا ھے ۔اور خدا ھر چیز پر قادر ھے۔تو جو مال خدا نے اپنے رسول کو دیھات والوں سے بے لڑے دلوادیا ھے وہ خاص خدا اور رسول اور(رسول کے) قرابتداروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پردیسیوں کا ھے۔

مال غنیمت:

غنیمت اس مال کو کہا جا* ہے جو .B کے دوران حاصل ہو* ہے۔جیسے وہ اموال غنیمت جو دوسری عالمی .B کے بعد، فاتح مما لک کے ہاتھ آئے۔روس نے . منی کے کارخانے اور امر k نے K نی طاقت اور مفکرین کو غنیمت میں لے لیا۔دوسری طرف یہ مال غنیمت، فاتح مما لک کے لئے معاوضے کی بھی حیثیت ر p ہیں۔معاوضہ وہ* وان ہے جو فاتح مما لک، ہارے ہوئے ملکوں سے .B سے پہلے* .B کے زمانے میں ان کی غلطیوں اور بے ا« فیوں کے لئے مطالبہ کرتے ہیں۔(۱) قرآن مجید میں بہت سی آیتیں اس سلسلے میں موجود ہیں:

(۱) جک سی. پلینو، روی آلتون، ایضاً، ص۲۰۷.

[illegible] (انفال:۱)

(اے رسول) تم سے لوگ انفال کے بارے میں پوچھا کرتے ھیں تو تم کھہ دو کہ انفال مخصوص خدا اور رسول کے واسطے ھے ۔

۲ [illegible] (انفال:۶۹)

اب تم نے جو مال غنیمت سے حاصل کیا ھے اسے کھاؤ (وہ تمھارے لئے) حلال و طیب ھے اور خدا سے ڈرتے رھو۔

۳ [illegible]
[illegible]
[illegible] (ممتحنہ:۱۱)

اور اگر تمھاری بی بیوں میں سے کوئی عورت تمھارے ھاتھ سے نکل کر کافروں کے پاس چلی جائے (اور خرچ نہ ملے) اور تم (ان کافروں سے) لڑو اور لوٹو تو (مال غنیمت سے) جن کی عورتیں چلی گئی ھیں ان کو اتنا دو جتنا ان کا خرچ ھوا ھے۔اور جس خدا پر تم لوگ ایمان لائے اس سے ڈرتے رھو۔

۴ [illegible]
[illegible] (انفال:۴۱)

اور جان لو کہ جو کچھ تم (مال لڑکر) لوٹو تو ان

میں پانچواں حصہ مخصوص خدا اور رسول اور (رسول
کے) قرابتداروں اور یتیموں اور مسکینوں اور پردیسیوں کا
ہے۔

جنگی قیدی:

B. میں سے کسی ا- فریق کے فرد کو جو دوسرے فریق کے ذریعے پکڑ کر قید کیا جا* ہے، جنگی قیدی کہتے ہیں۔ ۱۹۲۹ کے کنونشن میں پہلی* رجنگی قیدیوں سے شایستہ,* ؤ کے سلسلے میں قانون بنا H یا۔ اور ژنو کے ۱۹۴۹ء کے کنونشن (+ کراس) نے جنگی قیدیوں، معلولین، زخمیوں اور شہریوں کی حما$ کے سلسلے میں قوا 2 کو زمانے کے حالات سے منطبق کیا۔(۱) عالمی + کراس نے بین الاقوامی منظر* مے پ، مختلف میدانوں میں، خاص کر کے جنگی قیدیوں سے,* ؤ کے سلسلے میں بہت اچھے قدم اٹھائے ہیں۔ چنانچہ اس کے فرائض میں ا- فرض دوستانہ K نی حقوق کی ضما$ e کی غرض سے جنگی قیدیوں سے 5 قات بھی ہے۔ اس کمیٹی نے خلیجی جنگوں کے بعد، سنہ ۱۹۶۷ء اور ۱۹۷۳ء کے @ میں، جنگی قیدیوں کے تبادلے کے سلسلے میں بہت اچھے کام ا م دئے۔(۲). # کہ اللہ تعالیٰ نے ساتویں صدی عیسوی میں قرآن میں جنگی قیدیوں سے خاطر خواہ K نی اور شایستہ سلوک کے سلسلے میں ارشاد فرما* ہے:

[illegible] (آل:۶۷)

کوئی نبی جب تک کہ روئے زمین پر (کافروں کا)

---

(۱) جک سی. پلینو، روی آلتون، ایضاً، ص۲۶۴.

(۲) ملکم شاو، ایضاً، ص۴۹۶.

خون نہ بہائے اس کے یہاں قیدیوں کا رہنا مناسب نہیں
ہے۔ تم لوگ تو دنیا کے ساز و سامان کے خواہاں ہو اور خدا
(تمہارے لئے) آخرت (کی بھلائی) کا خواہاں ہے۔

۲۔ [illegible] (آل:۷۰-۷۱)

اے رسول جو قیدی تمہارے قبضے میں ہیں ان سے کہہ دو کہ اگر خدا تمہارے دلوں میں نیکی دیکھے گا تو جو (مال) تم سے چھین لیا گیا ہے اس سے کہیں بہتر تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہیں بخش بھی دیگا اور خدا تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر یہ لوگ تم سے فریب کرنا چاہتے ہیں تو خدا سے پہلے فریب کرچکے ہیں تو (اس کی سزا میں) خدا نے ان پر تمہیں قابو دیدیا اور خدا تو
بڑا واقف کار اور حکمت والا ہے۔

۳۔ [illegible] (محمد:۴)

تو جب تم کافروں سے بھیڑو تو (ان کی) گردنیں مارو یہاں تک کہ جب تم انہیں زخموں سے چور کر ڈالو تو

ان کی مشکیں کس لو پھر اس کے بعد یا تو احسان رکھ کر چھوڑ دو یا معاوضہ لے (کر رہا کر) نا۔

پناہ گزینی (Refugee)

اس شخص کو جو اپنے ملک یا اپنی جائے سکونت کے ملک سے ہر کر یا جانے یا بھاگ جانے پر مجبور ہو، پناہ گزین کہتے ہیں۔(۱) مذہبی یا سیاسی سرگرمیوں کی وجہ سے تحت تعقیب فرد کو سیاسی پناہ دینا، حکومتوں کے دائرہ اختیار میں ہے۔ کسی فرد کو پناہ گزینی کا کوئی حق نہیں ہے وہ صرف پناہ گزینی کی درخواست کر سکتا ہے۔ اگر اس کی درخواست قبول ہوتی ہے تو وہ اس سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔(۲) ۱۹۲۱ء میں جامعہ ملل (Leage of Nations) کے ذریعے پناہ گزینوں کی اعلیٰ کمشنری Commisory کے بعد سے پناہ گزینوں کی مدد کے لئے وسیع اقدامات شروع ہوئے۔(۳)

اقوام متحدہ کی مجلس عامہ نے ۱۵ دسمبر ۱۹۴۶ء کے قرارداد کی رو سے پناہ گزینوں کے لئے ایک بین الاقوامی ادارہ بنانے کو منظور کیا۔ اور ۱۹۵۱ء میں پناہ گزینوں کے لئے اقوام متحدہ کے ہائی کمشنری (High Commisionary for Refuges)، نے اس کی جگہ لے لی۔ اقوام متحدہ نے ۲۸ جولائی ۱۹۵۱ء میں تمام الاختیار حمایت کے لئے مجلس عامہ کی قرارداد کے بعد، پناہ گزینی سے متعلق کنونشن کو منظور کیا۔ یہ کنونشن ۲۲ اپریل ۱۹۵۴ء سے لازم الاجرا ہے۔ اسی طرح اس سلسلے

---

(۱) جک سی. پلینو، روی آلتون، ایضاً ص ۲۵۵.

(۲) ہوشنگ مقتدر، ایضاً ص ۵۵ـ ۵۶.

(۳) جک سی. پلینو، روی آلتون، ایضاً ص ۲۵۶.

میں ۳۱ جنوری ۱۹۶۷ء میں اکثر حکومتوں کے ذریعے ایک پروٹوکول منظور ہوا۔(۱) دوسروں کو پناہ دینا ایک دوستانہ عمل ہے، جس کے سلسلے میں قرآن میں ارشاد ہوا ہے:

۱۔ [illegible]

[illegible] (توبہ:۶)

اور (اے رسولؐ) اگر مشرکین میں سے کوئی تم سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ وہ خدا کا کلام سن لے پھر اسے اس کے امن کی جگہ واپس پہنچادو۔

پیغمبر اسلامؐ نے اپنے ساتھیوں کے جان و مال کی حفاظت کے لئے، سنہ پنج بعثت (۶۱۵ء) میں ان کو مکہ سے ہجرت کرنے اور حبشہ میں پناہ گزین ہونے کا حکم دیا:

۲۔ [illegible]

[illegible] (نحل:۴۱)

اور جن لوگوں نے (کفار کے) ظلم پر ظلم سہنے کے بعد خدا کی خوشی کے لئے (گھر بار چھوڑا) ہجرت کی ہم ان کو ضرور دنیا میں بھی اچھی جگہ نچلا بٹھائیں گے اور آخرت کی جزا تو اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔

۳۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

---

(۱) رضا موسیٰ زادہ، ایضاً ص ۹۴

[illegible] (آل عمران:۱۹۵)

جو لوگ (ھمارے لئے) وطن آوارہ ھوئے اور شھر بدر کئے گئے اور انھوں نے ھماری راہ میں اذیتیں اٹھائیں اور (کفار سے) جنگ کی اور شھید ھوئے ھیں ان کی برائیوں سے ضرور درگزر کرونگا اور انھیں بھشت کے ان باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں جاری ھیں ۔خدا کے ھاں یہ ان کے کئے کا بدلہ ھے اور خدا کے یھاں تو اچھا ھی بدلہ ھے۔

[illegible]
[illegible] (بقرہ:۲۱۸)

بے شک جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور خدا کی راہ میں ھجرت کی اور جھاد کیا،یھی لوگ رحمت خدا کے امیدوار ھیں اور خدا بڑا بخشنے والا مھربان ھے۔

۵ [illegible]

[illegible] (نساء:۹۷۔۱۰۰)

بے شک جن لوگوں کی قبض روح فرشتوں نے اس وقت کی ھے کہ (دار الحرب میں پڑے) اپنی جانوں پر ظلم کررھے تھے تو فرشتے قبض روح کے بعد حیرت سے کھتے ھیں تم کس (حالت) غفلت میں تھے ۔تو وہ کھتے ھیں کہ ھم تو روئے زمین میں بے کس تھے تو فرشتے کھتے ھیں کہ خدا کی (ایسی لمبی چوڑی) زمین میں اتنی بھی گنجایش نہ تھی کہ تم (کھیں) ھجرت کر کے چلے جاتے ۔پس ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جھنم ھے اور وہ برا ٹھکانہ ھے ،مگر جو مرد اور عورتیں اور بچے اس قدر بے بس ھیں کہ نہ تو (دار الحرب سے نکلنے کی) کوئی تدبیر کرسکتے ھیں نہ ان کو اپنی رھائی کی کوئی راہ دکھائی دیتی ھے تو امید ھے کہ خدا ایسے لوگوں سے درگزر کرے ۔اور خدا تو بڑا معاف کرنے والا بخشنے والا ھے۔اور جو شخص خدا کی راہ میں ھجرت کرے گا تو وہ روئے زمین میں با فراغت بھت سے گشادہ مقام پائے گا اور جو شخص اپنے گھر سے جلا وطن ھو کر خدا اور اس کے رسولؐ کی طرف نکل کھڑا ھوا پھر اسے (منزل مقصود پھنچنے سے پھلے) موت آجائے تو خدا پر

اس کا ثواب لازم ہو گیا اور خدا تو بڑا بخشنے والا ھی ھے۔

دوسرا اصول: dاۓ عہد

معاہدہ کے ذریعے کئے گئے عہد کی* بندی لازمی ہوتی ہے۔قرآن کریم مختلف آیتوں میں معاہدہ کرنے والوں کو معاہدوں کے دفعات کی رعای$ کرنے کا حکم دیتا ہے:

۱ [illegible]
[illegible] (بقرہ:۱۷۷)

اور جب کوئی عھد کیا تو اپنے قول کے پورے ھیں......یھی لوگ وہ ھیں جو سچے نکلے اور یھی لوگ پرھیزگار ھیں۔

۲ [illegible] (+ ۵:۱)

اے ایماندارو!اقراروں کو پورا کرو۔

۳ [illegible] (بنی اسرا L :۳۴)

اور عھد کو پورا کرو کیونکہ (قیامت میں) عھد کی ضرور پوچھ گچھ ھو گی۔

۴ [illegible] (رعد:۲۰)

(یہ)وہ لوگ ھیں کہ خدا سے جو عھد کیا اسے پورا کرتے ھیں اور اپنے پیمان کو نھیں توڑتے ۔

۵ [illegible] (مومنون:۸)

اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عھد کا لحاظ رکھتے ھیں۔

۶ [illegible]
[illegible]
[illegible] (ء:۸۹-۹۰)

پھر اگر وہ اس سے بھی منہ موڑیں تو انھیں گرفتار کرو اور جھاں پاؤ ان کو قتل کردو اور ان میں سے کسی کو نہ اپنا دوست بناؤ نہ مددگار مگر جو لوگ کسی ایسی قوم سے جا ملے ھوں کہ تم میں اور ان میں صلح کا عھد و پیمان ھوچکا ھو۔

۷ [illegible]
[illegible]
[illegible] (آل:۵۵-۵۶)

اس میں شك نھیں کہ خدا کے نزدیك جانوروں میں کفار سب سے بدتر ھیں تو(باوجود اس کے) پھر ایمان نھیں لاتے ۔(اے رسولؐ) جن لوگوں سے تم نے عھد و پیمان کیا تھا پھر وہ لوگ اپنے عھد کو ھر بار توڑے ڈالتے ھیں اور پھر خدا سے نھیں ڈرتے ۔

٨ [illegible]
[illegible] (آل:۷۳)

اور دینی امر میں تم سے مدد کے خواهاں هوں تو تم پر ان کی مدد کرنی لازم و واجب هے ۔مگر ان لوگوں کے مقابله میں نهیں جن میں اور تم میں باهم صلح کا عهد و پیمان هے۔

٩ [illegible]
[illegible] (توبه:۱۔۲)

(اے مسلمانو) جن مشرکوں سے تم لوگوں نے صلح کا) عهد و پیمان کیا تها اب خدا اور اس کے رسولؐ کی طرف سے ان سے ایك دم بیزاری هے،تو اے مشرکو! بس تم چار مهینے روئے زمین پر سیر و سیاحت کرلو۔

١٠ [illegible]
[illegible]
[illegible] (توبه:۴)

مگر (هاں) جن مشرکوں سے تم نے عهد و پیمان کیا تها پهر ان لوگوں نے کبهی کچھ تم سے (وفاء عهد میں) کمی نهیں کی اور نه تمهارے مقابله میں کسی کی مدد کی تو ان کے عهد و پیمان کو جتنی مدت کے واسطے مقرر کیا هے پورا

کردو ۔خدا پرهیزگاروں کو حقیقتاً دوست رکهتا هے۔

١١ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] (توبه:۷۔۸۔۹)

(جب) مشرکین(نے خود عهد شکنی کی تو ان) کا کوئی عهد و پیمان خدا کے نزدیك اور اس کے رسولؐ کے نزدیك کیوں کر قایم ره سکتا هے ۔مگر جن لوگوں سے تم نے خانه کعبه کے پاس معاهده کیا تها تو وه لوگ (اپنا عهد و پیمان) تم سے قایم رکهنا چاهیں تو تم بهی ان سے (اپنا عهد) قائم رکهو ۔بے شك خدا (بد عهدی سے) پرهیز کرنے والوں کو دوست رکهتا هے۔(ان کا عهد) کیوں کر (ره سکتا هے) جب (ان کی یه حالت هے) که اگر تم پر غلبه پاجائیں تو تمهارے بارے میں نه تو رشته ناتے هی کا لحاظ کریں گے اور نه اپنے قول و قرار کا۔یه لوگ تمهیں اپنی زبانی (جمع خرچ سے) خوش کردیتے هیں حالانکه ان کے دل نهیں مانتے اور ان میں کے بهتیرے تو بد چلن هیں ۔اور ان لوگوں نے خدا کی آیتوں کے بدلے تهوڑی سی قیمت حاصل کرکے (لوگوں

کو) اس کی راہ سے روک دیا۔بے شک یہ لوگ جو کچھ بھی کرتے تھے بہت ہی برا ہے۔

۲۔ [illegible] (فتح:۱۰)

بے شک جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا ہی سے بیعت کرتے ہیں۔خدا کی قوت و قدرت تو سب کی قوت پر غالب ہے تو جو عہد کو توڑے گا تو اپنے نقصان کے لئے عہد توڑتا ہے اور جس نے اس بات کو جس کا اس نے خدا سے عہد کیا ہے پورا کیا تو عنقریب ہی ہم اسے اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔

۳۔ [illegible] (فتح:۱۸)

جس وقت مومنین تم سے درخت کے نیچے (لڑنے مرنے) کی بیعت کررہے تھے تو خدا ان سے (اس بات پر) ضرور خوش ہوا۔غرض جو کچھ ان کے دلوں میں تھا خدا اسے دیکھ لیا پھر ان پر تسلی نازل فرمائی اور انہیں اس کے عوض میں بہت جلد فتح عنایت کی۔

بین الاقوامی حقوق میں بھی dlئے عہد کا اصول ایـ قانونیC یـ دہے جس کے اساس پر، دستخط کرنے والے ممالک کے@ قرارداد Contracts لازم الا۔ا معاہدوں میں+ ل جاتے ہیں۔اس کے بمو. # عالمی سماج کے ہر رکن کی ذمہ داری اور فرضC ہے کہ اپنے معاہدوں کا احترام اور اس پر عملدرآمد کرے۔(۱)

اقوام متحدہ کے منشور کے دفعہ نمبر۲ کے شق نمبر۲ کے بمو. # ،رکن حکومتوں کا یہ فرض ہے کہ منشور کیC یـ دو پر اپنے ذمہ داریوں پر نیک نیـ کے ساتھ عملدرآمد کریں۔حقیقت میں یہ اصول dlئے عہد کے عام قاعدے کا بیان ہے۔(۲) پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں: جو شخص: اا ور دوسری د* پر ایمان رr ہے، اسے چاہئے کہ اپنے وعدہ کو وفا کرے۔(۳)

اسلام میں dlئے عہد صرف مسلمانوں کے سماجی تعلقات -- محدود نہیں ہے، بلکہ ان کو چاہئے کہ غیروں اور کافروں کے ساتھ بھی اس اصول کی رعا$ کریں۔چنانچہ حضرت محمدؐ فرماتے ہیں: تین چیزیں ایسی ہیں جنہیں چھوڑنے کی اجازت کسی کو نہیں ہے: مال* پ سے چاہے مسلمان ہو* یـ کافر اچھا* وَ، dlئے عہد چاہے مسلمان سے ہو* یـ کافر سے۔اما$ کا* چاہے مسلمان کی ہو* یـ کافر کی۔(۴)

حضرت علیؑ بھی اس سلسلے میں مالک اشتر کو یوں حکم دیتے ہیں:

[illegible]

(۱) جک سی. پلینو، روی آلتون، ایضاً، ص ۳۴۸ اور ۳۴۹.

(۲) ہوشنگ مقتدر، ایضاً، ص ۳۲۲.

(۳) شیخ کلینی، اصول کافی، ج چہارم، محمد* قر کمرہ ای (تہران: اO رات اسوہ، ۱۳۷۹)* ب خلف الوعد، حد$ نمبر۲.

(۴) ابوالقاسم* پندہ، نہج الفصاحۃ، ج بیستم، (تہران، اO رات جاو+ ان، ۱۳۶۶) شمارہ ۱۲۶۴.

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اب اگر تمھارے اور دشمن کے درمیان کوئی معاهده منعقد هو،یا اسے اپنی پناه میں امان دی تو اپنے وعدے کے پابند رهو۔اور جو کچھ اپنے ذمے لیا هے اس کے لئے امانت دار رهو اور اپنی جان کو اپنے عهد کا سپر بنادو،کیونکه کوئی بھی الٰهی فریضه ایفائے عهد کی طرح نهیں هے،جس کے بارے میں پوری دنیا کے لوگ ،افکار و تمایلات میں موجود تمام اختلافات کے باوجود ،اتفاق نظر رکھتے هیں۔(۱)

معاہدے(Contract)

حکومتوں کے درمیان تعاون،قومی مفادات اور بین الاقوامی امن کے حصول کے لئے ہو* ہے جو معاہدات اور Contracts کے ذریعے ا م** ہے۔یہ تعاون ،سیاسی اقتصادی، تہذR ...کے میدان میں ہوسکتا ہے۔چنانچہ سنہ۱۹۶۶ء میں بین الاقوامی تہذR تعاون کے اصول کا قرارداد منظور ہوا۔

بین الاقوامی منظر* میں،حکومتوں کے درمیان تعاون کے سلسلے میں،معاہدہ ا یـ اہم

---

(۱) نہج البلاغہ،ایضاً،خط نمبر۵۲،ص۵۸۶ سے ۵۸۹۔ .

ذریعہ ہے اور یہ وہ واحد وسیلہ ہے جس کے ذریعے حکومتیں رضا کارانہ اور شعوری طور پر لازم الا . ا قواعد کو بناتے ہیں۔معاہدہ، بین الاقوامی حقوق میں ت میم واعتدال کا ا یـ ذریعہ ہے۔(۱)

مختلف موضوعات میں معاہدات ،اشخاص* بین الاقوامی حقوق کی* پ بندی کرنے والوں کے درمیان کسی بھی طرح کا تحر یری اتفاق ہو* ہے، جو بین الاقوامی حقوق کے تحت مر$ ہو* ہے اور حکومتوں کی مرضی اور ارادے کا نتیجہ ہو* ہے۔(۲) مثال کے طور پر بین الاقوامی حقوق کمیشن (.I.L.C) جو اقوام متحدہ کے منشور کے دفعہ نمبر۱۳ کے شق نمبرا کے بمو.# ،بین الاقوامی حقوق کی+ وین اور فروغ کا ذمہ دار ہے اور نہ یہ بحث تمام موضوعات کو معاہدے کے ذریعے منظور کرو* ہے۔معاہدے دو طرح کے ہوتے ہیں:

ا۔قانونی معاہدے جو عام طور چند فریقی ہوتے ہیں اور بین الاقوامی قانون بنانے کے لئے زمین فراہم کرتے ہیں اور قانون ساز ہیں۔جیسے جامعہ ملل (Leage of Nations) کا میثاق،اقوام متحدہ کا منشور،جنگی حقوق کے سلسلے میں چار نکاتی ژنو کا عہد* مہ سن (۱۹۴۹ء)،سنہ۱۹۶۱ء اور سنہ۱۹۶۳ء میں سفارتی تعلقات کے سلسلے میں وین کا معاہدہ،سنہ۱۹۶۹ء میں معاہدات کے حقوق کے سلسلے میں وین (Vienna) کا عہد* مہ،سنہ۱۹۸۲ء در* یاؤں کے حقوق کے سلسلے میں میں معاہدہ اور عالمی بین الاقوامی اداروں کے اساسنامے۔

۲۔دو* چند فریقی معاہدے جو حقیقت میں بعض معین اور محدود قانونی سرا میوں کو پورا کرتے ہیں۔ان کا مقصد، معاہدہ بند حکومتوں کے خاص مفادات کا حصول ہے۔جیسے ا یران ، ت کی اور* پ کستان کے مابین سنتو کا سیاسی،دفاعی معاہدہ اور یورپ کی اقتصادی یو 2 کی تشکیل کے لئے

---

(۱) ہوشنگ مقتدر،ایضاً،ص۲۳.

(۲) محمد رضا ضیائی بیگدلی،ایضاً،ص۹۷

روم کا معاہدہ۔(۱۹۵۷ء)(۱) معاہدے چار مرحلوں میں ا * پاتے ہیں: مذاکرہ، خط وکتا$ ، دستخط، توثیق۔(۲) اسلامی حقوق، عام طورپر، معاہدے کو ا یہ طرح کا عقد جا{ ہے جو مشروع اور قانونی { تیج کے لئے، کسی مسئلے پر اتفاق سے حاصل ہو* ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں، الٰہی معاہدوں کی طرف اشارہ کیا ہے، جس میں: ا* م سے اور اسلامی قانون کےC پر* پانے والے تمام معاہدے شامل ہیں۔ اسلام کیÃ میں بین الاقوامی معاہدوں کو تحریری صورت میں ہو* چاہئے اور ان کی * ن اہم نہیں ہے۔ ہاں امن پسندی اور حسن تفاہم کے محرک کے جواب میں، بین الاقوامی معاہدے ہر طرح سے مفید اور لازم سمجھے جاتے ہیں۔ پیغمبر اسلامؐ کے حیات کے بھی کچھ معاہدے* ریخ میں ثبت ہیں:

۱۔ مدینے کے منشور کے ذریعے اہل کتاب سے معاہدہ کیاH اور امن سے ا یہ ساتھ رہنے کی اصل پر مہر توثیق ثبت فرمائی۔

۲۔ پیغمبر اسلامؐ نے صلح حدیبیہ میں قریش کے مشرکوں سے دوستی اور تعاون کا معاہدہ کیا۔

۳۔ پیغمبر اسلامؐ نے ان کے عیسائیوں سے داEصلح کی۔

۴۔ پیغمبر اسلامؐ نے بیعت رضوان میں اپنے اصحاب سے تعاون اور حما$ کے پچھلے معاہدوں کو مضبوط کیا اور اdئے عہد کا معاہدہ کیا۔

۵۔ آنحضرتؐ نے بنی غفار اور بنی ضمرہ جیسے مشرک عرب قبائل سے مشترکہ فوجی دفاع کے لئے مذاکرہ اور معاہدہ کیا۔

---

(۱) ہوشنگ مقتدر، ایضاً، ص ۲۳./ محمد رضا ضیائی بیگد لی، ایضاً، ص ۱۰۰ و ۱۲۱./ رضا موسی زادہ، ایضاً ص ۱۴۰ و ۱۴۱/ دوبینگ، ایضاً، ص ۵۳، ۵۴.

(۲) محمد رضا ضیائی بیگدلی، ایضاً، ص ۱۰۱./ رضا موسی زادہ، ایضاً ص ۱۴۳./ دوبینک کارو، ایضاً، ص ۵۹.

تیسرا اصول* وابستگی* یا اعتزال (۱۔عدم مداخلت، ۲۔غیر جانبداری)

اسلام میں لفظ اعتزال، عدم مداخلت اور غیر جانبداری کے دو معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۱۔عدم مداخلت:

بین الاقوامی منظر* مے میں طاقت کے استعمال اور عدم استعمال سے پیدا ہونے والے حقوق، حکومتوں کے اپنے دا* ہ حکومت میںÄ و ° کے قیام کے حق پر کوئی ا* نہیں ر* ہے۔ حکومتوں کے درمیان دوستانہ تعاون اور تعلقات کے سلسلے میں، اکتوبر ۱۹۷۰ء میں اقوام متحدہ کے مجلس عامہ کے ذریعے منظور کیاH بین الاقوامی حقوق کے اصول کے مطابق: ''کسی بھی حکومت* یا حکومتوں کے/ وہ کو حق نہیں ہے کہ کسی بھی وجہ سے بلا واسطہ** یا بالواسطہ طر j سے کسی ملک کے داخلی* یا خارجی امور میں مداخلت کرے۔ لہٰذا فوجی مداخلت اور مداخلت کی دوسری* y* یا حکومت اور اس کے سیاسی، اقتصادی اور تہذR عناصر کے خلاف دھمکی، بین الاقوامی حقوق کو تو* ہے۔''

کسی حکومت کو پر تشدد طر j سے ختم کرنے کے لئے فاسد عناصر کی کسی بھی طرح کی حما$ اور عوام کو ان کے قومی شنا# سے محروم کرنے کے لئے طاقت کے استعمال کی مماÆ، اس اصول میں شامل ہیں۔ لیکن مداخلت کے بعض قسمیں جا* ہیں:

۱۔ اقوام متحدہ کے منشور کے مطابق اور سلامتی کو± کی اجازت سے کوئی اقدام۔

۲۔ جان کی حفاظت اور مداخلت کرنے والے ملک کے شہریوں اور جس ملک میں مداخلت کی گئی ہے کے شہریوں کی حما$ کے لئےK ن دوستانہ مداخلت۔

۳۔ بین الاقوامی سماج کی طرف سے،Û امن کرنے والے* یا تہد± کرنے والے* یا کسی جارحانہ عمل کے مرتکب ہونے والے ملک کے خلاف اجتماعی صورت میں مداخلت۔

۴۔متوقع فوجی حملے کا مقابلہ کرنے کے لئے D قانون دفاع۔(۱)

۵۔اگر کسی معاہدے کے ذریعے مداخلت کرنے والا ملک اس طرح کا حق ر r ہو۔(۲)

لیکن اگر کوئی ملک + رونی بغاوت ** ہری حملے کے مقابلے کے لئے ،کسی دوسری حکومت کی مداخلت کا خواہاں ہوتو صورت حال مختلف ہوجاتی ہے۔اس صورت میں یہ کام مداخلت نہیں کہلا* بلکہ حمای $ میں + ل جا* ہے۔

عدم مداخلت کا مسئلہ قرآن میں بھی بیان ہوا ہے:

۱۔اصحاب کہف کے واقعے میں ہم پڑھتے ہیں کہ شرک اور $ پرستی کے خلاف قیام اور تبلیغ کے بعد، انھوں نے فیصلہ کیا کہ ان کو سماج سے کنارہ کشی کر 8 چاہئے اور گمراہ افراد سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہئے۔۔یہاں پر ان کے ۔رگ 'تملیخا' نے سفارش کی کہ جاؤ اور غار کے گوشے میں آرام کرو۔

ìõ Ö] oÖ ...] Ÿ ...] ‡ ...

(کہف:۱۶)

جب تم نے ان لوگوں سے اور خدا کے سوا جن معبودوں کی یہ لوگ پرستش کرتے ھیں ان سے کنارہ کشی کرلی تو چلو غار میں جا بیٹھو۔

۲۔حضرت موسیٰ کے واقعے میں بھی ہم پڑھتے ہیں کہ انھوں نے کافروں سے کہا: اگر میری دعوت کو قبول نہیں کرتے تو کم از کم میرے کام میں مداخلت نہ کرو۔:

(۱) ملکم شاو، ایضاً،ص۱۳۹.

(۲) جک سی. پلینو، روی آلتون، ایضاً،ص۲۵۰.

oÖ ... (دخان:۲۱)

اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لائے تو مجھ سے الگ ہو جاؤ۔

۳۔حضرت ا. اہیم کی حالات میں ہم دیکھتے ہیں کہ تبلیغ کے بے سود ہونے کے احساس اوران کو سنگسار کرنے کی دھمکی کے بعد، مجبوراًعدم مداخلت کے طر j کواپنا* یا اوراعلان کیا:

ô] ... (مریم:۴۸)

اور میں نے آپ کو بھی اور ان بتوں کو بھی جنھیں آپ لوگ خدا کو چھوڑ کر پوجا کرتے ھیں چھوڑا۔

۲۔غیر جانبداری:

غیر جا+ اری اس قانونی صورت حال کو کہتے ہیں جس کے C پر کوئی ملک کسی .B میں شر - نہیں ہو* اور .B سے دوچار ملکوں کے سلسلے میں معین حقوق اور* پابندیوں کا حامل ہوجا* ہے۔غیر جانبداری کی سیا -- ان ملکوں سے متعلق ہوتی ہے جو کسی بھی طرح کی دفاعی بلند پروازی نھیں ر p ہیں۔غیر جانبدار ملک کے حقوق جو .B سے دوچار ملکوں کی طرف سے معتبر مانے جاتے ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ارضی (سرحدی) تجاوزات سے محفوظ ہو* ۔

۲۔غیر جانبدار ملک کی غیر جانبداری کو قبول کر* ۔

۳۔تجارتی* کہ بندی اور* پابندیوں سے محفوظ رہنا، 1 بین الاقوامی قانون کے حد- ۔

غیر جانبدار ملک کی* پابندیں اور فرائض اس طرح ہیں:

۱۔غیر جانبدار ہو*

۲۔ کسی بھی فریق کی مدد نہ *۔

۳۔ B میں مصروف فریقین کے ذریعے اپنے ملک کی زمین کو استعمال کرنے کی اجازت نہ دینا۔

۴۔ B سے دوچار ممالک کو اس * ت کی اجازت دینا کہ اس کی تجارت اور لین دین میں اس حد- مداخلت کریں جتنا کہ بین الاقوامی قانون کے ذریعے طے کیا H ہے اور جاH ہے۔(۱)

قانونی نقطہÃ سے غیر جانبدار ممالک ،اقوام متحدہ کے رکن W کے حقدار نہیں ہوتے ہیں، کیونè اقوام متحدہ کی دفعہ نمبر ۴۳:۱ میں یہ * ہے:ادارے کے تمام رکن ممالک اس * ت کے * بند ہیں کہ عالمیÄ کے درہم. ہم ہونے کی صورت میں، سلامتی کو± کے مشورے سے اقوام متحدہ کی فوجوں کو اپنے ملک سےL رنے کی اجازت دیں گے اور ضرورت پڑنے کی صورت میں خود بھی ان طاقتوں سے جڑ جا N گے۔(۲)

غیر جانبداری کا مطلب صرف کھڑے کھڑے تماشہ دیکھنا نہیں ہے، بلکہ دشمنوں سے امن کے ساتھ رہنے کو بھی شامل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورہK ءآ $ نمبر ۹۱ میں ارشاد فرما* ہے:

[illegible]

پس اگر وہ تم سے نہ کنارہ کشی کریں اور نہ تمھیں

(۱) جک سی. پلینو، روی آلتون، ایضاً، ص ۳۴۹.

(۲) حسین سیفی زادہ، مبانی و مدل ھای تصمیم گیری درسیا - خارجی، (تہران: ۱O رات وزارت امور خارجہ، ۱۳۷۵)، ص ۱۰۳. /اصول روابط بین المللی (الف و ب)، ایضاً، ص ۲۷۷

صلح کا پیغام دیں اور نہ لڑائی سے اپنے ھاتھ روکیں پس ان کو پکڑو اور جھاں پاؤ ان کو قتل کردو اور یھی وہ لوگ ھی ںجن پر ھم نے تمھیں صریحی غلبہ عطا فرمایا۔

اس آ $ کا مدمقابل ،اس سے پہلے آ $ نمبر ۹۰ میں بیان ہوا ہے جس میں * وابستگی (اعتزال) کی رعا $ کرنے کے سلسلے میں شد * کید کی گئی ہے:

[illegible] (۹۰:ء

مگر جو لوگ کسی ایسی قوم سے جا ملے ھوں کہ تم میں اور ان میں (صلح کا)عھد و پیمان ھوچکا ھے یا تم سے جنگ کرنے یا اپنے قوم کے ساتھ لڑنے سے دل تنگ ھو کر تمھارے پاس آئے ھوں(تو انھیں آزار نہ پھنچاؤ)اور اگر خدا چاھتا تو ان کو تم پر غلبہ دیتا تو وہ ضرور لڑپڑتے پس اگر وہ تم سے کنارہ کشی کریں اور تم سے نہ لڑیں اور تمھارے پاس صلح کا پیغام دیں تو پھر تمھارے لئے ان لوگوں پر (آزار پھنچانے کی)خدا نے کوئی سبیل نھیں نکالی۔

یہ آ $ ان لوگوں کے * رے میں ہے جو B و ل سے + دل اور آزردہ ہیں اور عدم مداخلت و غیر جانبداری، دونوں * لیسیوں کی C د مسلمانوں سے B نہیں کرتے ہیں۔اس * لیسی کے تحت یہ لوگ اپنے ہم مذہبوں کا ساتھ بھی نہیں دیتے اور مسلمانوں سے بھی B نہیں

کرتے ہیں۔اگر یہ لوگ مسلمانوں کے سلسلے میں غیر جانبداری کی* پالیسی اختیار کرتے ہوئے، صلح
کے خواہاں ہوں تو مسلمانوں کا یہ فریضہ ہے کہ ان کی اس غیر جانبداری اور صلح کے ارادے کا لحاظ
کریں اور ان کے خلاف کوئی اقدام نہ کریں۔(۱)

حضرت رسولؐ بھی اسی حکمت عملی کا استعمال کرتے تھے۔تبھی تو مدینے میں حکومت
کی تشکیل کے بعد، مسلمانوں کی طاقت کی تحکیم (Strengthen) کے لئے بعض غیر مسلم قبیلوں
خاص کر کے وہ قبیلے جو شام کے راستے میں پڑتے تھے، سے غیر جانبداری کا معاہدہ کیا۔مثلاً
سنہ دو ہجری (۶۲۴ء) میں قبیلۂ بنی ضمرہ سے معاہدہ۔اسلام میں بعض جگہوں پر* وابستگی کی* پالیسی
* جاتی ہے۔مثلاً اس جگہ پر جہاں مسلمانوں* تمام Kنوں کا جانی (Crucial) مفاد خطرے میں
پڑ جائے:

۱۔ایسی جگہ جہاں اسلامی حکومت سے اپنے تعلقات کے سلسلے میں کوئی ملک
غیر جانبداری کی* پالیسی کو Û اور دشمنوں کی مدد کرے اور ان کو اکسائے۔جیسے پیغمبر اسلامؐ کے
زمانے میں بنی قریظہ اور قریش۔اس صورت حال میں بسا اوقات، ملک اپنی سرحدوں اور مفادات
کے دفاع کے لئے مقابلہ کرنے پر مجبور ہوسکتا ہے۔پیغمبر اسلامؐ نے بھی اللہ کے حکم سے ، B.
خندق کے بعد بنی قریظہ کے قلعے کا محاصرہ کیا، یہاں -- کہ ۲۵ دن کے بعد ان لوگوں نے اپنی
خیا$ پر فیصلے کے مشورے کو مان لیا اور قاضی نے جس کو خود بنی قریظہ نے منتخب کیا تھا، یعنی قبیلۂ
اوس جو اسلام سے پہلے بنی قریظہ کے حلیف اور دو -- تھے سے سعد بن معاذ نے ان کو پھا ´ دینے
کا فیصلہ کیا۔(۲)

(۱) خلیل خلیلیان، ایضاً، ص ۲۲۸ اور ۲۲۹.

(۲) خلیل خلیلیان، ایضاً، ص ۲۲۱، ۲۲۲.

۲۔Kن دوستی کی C پر مداخلت: اسلام Kنی فطرت کا دین ہے اور Kن کی
سے C دی آرزو یعنی فکر، فیصلہ e اور فہم و آگاہی حاصل کرنے کی آزادی کی حما$ کرتی
ہے۔Kن آزاد پیدا کیا H ہے۔اس کو آزاد+ گی/ * چاہئے اور اس آزادی کی لازمی شرط، فکر و
عقیدہ کی آزادی ہے۔اللہ تعالیٰ فر* ہے:

oØ àúôö †ö] àœôØ,Îâ,(ö] oÊâþè Ü (بقرہ:۲۵۶)

دین میں کسی طرح کی زبردستی نہیں کیونکہ ہدایت
گمراہی سے الگ ظاہر ہوچکی ہے۔

hçÕÜ`ðØô-ðàð rð] àÚôŠ-ðØð`øðôØ,Îðõ
á]ØÜ`ðð`øða†ö ’ôfÜ à³ñÜ`ðð`øð`ðÜ
ÜaöÔ›ØÜ •ÜaØ ðØÔØ`øðÃûéŠÜ
áõ×ÔØ] (اعراف:۱۷۹)

بھتیرے جنات اور آدمیوں کو جہنم کے واسطے پیدا
کیا اور ان کے دل تو ہیں (مگر قصداً) ان سے سمجھتے ہی
نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں (مگر قصداً) ان سے دیکھتے
نہیں ہیں اور ان کے کان ہیں (مگر) ان سے سننے کا کام
ہی نہیں لیتے۔(خلاصہ) یہ لوگ گویا جانور ہیں بلکہ ان سے
بھی کھیں گئے گزرے ہیں۔یہی لوگ امر حق سے بالکل
بے خبر ہیں۔

یہ اسلام تھا جس نے افق کائنات کے دروازوں کو Kن کے لئے کھولا اور اس کو آزادی و
تKط و کوشش کی طرف دعوت دی، کیوè اس کا مقصد: ا کی پہچان اور اس کی ذات -- پہنچنے

کے لئے، سکون اور (Peacefull Co-existance) ماحول میں علمی خیالات اورافکار کا پھیلاؤ ہے۔

اسلامی حکومت، دوسری قوموں سے تہذR اور فکری لین دین کے لئے ا- وسیع وعریض دروازہ کھولتی ہے نیز ضرورتوں اور مصلحتوں کو مدÃ ر p ہوئے، ہر اس جاہ سے جو اس کے تہذR اور عالمی مشن کی مزاحمت کرے اور یہ چاہے کہ اپنی قوم کو اس مسلّمہ K نی حق سے محروم کردے، B. کر* رہے گا۔ کیوè تہذR سلسلے کو منقطع کر* اور K ن کو آگاہ کرنے کا مقصدر p والے افکار کے ملک میں داخل ہونے کی مماÆ، تمام K نوں سے خیا$ ہے۔ اسی طرح K نوں کے ا- اَ وہ کو جہل و بے خبری میں رہنے دینا K نی سماج کے لئے نقصان دہ ہے۔ اسلام اس طرح کے استبداد کے مقابلے میں*' وابستگی کی سیا - کو ہراَ جاۂ نہیں ٹھہر* ہے۔(۱)

۳۔ جکڑی ہوئی اقلیتوں کی حما$ یعنی کمزوروں اور مظلوموں کی حما$ ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فر* ہے:

Ùóp] àúĉaĉ-jě Ûĉ] Øĉo ĉ Ý ú Óø
èô ĉ ĉaa Ú ĉ à ĉ á ĉ a ĉ] ø
àúĉ ĉ] ø ô ĉ Ó, ĉ Ú ĉ] ø` ĉ ĉ]
(۷۵:ء K)]‡+ 'ĉ Ô, ĉø

(اور مسلمانو!)تم کو کیا ہوگیا ہے کہ خدا کی راہ
میں اور ان کمزور اور بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں
(کفار کے پنجے سے چھڑانے) کے واسطے جہاد نہیں کرتے

(۱) خلیل خلیلیان، ایضاً، ص۲۳۲۔۲۳۳۔

جو (حالت مجبوری میں)خدا سے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ
اے ہمارے پالنے والے کسی طرح اس بستی (مکہ) سے جس
کے باشندے بڑے ظالم ہیں ہمیں نکال اور اپنی طرف سے
کسی کو ہمارا سرپرست بنا اور تو خود کسی کو اپنی
طرف سے ہمارا مددگار (بنا)۔

h^e 7]ç3b^µ

عالمی اتحاد
اور
سالمیت

عالمی اتحاد اور سا لمیت

اسلام کی کتاب ،قرآن، ایک ہمہ گیر آفاقی کتاب ہے۔زمان ومکان کے دائرہ سے آزاد، ہمیشہ رہنے والی اور مکمل کتاب۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ، پیغمبر اسلامؐ سے خطاب کرتا ہے:

۱]†,ãøþ]†+ ôãøGi×ôãt`øÝ ôÕ%øÚ (سباء:۲۸)

(اے رسولؐ) ہم نے تو تم کو تمام دنیا کے لوگوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا (پیغمبر)بناکر بھیجا ہے۔

اور محمدؐ اللہ کے بھیجے ہوئے اور خاتم المرسلین ہیں:

۲ ô] Ùç%ö…àÓøÚ ôãpà ôãŠøÖ] ,ûÚ vøÓøÚ

]ûføßÖ] Üøiø(اح‍زاب:۴۰)

(لوگو) محمدؐ تمھارے مردوں میں سے (حقیقتاً) کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور نبیوں کی مہر ہیں۔

۳ ô ãé,,] Ï]ø†ôÏ,ô ôpàé Ûç Ýø(اسراء:۹)

اس میں شک نہیں کہ یہ قرآن اس راہ کی ہدایت کرتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھی ہے۔

۴ ô á] ,øÚôãÓ ô] ô ‰ç%Ÿ (آل عمران:۱۹)

(سچا)دین تو خدا کے نزدیک یقیناً (بس یہی) اسلام ہے۔

۵۔ [illegible] (آل عمران:۸۵)

اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کی خواهش کرے تو اس کا وہ دین هرگز قبول هی نه کیا جائے گا۔

قرآن کے نقطۂ Ã سے، اسلام کا قانون آفاقی، ہمہ گیر اور + ی ہے اور اس کے پھیلانے کا فرض تمام مسلمانوں کے ذمے ہے اور اسلامی معاشرے کے تمام سیاسی سرَاَ میوں کا دُر مقصد، اسلام کی دوسرے دینوں پر حتمی فتح ہے۔

۶۔ [illegible] (فتح:۲۸)

وہ وهی تو هے جس نے اپنے رسول کو هدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا که اس کو تمام دینوں پر غالب رکھے اور گواهی کے لئے تو بس خدا هی کافی هے۔

۷۔ [illegible] (آل عمران:۶۴)

(اے رسولؐ) تم ان سے کهو که اے اهل کتاب تم ایسی (ٹھکانے کی)بات پر تو آجاؤ جو همارے اور تمهارے درمیان یکساں هے که خدا کے سوا کسی کی عبادت نه کریں ،اور کسی چیز کو اس کا شریك نه بنائیں اور خدا کے سوا هم

میں سے کوئی کسی کو اپنا پروردگار نه بنائے ۔پھر اگر اس سے بھی منه موڑیں تو کهه دو که تم گواه رهنا هم (خدا کے) فرمانبردار هیں۔

اسلام لوگوں کو اکٹھا ہونے اور ا - دوسرے سے میل جول ر p اور وحدت کلمہ کی دعوت دیتا ہے اور تفرقہ، اختلاف، کنارہ کشی اور گوشہ نشینی سے l ٭ ہے۔ چنانچہ شیخ محمد حسین کاشف الغطا فرماتے ہیں: ''اسلام دو لفظوں پر تعمیر ہوا ہے: کلمہ توحید اور توحید کلمہ۔''

اتحاد و تفرقہ ــــ اسلام کی رو سے

اتحاد کیا ہے؟

۱۔ [illegible] (مومنون:۵۲)

(لوگو) یه (دین اسلام) تم سب کا مذهب ایك هی مذهب هے اور میں تم لوگوں کا پروردگار هوں تو بس مجھ هی سے ڈرتے رهو۔

[illegible] (بقره:۲۱۳)

(پهلے) سب لوگ ایك هی دین رکھتے تھے پھر (آپس میں جھگڑنے لگے تب)خدا نے (نجات سے) خوشخبری دینے والے اور (عذاب سے) ڈرانے والے پیغمبروں کو بھیجا۔

۳۔ [illegible]

[illegible] (آل عمران:۱۰۳)

اور تم سب کے سب خدا کی رسی مضبوطی سے تھامے رھو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو اور اپنے حال زار پر خدا کے احسان کو تو یاد کرو جب تم آپس میں (ایک دوسرے کے)دشمن تھے تو خدا نے تمھارے دلوں میں (ایک دوسرے کی)الفت پیدا کردی تو تم اس کے فضل سے آپس میں بھائی بھائی ھو گئے اور تم گویا سلگتی ھوئی آگ کی بھٹی کے لب پر(کھڑے تھے) (او رگراھی چاھتے تھے) کہ خدا نے تم کو اس سے بچالیا تو خدا اپنے احکام یوں واضح کرکے بیان کرتا ھے تا کہ تم راہ راست پر آجاؤ۔

ہاں،اللہ تعالی نےK ن کوالفت ومودت کی نعمت » کی ہے اورقرآن میںK نوں کو اختلاف پیدا کرنے والے عناصر اور مختلف تمایزات واختلافات کے* وجود،ان کوا یـ واحد مقصد کی سمت چلتے ہوئے،ہمرـ وہم شکل مجموعہ اورا یـ منظّم قافلہ جا{ ہے اوران کووسیع پیمانےپر متحدو منظّم ہونے کی دعوت دیتا ہے اوراس حا ـ کوK نی سماج کی سے پہلی کیفیت اورK نی مستقبل کے لئے مطلوب اورمعقول صورت جا{ ہے۔(۱)

(۱)عباس علی عمید ز نی،انقلاب اسلامی وریشہ ہای آن،ایضاً،ص۴۲.

۴ [illegible] (یونس:۱۹)

اور سب لوگ تو(پھلے)ایك ھی امت تھے پھر اختلاف کیا ،اور(اے رسول)اگر تمھارے پروردگار کی طرف سے ایك بات (قیامت کا وعدہ) پھلے نہ ھوچکی ھوتی جس میں یہ لوگ اختلاف کررھے ھیں (تو)اس کا فیصلہ ان کے در میان(کب کا) کردیا گیاھوتا ۔

۵ [illegible] (ھود:۱۱۸۔۱۱۹)

اوراگر تمھارا پروردگار چاھتا تو بے شك تمام لوگوں کو ایك ھی(قسم کی)امت بنادیتا (مگر اس نے نہ چاھا اسی وجہ سے)لوگ ھمیشہ آپس میں پھوٹ ڈالا کریں گے مگر جس پر تمھارا پروردگار رحم فرمائے اور اسی لئے تو اس نے ان لوگوں کو پیدا کیا۔

۶ [illegible] (انبیاء:۹۲)

بے شك یہ تمھارا دین (اسلام) ایك ھی دین ھے اور میں تمھارا پروردگار ھوں تو میری ھی عبادت کرو۔

ایـ واحداور مہذب معاشرے کی تشکیل کے لئے لازم ہے کہ معاشرے کے تمام افراد

اپنی فطرت کے مدÃ ،(. لوگ ایـ طرح کی فطری طبیعت سے بہرہ مند ہیں اور اتحاد بھی ایـ فطری امر ہے) ایـ دوسرے سے تعاون کریں اور طاقت ور لوگ ، کمزور لوگوں کی مدد کریں اور زنجیر کی /ڑیوں کی طرح ایـ دوسرے سے جڑ کر ایـ متحد اور اٹوٹ معاشرے کو وجود میں لا N ۔

اللہ کی بندگی کی دعوت دینا، اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی اور اس وسیع و عریض د* میں اسلام کا تعارف کر*· ہم مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ اسی لئے امام خمینیؒ انقلاب کے. آمد کرنے کی حکمت عملی کے سلسلے میں ما . . . ہیں کہ: ''اسلام وہ دین ہے جو تمام K نوں کے لئے بھیجا H ایـ ہے نہ کہ صرف مسلمانوں کے لئے، اور عالمی اسلامی حکومت، اس جامع و مکمل دین کا اہم مقصد ہے۔''

(۱) اسلامی Âم سیاسی نقطہÃ سے، ولایـ $ الٰہی اور اقتدار کی عادلانہ *. لادستی کو تمام K نوں میں پھیلانے کا خواہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے K نوں کو. ائی اور تفرقہ سے روکا ہے اور اس کو اسلام کے مقاصد اور K ن کی سعادت میں حائل ج*· ہے۔:

ÜõÕôpÚzõûôàÛç¸ÊÊÝ]ææçÎÎÌãàpÖ³Óç³ÜÕÔÕõøzÕ

Ün âûáh],,ØâúÔÓÔÕbôÕ) ۔ (آل عمران:۱۰۵)

او رتم کھیں ان لوگوں کے ایسے نہ ھو جانا جو آپس
میں پھوٹ ڈال کے بیٹھ رہے اور وشن دلیلیں آنے کے بعد بھی
اور ایسے ھی لوگوں کے واسطے بڑا عذاب ھے۔

oÕú ÔúÕkzŠØÙÞzõç³ÕÖÖâú³ÔØ ôç³ÎÕÛÈâú,,Õ] á ôˆ

(۱۵۹:مÂا) ðo Ø

(۱) روح اللہ موسوی خمینی، صحیفۂ نور، ج ۲۰، (تہران: ا O رات مرا· مدارک فرہنگی اسلامی، ۱۳۶۲)، ص ۱۹.

بے شك جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقه ڈالا اور
كئی فریق بن گئے تمھیں ان سے كچھ سروكار نھیں ۔

حقیقت میں : انے ان آیتوں میں فر*یـ ہے: تفرقہ ،قوموں میں فساد او+ بختی کا *. (ہو· ہے اور تفرقہ پیدا کرنے والوں کا راستہ پیغمبرؐ کے راستے سے الگ ہے۔ اسی لئے دوسری آ $ میں صراط مستقیم کی پیروی کا حکم *یـ ہے اور کسی بھی طرح کے آ ق و تفرقہ سے ا کیا ہے:

ØÆŠ]]çÂûÖÞâzôÂÕ³ÛÔÛÜÉÖÚ ³xÕôÕ,,Øâzú ٩

âÕÖÔâúÔÓÕÔâ (۱۵۳:مÂا)

اوریہ (بھی سمجھ لو) كه یھی میرا سیدھا راسته ھے تو
اسی پر چلے جاؤ اوردوسرے راستوں پر نه چلو كه تم كو خدا
كے راستے سے (بھٹكاكر) تتر بتر كردیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے دوسری آ $ میں اپنی اور اپنے رسولؐ کی اطا (کو وحدت، او* فرمانی کو تفرقہ کا. (ج· ہے اور ارشاد فر*· ہے:

gzÕçÛÕç¸ÔÜÉ]çÂÛÔÕÖÕÛ%ÕzÕ]]ç³ÃÕxÕâ ۱۰

ô ÔÕÖâú] áÖÕâ] Á (۴۶:آل ا)

اورخدا كی اور اس كے رسول كی اطاعت كرو اور
آپس میں جھگڑا نه كرو (ورنه) تم همت هار دوگے او
رتمھاری ھوا اكھڑ جائے گی او ر(جنگ كی تكلیف كو)
جھیل جاؤ ۔ خدا تو یقیناً صبر كرنے والوں كا ساتھی ھے۔

پیغمبر اسلامؐ بھی اتحاد کی* پابندی اور تفرقے سے پ ہیز کے* رے میں ارشاد فرماتے

ہیں: ÛÎ Ûç³Û ... ! ا ۔ مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے۔ ا ۔ جسم کی طرح ہیں۔مومنین کی روح ا ۔ روح سے پیدا ہوئی ہے۔ان کو چاہیے ہر جگہ ا ۔ دوسرے کی مدد اور وحدت واتحاد کی روح کی حفاظت کریں۔

اسی طرح آنحضرتؐ فرماتے ہیں:

ÑÖ[Ë] ÜÒ ... ÜÒ

!åçׯ ÜÓ

پیغمبر اسلامؐ نے اتحاد کے حصول کے لئے بہت سے عملی اقدامات ا م دیئے:

ا۔نماز ۔ سے پہلا فریضہ تھا جو اسلام میں وا ۔ ہوا ۔ XXé ¡ ³Ûç³Ûî]

(بقرہ:۴۳) جس کو پیغمبر اسلام نے اللہ کے حکم سے جما سے پڑھی ۔نماز جما ، عبادت میں وحدت کا جلوہ ہے۔ بن ارقم کا مکان مسلمانوں کے اکٹھا ہونے کی جگہ تھی۔مسلمان وہاں قرآن پڑھتے تھے اور پیغمبرؐ کے ساتھ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔

۲۔مدینے میں داخل ہونے کے بعد پیغمبرؐ کا ۔ سے پہلا اقدام مسجد کی سیس تھی، جو مسلمانوں کے جمع ہونے اور اجتماعی عبادت کی جگہ بن گئی۔مسجد میں حاضر ہو مسلمانوں کے اتحاد اور ۔ جہتی میں بہت موثر ہے، کیونکہ مسجد جیسے مقدس وروحانی مقام میں اجتماع ۔ دلی، اتحاد اور طاقت کا ۔ ہوتا ہے۔

۳۔پیغمبر اسلامؐ نے منشور مدینے کے ذریعے، مسلمانوں اور مدینے کے تمام ۔شندوں (یہود وعیسائی) میں اتحاد پیدا کیا اور اہل مدینہ کے قومی اتحاد کا ۔ ہوئے، یعنی تمام لوگ چاہے کسی مکتب فکر ۔ عقیدہ کے ماننے والے ہوں، اپنے مشترکہ امور کے پیش ۔ تفرقہ واختلاف سے پرہیز کریں اور دشمنوں کے مقابلے میں مشترکہ محاذ بنا ۔ نیز مہا ۔ وا ۔ ر کے درمیان بھائی چارے کا معاہدہ کر، مسلمانوں کے اتحاد کا ۔ ہوئے۔

۴۔پیغمبر اسلامؐ نے حجۃ الوداع میں بھی مسلمانوں کو اتحاد کی دعوت دی:

äÛ†vÒ ÜÓe...]çÏ×i á] ‹ó] Ý]†u ÜÓn×Â ÜÓ‹]çÚ] æ ÜÓ

á] àÛ×Âi]ç×ÏÂ] ...]„â ÜÒ†` äÛ†u æ]„â ÜÓÚç³

''ÅåçÌ ì] àÛ×ŠÛ‹] á] æ Ü×ŠÛ‹] ï] Ü×ŠÚ ØÒ

تمھارے خون اور مال تم پر حرام ھیں یہاں تک کہ تم قیامت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو۔اسی طرح اس دن کی حرمت اور اس مہینے کی حرمت....سوچو اور جان لو کہ مسلمان، مسلمان کا بھائی ھے اور سارے مسلمان اس کے بھائی ھیں۔

جیسا کہ حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

äÛ...] Ü×... ‰...

...]

àÚ ...] ... u...Ÿ]

DMEXX! ...]

(۱) نہج البلاغہ، ایضاً، خطبہ ۲۳۱، ص ۴۶۸۔۴۶۹۔

پیغمبر اسلامؐ نے جو کچھ ان کو پہنچا H تھا، اسے آشکار کیا اور اپنےپ وردگار کے پیغام کو پہنچا*۔ آن حضرتؐ نے سماجی اختلافات کو وحدت اور اصلاح کے ذریعے ختم کیا۔ جن دلوں میں بغض ودشمنی کی بھڑکتی آگ بھری تھی ان میں اتحاد ودوستی قائم کی۔(۱)

(۱) محمد مہدی*. پور، درآمدی. سیا - وحکومت در نہج البلاغہ، (قم: O رات عصر1/4ر، ۱۳۸۰) ص ۱۳۳ سے ۱۵۸-- .

مختلف دینوں اور اقوام میں اتحاد

د* میں ''واحد حکومت'' کا Ã یہ جو کہ اسلام اور پیغمبرؐ کے مقاصد میں سے ا-ی اہم مقصد تھا اور جس کے لئے آن حضرتؐ نے ہمیشہ اسلام کے پھیلاؤ کی کوشش فرمائی، ہمیشہ (چاہے ماضی میں ہو* آج کے زمانے میں) K نوں کی ا-ی اہم آرزو رہی ہے۔

ا۔ ایپنہایم () ''بین الاقوامی قوا 2 کی* ریخ'' میں . # یہودی مذہب-- پہنچتے ہیں تو لکھتے ہیں:

> ''مستقبل د* کے بین الاقوامی حقوق کے نقطہ Ã سے . سے اہم* .ت، ا-ی ت دہندہ کے1/4ر کی فکر تھی جو کہ مکمل طورپ عالمی پہلو کا حامل ہے۔ اشعیای نبی کی کتاب (دوسری فصل، آ$ نمبر ۲۔۳۔۴) میں اس ت دہندہ کے1/4ر کے بعد K ن کی حا - بیان ہوئی ہے۔ یہ طرز فکر یہ کہنا چاہتی ہے کہ آ کار ا-ی دن ایسا آئے گا. # د* کے لوگ امن کے ساتھ ا-ی دوسرے سے متحد ہو جا N گے۔ یہ فکر یہودیوں سے عیسائیوں-- منتقل ہوئی۔''

۲۔ قدیم دور میں دوسرے مذاہب و اقوام جیسے آتشپ - ، ہندوستانی،پ ہمن، ارما*ئی، چینی اور مصری لوگوں میں بھی ا-ی عالمی ت دہندہ کے1/4ر کا عقیدہ** پ جا* تھا-۔

۳۔ مغرب میں بھی عالمی حکومت کا Ã یہ مختلف صورتوں میں موجود ہے۔ چاہے وہ ا-ی مہدیؑ کے1/4ر کے اعتقاد کی صورت میں ہو (یہاں-- کہ بعض ایسے لوگ بھی سامنے آئے جنھوں نے خود کا مہدی کے طورپ تعارف کر* یہ ہے* فلسفی صورت میں* شعری آرمان* عملی سرا می اور ش* منظم طر j کی صورت میں بھی۔ چنانچہ قدیم مفکر (پیدایش مسیح سے ۵۳۵ سال قبل)

زنو (Zeno) نے کہا ہے: ''لوگوں کو چاہئے کہ ا۔ ‌‌‌* ،مقتدر اور خطا سے محفوظ مجری (قانون رائج کرنے والے) کے ذریعے* فذ کئے جانے والے واحد قانون کی پیروی کریں۔(۱)

جیسا کہ انگر۔ فلسفی* راسل (Bertrand Russell) اس Ā یے کی* G میں کہتا ہے: ''عالمی حکومت کے عملی نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ K ن کے* س عالم، مقتدر اور خطا سے محفوظ رہبر نہیں ہے۔''(۲)

۴۔ بین الاقوامی اور علاقائی اداروں کی حا ۔ جن کو عالمی سماج میں روز افزون رونق حاصل ہوئی ہے، امن نیز عالمی حکومت کے قیام کے امکا* ت کی خو Ÿ ی ہے۔

۵۔ عالمی حکومت کے Ā یہ کی، فاشیسٹ* فسطائی (Fascist) اور استبدادی حکومتوں کے ذریعے بھی زور حما $ کی جاتی ہے۔ ہٹلر۔ من کے خالص ± کی C ی ا۔ عالمی حکومت کی آرزو ذہن میں ر r تھا۔ اٹلی کے فاشیسٹ بھی سارے رومیوں کی، چاہے اس ملک کی شہری $ ر p ہوں* نہ ر p ہوں، اور د* کے کسی بھی علاقے میں ہوں، یکساں طور حما $ کرتے تھے۔ کمیونسٹ* رٹی کے منشور (Manifesto) نے بھی نچلے طبقہ (Proletariat) کے عالمی Ā یے کو پیش کیا۔

۶۔ اسلام میں بھی ا۔ ت دہندہ ¼ رکا اعتقاد موجود ہے، شیعوں کے* رہویں امام کے ¼ رکا اعتقاد جو غیبت کبریٰ میں ہیں۔ وہ منجی (ت دہندہ) جو ظاہر ہو کر ایمان و عدل و ا « ف سے بھری ہوئی حکومت بنائیگا۔ عالمی، K نی اور آسمانی حکومت، جس میں مہدی موعودؑ کے عظیم اور ت دہندہ انقلاب کے ذریعے، امن پسند، فضیلت خواہ اور ایمان دار K نوں کی آرزو N آ N گی، اور پھر جار A ، جہل H ہ اور کفر کا کوئی K ن -* قی نہیں رہے گا۔ جیسا کہ امام محمد* قر فرماتے ہیں: ''اس طرح کی فتح و سعادت حضرت مہدیؑ کے ¼ رکے زمانے میں نصیب

(۱) فخر الدین حجازی، ایضاً، ص ۲۸۵.

(۲) ایضاً، ص ۲۸۶.

ہوگی۔ اور کوئی K ن نہیں بچے گا 1 یہ کہ حضرت محمدؐ کی رسا ۔ کا اقرار کرے گا۔''

لہٰذا عالمی حکومت کا Ā یہ کوئی ایسا موضوع نہیں ہے جو صرف اسلام میں** جا* ہو۔ اس آرزو کی بلندی اور۔ رگی کے لئے یہی کافی ہے کہ ماضی و حال میں د* کے مختلف قوموں، مذاہب، ملل اور مکا $ فکر نے اس کی اتنی حما $ * G کی ہے کہ اس کا K نی سماج سے متعلق آرزو کے طور تعارف کرا* جا سکتا ہے۔(۱)

(۱) سید خلیل خلیلیان، ایضاً، ص ۱۱۲۔۱۱۳.

نیا عالمی نظام

K نی سماج میں روú ہونے والا تیسرا Âم، * عالمی Âم ہے۔ یہ Âم پچھلے دو Âموں کے بعد وجود میں آ رہا ہے:

۱۔ روایتی اورشاہی Âم: K نوں نے خا+ ان کو تشکیل دینے، تعلقات کے قیام، اپنے ہم نوعوں کو ا یـ کرنے کی ضرورت کو محسوس کرنے اور خا+ انوں اور قبیلہ کی تشکیل کے بعد، ملک* م کے ا یـ بڑے معاشرے کی تشکیل کی طرف رخ کیا، جس میں صرف ا یـ فرد حکومت کر* تھا اور وہ * دشاہ ہو* تھا۔ ملک کے تمام قوا 2 وہی بنا* اور پیش کر* تھا۔ اس Âم میں، جو*. ی اور مرا/ $ F پ Âم تھا*. دشاہ سوچنے والا سر اور معاشرہ احساس سے عاری+ ن شمار ہو* تھا۔

۲۔ جمہوری Âم*. دشاہوں کے ظلم و ستم کے*. (نشأ ہ* 6 کے وقت سے ان کے خلاف ا یـ تحر یـ شروع ہوئی جو اس*. ی کے Âم کے خاتمہ کا*. (ہوا۔ نئے Âم میں عوام کے ذریعے اور اسی قوم میں سے منتخب ہوئے K نوں کا ا یـ / وہ، عوام کے ú یندوں کی حیثیت سے، حکومت کو اپنے قبضہ میں رr ہے اور حکومت کے* م سے راج کر* ہے۔ اس کے بعد، یہ حکومتیں ہیں جو ملک کے+ رونی و*. ہری سیا ـ کی کھلاڑی شمار ہوتی ہیں، کیو è یہی وہ Âم تھا جس میں+ رونی منظر* مہ*. ہری منظر* مے سے الگ ہو* تھا۔ * عالمی Âم جو تشکیلی مرحلے میں ہے، ایسا Âم ہے جو سماجی، سیاسی، اقتصادی، تہذR، دفاعی، علمی وغیرہ تمام پہلوؤں کو شامل کئے ہو* ہے۔ ایسا Âم جو:

۱۔ بین الاقوامی منظر* مے پر حکومتوں کے اقتدار کو معتدل کرنے کے سمت میں ہے۔

۲۔ جغرافیائی سرحدوں کی اہمیت b ہے۔

۳۔ K ن کو . سے* ز یدہ اور اہم کردار دیتا ہے۔ پچھلے Âموں کے بر خلاف جس میں حکومتیں اور*. دشاہ اس طرح کا کردار ادا کرتے تھے اور معاشرے کے افراد اور عوام* ز یدہ اہم نہیں تھے اور* ز یدہ تر غیر انفعالی کردار ادا کرتے تھے۔

۴۔ مل جل کر+ گی / ارنے کے لئے کوشش کر* ہے نیز. B، تشدد اور دفاعی، نوکلیائی و مائکرو*. یولاجیکل ساز و سامان کو محکوم کر* ہے۔

۵۔ اس Âم میں جمہوری اور عوامی حکومت ہوتی ہے۔

۶۔ ایسے مسائل جو* ز یدہ تر حکومتوں کے دا ئ ہ کار میں تھے اور قومی مفہوم کے ڈھانچے میں بیان ہوتے تھے، اس Âم میں مکمل طور پر عالمی پہلو حاصل کرتے ہیں مثلاً قومی مفادات جو K نی مفادات میں+ ل گئے ہیں۔

۷۔ ہر قوم اور ملک کی قومی، مذہبی، نسلی، اور تہذR قدروں کا احترام کرتے ہوئے، تمام ملکوں اور قوموں کو ا یـ دوسرے سے متحد کر* ہے اور K نی اور عالمی قدروں اور مفادات کو مد Ã رr ہے۔

۸۔ سلامتی (Security) سے وابستہ حکمت عملی کے تعین اور طرز عمل کی تشکیل میں . سے اہم عامل کی حیثیت سے سماجی اور اقتصادی عناصر، دفاعی اور اسٹراٹجیک عناصر کا ì البدل ہو جاتے ہیں۔

۹۔ . سے اہم یہ کہ جس تنا . سے مسائل عالمی صورت پیدا کرتے ہیں، اسی تنا . سے حل اور اس کو* فذ کرنے والے بھی عالمی پہلو حاصل کرتے ہیں۔

۱۰۔ حقیقت میں یہ Âم، Meritocracy اور ہم نوع کی : مت کے لئے ہے۔(۱)

لیکن ایسا Âم جو عادلانہ ہو اور جس میں تمام مما لک*. ی سے اور عادلانہ طور پر شر یـ

---

(۱) داریوش اخوان ز نی، جہانی شدن وسیا ـ خارجی، (تہران: O راتِ وزارت امور خارجہ، ۱۳۸۱)، ص ۱۹۸.

ہوں، جہاں دو - مند غریبوں کی مدد کریں اور سارے لوگ اپنے مشترکہ مسائل پہ بھروسہ کریں اور جو اسلام اور اللہ کی وحدا M کے سائے میں ہو، اس - پہونچنے کے لئے مسلمانوں کو سخت کوشش کر* چاہئے* کہ ہر لحاظ سے - قی کریں اور ہر طرح سے . پہ - ی اور فوقیت حاصل کریں۔ کیوKè ن ایسے شخص کی طرف فطرتاً مائل ہو* ہے جو علمی، ادبی، اقتصادی، سیاسی، اجتماعی، مذہبی وغیرہ پہلوؤں میں اس سے - ہو۔ اس طرح ہم کو چاہئے کہ تہذ $ ساز، مفکر اور دانشور بنیں اور - قی* یافتہ ٹکنالوجی کے ذریعے اللہ کی رضا اور تعلیمات قرآن کی طرف - ھیں* کہ کرۂ ارض پہ موجود تمام K نوں سے صرف ا - متحد اور واحد K نی سماج بنے اور پوری د* پہ محیط ایسا ملک وجود میں آئے جس کے وسائل سارے کے سارے K نوں کی صلاحیتوں اور سرا میوں اور سبھی خطوں کے تحصیلی قوتوں پہ مشتمل ہوں جیسا اسلام چاہتا ہے۔

قرآن نے زمین پہ عالمی حکومت کی K رت دی ہے اور ایسی حکومت کے حاکموں کو خلافت الٰہی کا وارث کہا ہے جو دین : ا کو سارے عالم میں پھیلا N گے، جنگوں اور + نظمی کو ختم کریں گے اور K M کو دین وعدل کی نعمت سے بہرہ ور کریں گے۔ K ن کی خلقت کا مقصد اچھے طر j سے اسی وقت عیاں ہوگا . # K ن صرف : ا کی پرستش کرنے لگے اور اس کی عبادت میں کسی چیز کو شر - قرار نہ دے۔

[illegible] (ذا* یت:۵٦)

اور میں نے جنوں اور آدمیوں کو اسی غرض سے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔

[illegible]

[illegible] (نور:۵۵)

(اے ایمان داروں) تم میں سے جن لوگوں نے ایمان قبول کیا او راچھے اچھے کام کئے ان سے خدا نے وعدہ کیا ہے کہ ان کو روئے زمین پر ضرور اپنا نائب مقرر کریگا جس طرح ان لوگوں کو نائب بنایا جو ان سے پہلے گزرچکے ہیں او رجس دین کو اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے اس پر انہیں ضرور ضرور پوری قدرت دیگا اور ان کے خائف ہونے کے بعد ان کے ہراس کو امن سے بدل دے گا کہ وہ اطمینان سے میری ہی عبادت کریں گے اور کسی کو ہمارا شریك نہ بنائیں گے اور جو شخص اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو ایسے ہی لوگ بدکار ہیں۔

[illegible] (c ء:۱۰۵)

اور ہم نے تو نصیحت کے بعد یقیناً زبور میں لکھ ہی دیا تھا کہ روئے زمین کے وارث ہمارے نیك بندے ہوں گے۔

اختتامیہ

قدیم زمانے سے آج کے +ـ معاشرے -- ہر دور میں بین الاقوامی تعلقات کا وجود ملتا ہے۔ ۱۶۴۸ء میں وسٹفالیا (Westphalia) کے معاہدے کے ذریعے سیاسی ڈھانچہ، سلطنت سے حکومت اور بعد میں بین الاقوامی Âم میں تبدیل ہH ـ ۱۹۴۵ء میں دو قطبی Âم وجود میں *ـ، جس میں دو طاقتیں ا- مشرق اور ا- مغرب میں د*ـ حکومت کرتی تھیں۔ لیکن روس کے ختم ہونے سے ا- * آفاقی Âم یعنی تہذیبوں کے درمیان تعلقات کے وجود میں آنے کا امکان فراہم ہوا۔

وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ، بین الاقوامی حقوق و تعلقات میں تبد~ آئی اور * دہ سے * دہ اپنے اعلیٰ K نی مقاصد کی طرف ـ ڑھ رہی ہے۔ چنانچہ عدل وا « ف ـ ا۔ ی، ظلم سے B تفریق کی Q اور K نی حقوق کی حما$ کے اصولوں کی اہمیت روز ـ ونـ ڑھتی جا رہی ہے۔

* رخ کی سمت کو دیکھتے ہوئے، جو بین الاقوامی معاشرے کے عالمی ہونے کی طرف ہے اور جس کے * راب تھوڑا بہت ظاہر بھی ہو رہے ہیں، یہ کہنا ـ ڑے گا کہ بین الاقوامی تعلقات اور اس کے نو ـ ‌ بین الاقوامی قانون ـ قی اور عالمی ہونے کی سمت ـ ڑھ رہے ہیں۔ اس طرح کہ K نی سماج میں تیسرا اور *

عالمی Âم وجود میں آرہا ہے۔ ایسے Âم میں تمام سماجی، سیاسی، اقتصادی، علمی، تہذR اور دفاعی پہلو، ا- عالمی صورت اختیار کریں گے۔ * عالمی بند وبست حقیقت میں نسلی، قومی اور لسانی تعصّبات سے دور، K نی ارادے کی C ـ د ـ مل جل کر امن سے ا- ساتھ رہنے (Peacefull Co-existence) اور شایستہ سالاری اور عدا - کے آ ذ کے لئے ہے۔ اسلام اسی مفہوم کو ''تقویٰ'' کے * م سے اچھی طرح بیان کر* ہے۔

لیکن یہ قوا 2 اور تعلقات صرف کسی ا- ملک * کسی ا- مذہب سے مخصوص نہیں ہیں۔ بلکہ ہر قوم اور ہر مذہب میں اس طرح کا بیان ملتا ہے۔ خاص کر کے اسلام اور قران میں یہ قوا 2 مکمل او ـ * فتہ طور ـ بیان ہوئے ہیں۔ پیغمبر اسلامؐ بھی (بعثت سے قبل * بعثت سے بعد) ان ـ عمل کرتے تھے۔ سعادت و کمال - پہنچنے کے لئے، قرآن میں پیش کئے گئے نمونوں میں ا- نمونہ ''عالمی اتحاد اور - جہتی'' بھی ہے۔ جیسا کہ بہت سی * ت میں اللہ تعالیٰ نے اس امر ـ زور * ہے، کیو è اسلام وہ دین ہے جو تمام نوع K M کے لئے بھیجا H ہے۔ لیکن ''عالمی حکومت'' کا Ã یہ، ایسی چیز نہیں ہے جو صرف اسلام - محدود ہو، بلکہ قدیم و + مختلف قوموں، دین و ملل اور مکا$ فکر میں اس کا بیان ہوا ہے۔ لہٰذا عالمی اتحاد ا- K نی نمونہ (Ideal) ہے۔ K نی معاشرے میں جنم e والا یہ تیسرا Âم * سیاسی Âم (Political System)

ہے، جو مل جل کر امن سے ای- ساتھ رہنے (Peaceful Co-Existence)
کی راہ پ ہے اور بین الاقوامی منظر* مے پ . سے* یدہ اور اہم کردار K ن کو
دیتا ہے، وہ K ن جو زمین پ خلیفۂ الٰہی کے منصب کے درپے ہے۔

لہذا ای- نئی، وسیع اور قید مکان و زمان سے آزاد بصیرت کے ذریعے، K ن کی ہ تی سے متعلق مسائل کو * یت الٰہی سے مطابقت دے کر اور مختلف قوموں میں ای- دوستانہ اور سچا تعلق قائم کر کے عالمی سماج -- پہنچا جا سکتا ہے — واحد عالمی سماج۔ چنانچہ امام خمینی انقلاب کے صادر کرنے کی حکمت عملی کے سلسلے میں یہ ما . . . ہیں کہ: ''اسلام وہ دین ہے جو تمام K نوں کے لئے بھیجا H ہے نہ کہ صرف مسلمانوں کے لئے، اور عالمی اسلامی حکومت، اس جامع و مکمل دین کا اہم مقصد ہے۔''